يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

ذِكرُ اللّٰہ

دکھیا اور بیمار دلوں کی شفا، مرہم، چین و سکون اور مصائب کے دور کرنیکا بہترین علاج

مؤلفہ

احقر الانام فقیر نور حسین غفاری نجشی طاہری مجددی نقشبندی

ناشر

خلیفہ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر غلام غوث طاہری نقشبندی

مرکز الطاہر جامع مسجد سبحان اللہ غلام محمد آباد فیصل آباد۔ فون 694540

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا

اے ایمان والو تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو!

اللہ کو ہر دم یاد کر اس نام سے دلشاد کر

اُجڑا وطن آباد کر گر عاقبت درکار ہے

ذکر اللہ

یعنی

اللہ کا ذکر

دکھیا اور بیمار دلوں کی شفاء و مرہم، چین و سکون اور مصائب کے دور کرنیکا بہترین علاج

مؤلفہ

احقر الانام فقیر نور حسین نقشبندی مجددی غفاری بخشی طاہری

چک نمبر ۵۹۱ گ ب گنگاپور
محمد پورہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

مصنف ــــــــــــــ خلیفہ مولانا نور حسین
اشاعت ــــــــــــــ دوسری مرتبہ
تعداد ــــــــــــــ ایک ہزار
طباعت ــــــــــــــ
ناشر ــــــــــــــ خلیفہ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر غلام غوث طاہری
کتابت ــــــــــــــ علی محمد مجیہ خانقاں ڈوگراں محلہ محمد پورہ
قیمت ــــــــــــــ ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ

حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمن گبول بخشی طاہری دربار عالیہ اللہ آباد شریف (سندھ)
حضرۃ علامہ مولانا ڈاکٹر غلام غوث طاہری بخشی مرکز الطاہر جامع مسجد سبحان اللہ
غلام محمد آباد فیصل آباد ۶۹۲۵۲۰ ©
ڈاکٹر سعید اصغر طاہری ۲۲۹، ر ب، ملکوآنہ فیصل آباد
محمد طیب طاہری سرپرست روحانی طلبہ جماعت بھلیر سیداں
۱۱۹، ر ب ساہنگلہ ہل:
دربار عالیہ پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ درگاہ رحمت پور شریف بھکی ضلع شیخوپورہ
حکیم منظور احمد گنگاپور تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد
محمد اقبال طاہری اقرار لائبریری، مدینہ مارکیٹ بلال ٹاؤن بیدیاں روڈ
لاہور کینٹ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

از حد پُر خلوص اور بصد ادب و احترام کے ساتھ بندہ حقیر فقیر پُر تقصیر اپنے مشفق و مربی خواجہ خواجگان قطب الاقطاب سیدنا مرشدنا اعلیحضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ المعروف محبوب سوہنا سائیں نقشبندی مجددی فضلی غفاری کی ذات بابرکات کے نام منسوب کرتا ہے۔ جن کے چشمۂ روحانیت سے مخلوقِ خدا مستفید و مستفیض ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

سگِ دربارِ عالیہ الہ آباد شریف کنڈیارو
احقر الانام فقیر نور حسین بخشی طاہری۔

تقاریظ علمائے کرام و مشائخ عظام

از حضرت علامہ حبیب الرحمٰن گبول طاہری ایم اے ایم فل
فاضل علوم اسلامیہ شیخ الحدیث والتفسیر مدیر سہ ماہی (الطاہر)

مکرم و محترم عزیز القدر جناب خلیفہ مولانا نور حسین صاحب سلّمہم اللہ تعالیٰ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ: حریت طرفین مطلوب من اللہ تعالیٰ اما بعد! آج جناب کا مرسلہ مکتوب گرامی موصول ہوا، احوال ما فیہا سے آگاہی ہوئی۔ خاصکر جناب کی مقبول تحریر (ذکر اللہ) کی دوبارہ اشاعت کا معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ بلاشبہ ذکر اللہ ہی ایک ایسا اہم ضروری عمل ہے جو دنیوی زندگی کے علاوہ برزخی اور اُخروی زندگی میں بھی ساتھ رہے گا۔ اہل جنت کو جنت میں پہنچکر اور غیر معمولی انعامات الاہیہ سے مستفید و مستفیض ہوکر دنیوی زندگی کے اُن لمحات پر افسوس ہوگا جو ذکر اللہ کے بغیر گذرے ہونگے (احقر کو تو اِس بات پر افسوس ہے کہ زندگی ہی ذکر اللہ کے بغیر گذرتی جارہی ہے اور تاحال کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا کے مصداق ہے) اسلئے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ذکر اللہ کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ زبانی مواعظ و نصائح کے علاوہ مستند کتابیں تحریر کر کے عام کی جائیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے۔ ماشاءاللہ! جناب کی کتاب ذکر اللہ کے موضوع پر کافی مفید ہے نہ زیادہ طویل ہے نہ مختصر، علمی مواد، حالات واقعات اور انداز بیاں سب عمدہ ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سابقہ ایڈیشن کیطرح پیش نظر اشاعت کو بھی قبولیت عامہ عطا فرمائے اور اِس سے بڑھکر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے حضور شرف قبولیت سے نواز کر نجات اور اجر آخرت کا ذریعہ و وسیلہ بنائے اور اہل ذکر صالحین کے صدقہ اِس سیاہ کار کو بھی اپنے ذکر کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ بحرمۃ حبیبہ سیدنا و مولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

طالب دُعا:

فقیر حبیب الرحمٰن گبول طاہری

ادارۃ المعرفۃ درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز سندھ

تقریظ :

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بعد از حمد و صلوٰۃ عرض ہے کہ بندہ صوفی باصفا حضرت مولانا نور حسین نقشبندی طاہری صاحب مدظلہ العالی کی شاہکار تصنیف عظیم ذکر اللہ کا مطالعہ کیا الحمد للہ علیٰ ذالک اس کی غیر معمولی افادیت و جامعیت موصوف کی غائیت درجہ کی محنت اور لگن کا ثمرہ ہے اس پر فتن اور بزعم خویش ترقی یافتہ سائنسی دور میں جب کہ انسان نے مادی اشیاء کے فوائد و معارف کی واقفیت کو ہی اپنی معراج سمجھ رکھا ہے ۔ آج جتنے مادی اشیاء کے خواص معلوم ہوتے جا رہے ہیں اتنے ہی انسانیت کے خواص مجہول ہوتے جا رہے ہیں ۔ برائی کے تعلقات بڑھ رہے ہیں مگر روحانی ارتقاء کے رشتے کٹ رہے ۔ نئی تہذیب کی روشنی بڑھ رہی ہے اور دل تاریک ہو رہے ہیں ۔ خود غرضی ، افراتفری انتشار و افتراق حسد ، بغض کینہ ، حقوق اللہ اور سنت رسول ﷺ اور حقوق العباد کا قتل عام اس نئی روشنی اور فرنگی تہذیب کے خاص تحفے ہیں ۔ اخلاق لٹ رہا ہے شرافت ماتم کناں ہے اخلاقی اقدار دم توڑ رہی ہیں ۔ مروت بے ادمیت سسکیاں لے رہی ہے صد افسوس کہ احساس زیاں تک مفقود ہے ۔ مولانا موصوف نے اس کتاب کی صورت میں اسم اعظم کا نسخہ کیمیا مہیا فرما دیا ہے ۔ قرآن و حدیث و اسلاف اور صالحین کے مؤثر واقعات ایسے حسین انداز میں ارقام فرماتے ہیں کہ دارین کی فلاح اور معاشرہ کی اصلاح کا متلاشی ہر ایماندار اس کے مطالعہ میں تمام روحانی امراض کا شافی علاج پائے گا ۔ حقیقت میری نگاہوں سے مخفی نہ رہے کہ یہ کتاب معرفت الٰہی و سالکان طریقت کیلئے بحر ذخار ہے ۔ اس کا مطالعہ بہت ساری کتب متداولہ کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیگا ۔ لطف کی بات ہے کہ اہل علم کے ساتھ ساتھ

کم خواندہ حضرات کیلئے بھی یکساں مُفید ہے۔ دِلی دُعا ہے کہ رب ذوالمنن مصنف کی کاوشوں کو منظور و مقبول اور مُستجاب فرماتے اور اجر جزیل عطا فرماتے۔ آمین:

بجاہ سید المرسلین و راحت العاشقین

العارض ـ العبد الضعیف

خلیفہ مجاز حکیم و ڈاکٹر قاری خالد محمود طاہری عفی عنہ گولڈ میڈلسٹ رجسٹرڈ حکیم اے کلاس نیشنل طبی کونسل اسلام آباد حکومت پاکستان:
ایم اے عربی سندھ یونیورسٹی، ایم اے اسلامیات شاہ عبداللطیف بھٹائی یونیورسٹی خیر پور سندھ۔ فاضل عربی۔ فاضل درس نظامی۔ فاضل طب والجراحت ڈی اے بسی، میڈیسن یونیورسٹی سری لنکا۔ خطیب و خادم جامع مسجد دربار عالیہ حضرت پیر مِٹھارہ رحمت پور شریف بھکی ضلع شیخو پورہ

حضرت مولانا خلیفہ محمد رمضان صاحب طاہری دربار پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ ۵۶۲ گ ب ظفر وال ضلع فیصل آباد: کتاب ذکر اللہ ذاکرین اور دوسرے احباب کیلئے ایک انمول تحفہ ہے اور ان کی معلومات کیلئے قرآن و حدیث کی روشنی میں ذکر کی اہمیت کو بہترین انداز میں اُجاگر کیا ہے اور اس کے علاوہ اولیائے عظام کے اقوال بھی درج کئے ہیں لہذا ہر فقیر و ذاکر کے پاس کتاب "ذکر اللہ" کا ہونا ضروری ہے

فقط:

فقیر محمد رمضان طاہری

حضرت مولانا خلیفہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب طاہری نقشبندی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پُر فتن دور میں جبکہ لوگوں کے دلوں میں دنیا کی محبت، عیش پرستی، شہوت پرستی، خدا سے دور دُنیا کے قریب گویا ہر طرف سے دلوں پر سیاہی ہی سیاہی نظر آرہی ہے عریانی بے حیائی۔ بے غیرتی کے کام سرِ عام ہو رہے ہیں۔ کوئی روکنے والا نہیں تو اس کتاب کے مطالعہ کرنے سے آپ کو یہ کتاب ایک صحیح رہبر

اور پیر کامل کا فائدہ دے گی ظاہری و باطنی ترقی کر کے یہ کتاب بندے کو عرش سے فرش تک پہنچا دے گی۔ یعنی اللہ کے قریب کر دیگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے اس کتاب کے مصنف کو جنہوں نے خلوص نیت اللہ کی رضا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں یہ کتاب تحریر کی ہے اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام کو اس سے مستفیض و مستفیذ ہونے کی صلاحیت عطا فرمائے اور پوری دنیا کی لائبریریوں میں یہ کتاب پہنچائے اور اللہ کا اسم ہمارے قلوب کو روشن و تابندہ فرمائے۔ آمین: ثم آمین

فقیر محمد یوسف طاہری: بھیانہ تحصیل جڑانوالہ

ضلع فیصل آباد:

حضرت مولانا خلیفہ طالب حسین صاحب طاہری نقشبندی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کتابچہ "ذکر اللہ" مصنف قبلہ صوفی نور حسین بخشی طاہری کا پہلا ایڈیشن عاجز نے ایک بار نہیں کئی بار، ہزار بار معرفت کی دلی گہرائیوں سے پڑھا اور عوام الناس جو اللہ اور رسولؐ کے قریب ہونا چاہتے ہیں اور ہو رہے ہیں اُن کی زبانوں پر اس کتاب کا تذکرہ قلوب حمیدؒ کے اوصاف کو اجاگر کرنے کیلئے سنا گیا ہے اس کتاب کے مطالعہ سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کرنے میں جو آسانیاں مصنف نے پیدا کر دی ہیں وہ بے مثل اور بے مثال ہیں بندہ توجہ بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ہر مسلمان جو توحید و رسالت اور قرب خدا وندی اور اطاعت رسولؐ کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہو کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اسے اس کتاب کو اپنے سرہانے ضرور رکھے بلکہ اس کی عبارت کو آنکھوں کے سامنے کرتے ہی دل میں اللہ کا ذکر آ جائیگا اور قلب مجبوراً تڑپنے پھڑکنے لگے گا اور دل میں عشق رسالت کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا نکل آئیگا۔ اسی پر اکتفا ہے کہ تمام علوم کی یہ حرف تہجی ہے:

فقیر طالب حسین طاہری

الله
جل شانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری انتہائے نگارش یہی ہے کہ تیرے نام سے ابتدا کرتا ہوں

نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم وعلٰے آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۰

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

صد شکر حق پاک کا جس نے ہمیں ایسا پیر دیا
ہر درد کی دوا دی ہر مرض کا اکسیر دیا

تمام تعریف اور حمد و ثنا اس خالق دو جہان کے لئے جس نے ہمیں ایمان جیسی پیاری نعمت سے سرفراز ا۔ اور اپنے پیارے محبوب حضور پُر نور شافع یوم النشور فخر موجودات سید کائنات صاحب لولاک شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی بنایا۔

کروڑوں درود و سلام سرور کائنات اللہ تعالٰے کے پیارے امت کے سہارے رب کے محبوب دانائے غیوب فخر عرب و عجم سید دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کہ جن کے صدقے ہمیں یہ جانیں ملیں ہے

تیرے صدقے میں ملیں ہم کو یہ جانیں
جانِ جاں تم پہ ہو صدقے یہ ہماری جانیں۔

اور لاکھوں رحمتیں نازل ہوں امہات المومنین آل اطہار، صحابہ کرام تابعین تبع تابعین حضرات امامین رحم اللہ تعالٰے اجمعین اور پیران کبارؒ پر۔

ہزاروں برکات و انوار محبوب سوہنا مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح پر نازل

ہوں جنہوں نے فقیر کو قلبی ذکر جیسی نعمت عظمیٰ سے نوازا۔ بے ساختہ زبان سے نکل رہا ہے۔

دم دم نال تیرا نام پکاراں میں — نفل پڑھاں لکھ شکر گزاراں میں

وڈا ایہہ احسان کیتا تساں ذکر سکھایا — عیباں والی جندڑی نوں دوزخوں بچالیا

آج ساری دنیا میں ایک عالمگیر بے چینی پائی جارہی ہے، کوئی ملک، کوئی شہر اور کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بدامنی اور بے چینی نہ پائی جاتی ہو، سبھی اس بے چینی اور بے اطمینانی کا شکار ہیں۔

آئیے غور کریں کہ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اور خود خالقِ کبریا ربِ کائنات سے دریافت کریں، سولا! اس دلی بے چینی کا باعث کیا ہے؟ خالقِ کائنات فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ ترجمہ: خوب جان لو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ گویا یہ بے اطمینانی اور بے چینی ذکر الٰہی کی غفلت کی وجہ سے ہے۔ اللہ کا ذکر دل کی غذا ہے، اور دل اپنی غذا نہ پا کر بے چین نہ ہو تو اور کیا ہو؟

معلوم ہوا۔ کہ یہ سب حیرانیاں اور پریشانیاں محض اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض ہے۔ آجکل عموماً ہارٹ فیل ہونے لگے ہیں، جب دل میں یادِ حق نہ ہوگی، وہ فیل نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

حدیث ۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔ (البخاری، مسلم)

ترجمہ:۔ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے، اور جو ذکر نہیں کرتا، ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

جس دل میں یادِ حق نہ ہو اگرچہ ایسا شخص بظاہر زندہ بھی کیوں نہ ہو، مگر وہ مردہ ہی ہے، چونکہ اس کا دل مردہ ہے اور زندگی تو زندہ دلی کا نام ہے اور زندہ دلی یادِ حق سے ملتی ہے۔

؎ زندگی زندہ دلی کا نام
مردہ کیا خاک جیا کرتے ہیں

ناظرین کرام کو یہ معلوم ہو گیا کہ اصل ذکر دل کا ہی ہے، صرف خالی زبان کا ذکر جس میں دل حاضر نہ ہو فائدہ مند نہیں ہے۔

حضور سیدنا غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ذِكْرُ اللِّسَانِ بِلَا قَلْبٍ لَا كَرَامَةَ وَلَا عِنَايَةَ لَكَ بِهٖ۔ اَلذِّكْرُ هُوَ ذِكْرُ الْقَلْبِ وَالسِّرِّ ثُمَّ ذِكْرُ اللِّسَانِ (فتح ربانی مجلس ۵۵)

ترجمہ:۔ قلب کے بغیر صرف زبان کے ذکر میں نہ تیری عزت ہے نہ وقعت اصل ذکر تو قلب اور باطن کا ذکر ہے۔ اس کے بعد درجہ ہے زبانی ذکر کا۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنے ابیات میں فرماتے ہیں۔

ت۔ تسبیح دا توں کسبی ہویوں مادیں دم ولیاں ہو
دل دا منکا اِک نہ پھیریں گج پادیں تبج ویہاں ہو

دل کا ذکر کرنے سے دل اللہ اللہ کرنا شروع کر دیتا ہے، دل زندہ ہو جاتا ہے۔ دل کے بارے میں بزرگوں اور عارفوں کا قول ہے ؎ چوں دل زندہ

شود ہرگز نہ میرد - جب دل زندہ ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں مرتا۔ ذکر قلبی دونوں جہان کی سعادت اور عرشی خزانہ ہے اور یاد رہے کہ یہ نعمت خوش نصیب کے حصہ میں ہی آتی ہے ۔ لیکن یہ نعمت عظمیٰ اپنے آپ ذکر کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، جب تک کہ اللہ والوں سے ذکر سیکھا نہ جائے اور ان پاک لوگوں کی جوتیاں سیدھی نہ کی جائیں - اور اس شعر کے مصداق نہ بنا جائے ۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

اس کتابچہ میں ذکر اللہ کے فضائل و برکات کے بیان میں قرآن پاک کی آیات اور ان کے تراجم مفسرین کرام کی آراء احادیث و تشریحات اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات و فرامین اور مفید باتیں درج ہیں تاکہ اللہ اللہ کرنے کا شوق بڑھے، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، تجارت میں زراعت میں گھر اور بازار میں دفتر میں کارزار کے میدان میں خلوت میں اور جلوت میں غرض ہر جگہ اور ہر وقت اللہ یاد رہے ۔ قارئین حضرات اگر دل کی گہرائیوں سے مطالعہ کریں، تو کافی ترقی کا باعث بن سکے گا ۔ اور دنیوی و اخروی فائدہ حاصل ہوگا ۔ نیز قرب خداوندی کا ذریعہ بن سکے گا ۔

آخر میں راؤ محمد شفیق صاحب کا ممنون ہوں، جنہوں نے اس کتابچہ کی اشاعت میں بندہ کی ہمت افزائی فرمائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبولیت سے نوازے اور دین و دنیا کی ترقیات سے ہمکنار فرمائے ۔

احقر فقیر نذر حسین نقشبندی بخشی ظاہری چک ۵۹۱ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

نصیحت

اے سالکِ راہِ خدا کر اللہ اللہ رات دن　　اے طالب نور الہدیٰ کر اللہ اللہ رات دن

غمگین دل کوں شاد کر بلبل دے وانگوں فریاد کر　　ہر دم خدا کوں یاد کر اللہ اللہ رات دن

فردوس کی ہے آرزو　　کر ذکر توں بے گفتگو

ہیں دو جہاں کی آبرو　　کر اللہ اللہ رات دن

کر نفس دا تزکیہ توں　　کر قلب دا تصفیہ توں

کر ذکر وچ تخلیہ توں　　کر اللہ اللہ رات دن

اے مردہ دل بیدار تھی　　غفلت نہ کر ہوشیار تھی

تا مست بن بیکار تھی　　کر اللہ اللہ رات دن

جنت ملے راحت ملے　　رحمت خدا رافت ملے

شاہت ملے جاہت ملے　　کر اللہ اللہ رات دن

دعوے محبت دا کریں　　پیا عشق دیاں لافاں ہنیں

سر تے گناہ ہے سے تنیں　　کر اللہ اللہ رات دن

کر ذکر تے پر نور تھی　　وچ عشق رب معمور تھی

دنیا کوں بھیج دور تھی　　کر اللہ اللہ رات دن

جے توں چاہیں رب دا لقا　　پیا ذکر توں ہر دم کما

تیں قلب خفتہ کوں جگا　　کر اللہ اللہ رات دن

اے بندیا سیانا بن	نہ کر گندہ تو لکھاں من
مشکل ہے منزل تے پہنچ	کر اللہ اللہ رات دن
اِک دن کر ایسا آوے گا	وچ قبر ہیں جا سووے گا
ندامت گناہ سے رووےگا	کر اللہ اللہ رات دن
رکھ یاد اندھیرا گور دا	منکر نکیر دسے زور دا
مت دل دُکھا اک مور دا	کر اللہ اللہ رات دن

فضلی توں دل دیوانہ تھی، حیرانہ تے مستانہ تھی

وچ عشق رب دیوانہ تھی، کر اللہ اللہ رات دن

قطعہ

جے کجھ سال رہیں وچ دنیا تھوڑا اوڑک تر جانا

ادھا دکھ ادھا سکھ ہونا ایہہ [illegible] تانا بانا

سارے ساک قبیلے چھڈ کے تیرا ہوسی گور ٹھکانا

غفلت چھوڑ تے نام خدا دا ایہو ویلا وقت سہانا

اللہ اللہ

اکھاں کھول غافلا کاہنوں بنیا ایں جھلا کر لے اللہ اللہ ؟
چھڈ دے نرم بچھونا ڈاہکے بہہ جا مصلّے کر لے اللہ اللہ ؟
سچی ذات الٰہی جہدی ساری بادشاہی ساریاں خلقاں نالوں تینوں وڈیائی
اُس ذات نے کیتا تیرا کم سولا، کر لے اللہ اللہ

چھڈ دے دُنیا دے جھیڑے ہو جا رب دے توں نیڑے
کم گلّی سی کیہڑے دھندے ہور توں سہیڑے
تینوں نفس نے بھلایا ماریں امر، نوں توں کھلاّ
کر لے اللہ اللہ کر لے اللہ اللہ

جے کر مسجد آویں رحمت رب دی توں پاویں
مینوں قسم خُدا دی سُتّے لیکھ جگا دیں
وِچ سجدے تینوں دِسّے نور تجلّے
کر لے اللہ اللہ کر لے اللہ اللہ

اکھاں کھول غافلا کاہنوں بنیاں این جھلاّ کر لے اللہ اللہ
چھڈ دے نرم بچھونا ڈاہکے بہہ جا مصلّے کر لے اللہ اللہ

ذکرِ الٰہی

اگر مقصود ہے دھونا تجھے دل کی سیاہی کا
تو ہو وردِ زباں تیرے فقط اسم الٰہی کا

اسی کے ذکر سے دل کی سیاہی دور ہوتی ہے
دعا مقبول ہوتی ہے دعا منظور ہوتی ہے

اسی کا ذکر ہے تریاق روحانی بیماری کا
ذکر ہی اک سہارا ہے پریشانی بیماری کا

اسی کے ذکر سے بگڑی ہوئی تقدیر بنتی ہے
اسی کے ذکر سے انسان کی توقیر بنتی ہے

اسی کے ذکر سے ہر قلب کو تسکین ملتی ہے
اسی کے ذکر کی ہر شیخ سے تلقین ملتی ہے

اسی کا ذکر ہوتا ہے پرندوں کے بسیروں میں
اسی کا ذکر ہوتا ہے اجالوں میں اندھیروں میں

اسی کا ذکر کرتے ہیں زمین و آسمان تارے
اسی کے نور سے معمور ہیں حور و ملک سارے

ہوا میں ذکر اس کا ہے فضا میں ثنا خوانی
خلا میں ذکر اس کا ہے گھٹاؤں میں ثنا خوانی

وہ غنچے ذکر کرتے ہیں ہوائیں سرسراتی ہیں
اسی کا ذکر کرتی ہیں بہاریں مسکراتی ہیں

خدا کی یاد سے غافل نہ باغوں میں شجر کوئی
خدا کی یاد سے غافل نہیں آتا نظر کوئی

سنا اہلِ بصیرت سے پرندے ذکر کرتے ہیں
ادھر جنگل میں بھی سارے درندے ذکر کرتے ہیں

خدا کی یاد سے غافل نہیں دنیا میں شے کوئی
فقط انسان غافل ہے اگر غافل جو ہے کوئی

اشعار مبارکہ دربارۂ ذکر اللہ

سالار سلسلہ نقشبندیہ امام ربانی غواصِ بحرِ عرفانی قیوم زمانی حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ الربانی

هر روز باشی صائماً ، ہر لیل باشی قائماً

ہر دن روزے سے رہ، اور ہر رات قیام کر،

در ذکر باشی دائماً ، مشغول شو در ذکرِ ہو

ہمیشہ اللہ کا ذکر کر، اس کے ذکر میں لگ جا

گر عیش خواہی جاوداں، عزت بخواہی در جہاں

اگر تو ہمیشہ خوشی چاہتا ہے دنیا میں عزت سے رہنا چاہتا ہے

ایں ذکر ہو ہر آن بخوان ، مشغول شو در ذکر ہو

ہر لحظہ اللہ کا ذکر کر، اس کے ذکر میں مشغول ہو جا

سودے ندارد خفتنت ، ناچار باید رفتنت

تیرا سو رہنا فائدہ مند نہیں ہے، تجھے مجبوراً دنیا سے رخصت ہونا ہے

در گور تنہا ماندنت ، مشغول شو در ذکرِ ہو

تو قبر میں اکیلا رہے گا، اسلیئے اللہ کے ذکر میں لگ جا

ہُو ہُو بذکرش ساز کن، نامِ خدا آغاز کن

اللہ ہو کے ساتھ اس کا ذکر کر، اللہ کے نام سے آغاز کر

قفلِ زسینہ باز کن، مشغول شو دَرذکرِ ہُو

بند سینے کے کو کھول اللہ کے ذکر میں لگ جا

علم بخوانی با عمل، فردا نہ باشی تا خجل

علم کے ساتھ عمل کر تاکہ کل تو شرمندہ نہ ہو

پیشِ قادرِ لم یزل مشغول شو در ذکرِ ہُو

ہمیشہ ہر بات کی قدرت رکھنے والے خدا کا ذکر کرنے میں لگ جا

ہردم خدارا یاد کن، دلہائے غمگین شاد کن

ہر وقت خدا کو یاد کر، غمگین دل کو خوش کر

بلبلِ صفت فریاد کن، مشغول شو در ذکرِ ہو

بلبل کی طرح فریاد کر اللہ کے ذکر میں لگ جا

مسکین احمد مرد شو در جملہ عالم فرد شو

(حضرت) احمد مسکین کی طرح عاجزی اختیار کر اپنے آپ کو تمام جہاں سے گھٹیا سمجھ

در راہِ حق چوں گرد شو، مشغول شو در ذکرِ ہو

اللہ کے راستے میں غبار کی طرح ہو جا اور اس کے ذکر میں لگ جا

بائبل
اور
کلام اللہ

آیاتِ قرآنیہ

حصہ اول

المضامین القرآنیہ

۱ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

۲ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الخ

۳ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً الخ

۴ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝

۵ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۝

۶ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

۷ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ الخ

۸ وَالذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ

۹ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى

۱۰ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

۱۱ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ الخ

۱۲ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الخ

۱۳ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ

۱۴ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ط

۱۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

۱۶ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝

۱۷ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ

۱۸ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ

۱۹ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝

۲۰ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

۲۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

۲۲ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

۲۳ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

۲۴ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ط

۲۵ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

۲۶ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝

۲۷ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

۲۸ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

القرآن

فضائل و برکاتِ ذکر

بندے کو اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا !

۱۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ   پس یاد کرو مجھ کو، مَیں یاد کروں گا تُم کو

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا مطلب اس طرح سے بیان فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "اے میرے بندو" مجھے تم یاد کرو اور میرا ذکر کرو میری فرمانبرداری کر کے، میں تم کو یاد کروں گا تمہارے گناہوں کو معاف فرما کے۔

اس آیت کی تفسیر کے سلسلے میں ابنِ کثیرؒ نے فرمایا ہے۔

سیّدنا موسےٰ علیہ السلام نے کہا، الٰہی مَیں آپ کا شکر کس طرح ادا کروں، رب تعالےٰ نے فرمایا، "شکر" یہ ہے کہ ہمہ وقت تُو مجھے یاد رکھے اور مجھ سے کسی حال میں غافل نہ رہے، اور جب تُو نے مجھے یاد کر لیا تو سمجھنا کہ تُو نے میرا شکر ادا کر لیا۔ اور جب میری یاد سے تُو غافل ہو گیا تو تُو نے میرا کفران کیا۔

حضرت محبوب سبحانی پیرانِ پیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں، جب بندہ کے لئے حق تعالےٰ کی یاد صحیح ہو جاتی ہے تو حق تعالےٰ اس کو یاد فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ "تم یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو اور میرے شکر گزار رہو اور ناشکری مت کرو۔" تُو اُس کو یاد رکھ تاکہ وہ تجھے یاد رکھے۔ تو اس کو

یاد کرتا رہ کہ وہ تیرے بوجھ تجھ سے اتار دے۔ پس تو ہر گناہ سے خالی ہو جائے سراپا طاعت بلا معصیت[1] بن جائے۔ پس اس وقت منجملہ ان کے جن کا ذکر فرمایا کرتا ہے تیرا بھی ذکر فرمائے گا۔

عقلمند کون ہیں؟

۱۲۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۴ آیت ۱۹۰، ۱۹۱)	بیشک آسمانوں اور زمین کے بنانے اور رات دن کے آگے پیچھے آنے میں زبردست نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے کروٹ پر لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔

تفسیر مظہری میں ہے:-

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اوپر والی آیت اور جو سورہ نساء میں ہے۔ یہ مریض کے متعلق نہیں ہیں، بلکہ عام مفسرین کے خیال[2] میں ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ ہر حال میں ذکر پہ ملاومت[3] کی جائے اور چونکہ بیشتر حالات انسان کے یہی ہیں، کھڑا ہونا، بیٹھنا، لیٹنا اس لئے اللہ تعالےٰ نے ذاکرین کی ان تینوں حالتوں کا ذکر فرمایا۔ نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جنت

---

[1] بغیر گناہ کے۔ [2] زیادہ [3] ہمیشہ۔

کے باغوں میں چرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ وہ کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے

(رواہ ابن ابی شیبہ والطبرانی)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ

اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پورے اوقات میں اللہ تعالٰے کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

اور چونکہ ذکرِ دائمی نہایت بلند و اعلےٰ درجہ کی چیز ہے۔ اور تفکر اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے عقل والوں کی پہلی نشانی تو یہ بتائی کہ وہ لوگ دائم الذکر[1] ہوں گے اور اس کے بعد دوسری نشانی اہلِ عقل کی یہ ہے کہ وہ صفاتِ الٰہیہ میں غور و فکر کرتے ہیں۔ چونکہ علم معرفت وہ اصل اسی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس بنا پر حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی دوامًا اور ہمیشہ ہمیشہ ہر حال میں ذکر کرتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں اور ذکر کو تفکر[2] پر مقدم[3] رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ عقل انسانی احکام سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتی جب تک کہ وہ ذکر کرنے کے انوار کے ساتھ منور نہ ہو۔ اور حق تعالےٰ کے نورِ ہدایت سے روشنی حاصل نہ کرے۔ (تفسیر مظہری)

حدیث :- روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ حضورِ اکرم

---

[1] ہمیشہ ذکر کرنے والے۔ [2] فکر [3] اعلےٰ۔

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں۔ لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون لوگ مراد ہیں۔ جواب ملے گا، وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے، کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے۔ اور کہتے تھے یا اللہ آپ نے تو یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں۔ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جنت میں چلے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۳:۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

(پ۹ سورۃ اعراف)

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز کے ساتھ جو پکار کر بولنے سے کم ہو، صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت ہو جا غافلوں (ذکر چھوڑنے والوں) میں سے۔

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ کے تحت لکھتے ہیں کہ:۔ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الذِّكْرَ بِاللِّسَانِ اِذَا كَانَ عَارِيًا عَنِ الذِّكْرِ بِالْقَلْبِ كَانَ عَدِيْمَ الْفَائِدَةِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الذِّكْرَ الْقَلْبِيَّ يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ دَائِمًا وَاَلَّا يَغْفُلَ الْاِنْسَانُ لَحْظَةً وَّاحِدَةً عَنِ اسْتِحْضَارِ جَلَالِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَائِهٖ بِقَدَرِ

الطاقـةِ الْبَشَـرِ يَـةِ وَالْقُوَّةِ الْاِنسانِيَّـةِ (تفسیر کبیر جلد چہارم ص۳۴۰).

اور یہ اس لئے ہے کہ تحقیق جب ذِکر زبانی قلبی ذکر سے خالی ہوگا تو وہ بے فائدہ بے سود ہوگا (وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ) اور نہ ہو غافلوں میں سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تحقیق قلبی ذکر دائمی واجب ہے اور یہ کہ انسان بقدر اپنی طاقت البشری اور قوت انسانی کے اللہ کے جلال اور اس کی کبریائی کے حاضر کرنے سے ایک لحظہ بھی غافل نہ ہو۔

تفسیر تعلیم الایمان میں لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں ذکر قلبی اور دوام ذکر دونوں کا حکم ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک ذکر قلبی کا وجود نہ ہو دوام ذکر پایا ہی نہیں جاسکتا۔

ایک اور صاحب اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں۔ ذکر اللہ کی اصل روح یہ ہے کہ جو زبان سے کہے دل سے اس کے معانی پر دھیان رکھے، تاکہ ذکر کا پورا پورا نفع ظاہر ہو۔ زبان اور دل دونوں اعضاء خدا کی یاد میں مشغول ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ رات دن، صبح و شام کے اوقات میں خدا کی یاد سے غافل مت رہو، جب مقرب فرشتے، اس کی بندگی سے سستی نہیں، بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ انسان کے لئے تو اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ اس کے ذکر سے غافل نہ رہے۔

۴۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ — یقیناً اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھلاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع لایا۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ (پ ۱۳، ۲۷، ۲۸)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پکڑتے ہیں ان کے دل اللہ کے ذکر سے سنو! اللہ کی یاد سے ہی چین پکڑتے ہیں دل ۔

یعنی رجوع ہونے والوں کو دولتِ ایمان ملتی ہے اور ذکرِ الٰہی سے اطمینان قلبی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کے ذکر کا نور اُن سے ہر طرح کی گھبراہٹ اور وحشت کو دور کر دیتا ہے ۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

جن اہل ایمان کے دل صاف اور نورانی ہوتے ہیں، اللہ تعالےٰ کا ذکر ان کی غذا بن جاتا ہے ۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں، تو اللہ تعالےٰ کے اُنس کی وجہ سے ان کے دل اطمینان اور چین پکڑتے ہیں ۔ جس طرح مچھلی کو پانی میں سکون اور چین حاصل ہو جاتا ہے خشکی کے جانور کو ہوا میں سکون نصیب ہوتا ہے اور جنگل جانوروں کو جنگل میں چین آتا ہے ۔

جب اہل ایمان کے قلوب پر کوئی ایسا پردہ پڑ جاتا ہے جو موجبِ غفلت ہو یا وہ اہلِ غفلت کی مجلس میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کے دل سخت بے چین، بے قرار اور پریشان ہو جاتے ہیں جیسے کہ مچھلی پانی کے باہر بے قرار ہو جاتی ہیں ۔ یا خشکی کا جانور پانی میں بیقرار اور بے چین ہو جاتا ہے ۔ یا جیسے جنگلی جانور پنجرے کے اندر بے چین رہتا ہے ۔ چنانچہ صوفیائے کرام کے خدام کو یہ کیفیت اچھی طرح محسوس ہو جاتی ہے ۔ پس اس لحاظ سے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ...... سے مراد صوفیائے کرام ہیں ۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سے مراد وہ قلوب ہیں جن کو صفائی اور باطنی نورانیت حاصل

ہو چکی ہو۔ (تفسیر مظہری)

۵- اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔ (پ ۲۱)

پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور قائم رکھ نماز بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

حق تعالیٰ نے اس ایک آیت میں پورا سلوک فرما دیا۔ کیونکہ اس آیت میں تین احکام ہیں جو بواسطہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس امت کو دیئے گئے۔

۱- اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ — یعنی تلاوتِ قرآن کرتے رہو

۲- وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ — پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے رہو۔

۳- وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ — اور اللہ کا ذکر۔ یہ تو سب سے بڑی اور اہم چیز ہے۔

ایک مفسر علیہ الرحمۃ اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے نماز، جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت ایک جسدِ بے روح اور لفظ بے معنی ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کردہ احادیث کو دیکھ کر علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اصل فضیلت اسی کو ہے۔ یوں عارضی اور وقتی طور پر کوئی عمل ذکر اللہ پر سبقت[1] لے

---

[1] کسی کے آگے نکل جانا۔

جائے ۔ وہ دوسری بات ہے ۔ لیکن غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اس عمل میں بھی فضیلت اس ذکر اللہ کی بدولت آئی ہے ۔ بہرحال ذکر اللہ تمام اعمال سے افضل ہے ۔ اور جب وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا ۔ پس بندہ کو چاہیئے کہ کسی وقت بھی ذکر سے غافل نہ ہو۔

تفسیر مظہری میں ہے :-

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ لِذِكْرُ اللّٰهِ اِيَّاكُمْ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِكُمْ اِيَّاهُ

معنی اس کے یہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا تمہارا ذکر کرنا تمہارے اللہ کے ذکر کرنے سے بہت ہی بڑا ہے ۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

وھو قول مجاهد وعكرمه

کہاں بندہ کا ذکر اور کہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے بندہ کا ۔

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور حضرت ابن عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں ۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے ذکر میں کوتاہی نہ کرو، کیونکہ جب تم اس کا ذکر کرو گے تو حق تعالیٰ تمہارا ذکر کریں گے ۔ اور اس کا تمہارا ذکر کرنا تمہارے ذکر سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے ۔

۱۷- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اے ایمان والو! کثرت سے اللہ کی یاد کرو، اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرو (اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ) وہ

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا

تم پر رحمت کرے گا۔ اس کے فرشتے تمہارے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ خدا تعالےٰ نفسانی گھاٹیوں سے نکال کر تم کو علم اور تقوے کی روشنی سے منور کریگا اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و احسان کی راہیں سجھا دے گا۔ اللہ تعالےٰ تو ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان ہے (آخرت میں ان لوگوں کا یہ اعزاز ہوگا) جس دن اللہ سے ان کی ملاقات ہوگی حق تعالےٰ ان کو سلامتی کا مژدہ[1] سنائیں گے اور فرشتے ان کو سلام کرتے ہوئے ان کی زیارت کو آئیں گے۔ اس کے علاوہ بھی حق تعالےٰ نے ذکر کثیر کے صلے[2] میں ان کے لئے بہت کچھ تیار کر رکھا ہے۔

حق تعالےٰ شانہٗ ان آیات میں ترغیب و تحریص[3] کے عنوان سے اپنے بندوں کو ذکر کثیر کی تلقین فرما رہے ہیں اور اپنی عظیم نعمتوں کی یاد دہانی کرا کر منعم حقیقی کے بار بار اور ہمہ وقت ذکر کرنے کا حکم اور پھر اس کے صلے میں

---

[1] خوشخبری۔ [2] بدلہ۔ [3] حرص دلانا۔

بے حد انعام کا وعدہ فرما رہے ہیں۔

امام ابنِ کثیر رحمتہ اللہ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض عائد نہیں کیا مگر یہ کہ اس کی کوئی نہ کوئی حد ضرور مقرر فرما دی۔ اور عذر کی حالتوں میں معذوری کی رعائتیں بھی دے دیں۔ لیکن اپنے ذکر کی نہ تو کوئی حد بیان فرمائی اور نہ ہی عذر کی حالت میں ترکِ ذکر کی اجازت بخشی جب تک ہوش و حواس باقی ہیں بندہ ذکر کا مکلف ہے۔ اسی وجہ سے دوسرے مقام پر قرآن مجید کہتا ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ .... اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہوتے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے، یعنی رات میں دن میں خشکی میں تری میں، سفر میں، حضر میں، فقیری میں، اور امیری میں۔ صحت میں بیماری میں، چھپ کر اور ظاہر، وضو کے ساتھ یا بے وضو، پاک ہو یا غسل کی حالت، ہر حالت میں ذکر الٰہی کرتے رہو، کرتے رہو۔

ذکر کثیر کا مطلب :- حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں۔ ذکر کثیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو کسی حال میں نہ بھولے۔ اور یہ مقام اسی کو حاصل ہوگا جو فنائے قلب اور حضورِ دائمی کی نسبت سے مالا مال ہو جائے اس آیت کے بعد حق تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ یعنی پہلے تو حق تعالےٰ نے عمومیتِ ذکر کا حکم فرمایا کہ اس کو کسی حال میں بھی نہ بھولو۔ اس ذکر سے مراد ذکر خفی اور دائمی ذکر ہے۔

پھر فرمایا صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ اس ذکر سے مراد ذکر جلی اور فرائض و سنن وغیرہ ہیں۔ اور جب تم اس طرح ذکر الٰہی کرو گے، تو حق تعالےٰ تم پر اپنی رحمتیں

نازل فرمائے گا، اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے خیر کریں گے۔ اور تمہاری خطاؤں کی معافی کے لئے بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے، اس رحمت الٰہی اور ملائکہ کی دعاؤں کا دنیا میں یہ اثر اور فائدہ ہو گا کہ حق تعالیٰ تم کو جہالت اور توہمات کی اندھیریوں سے نکال کر نورِ یقین اور ہدایت کی نعمت سے سرفراز فرمائیں گے۔ ریاکاری کی بجائے اخلاص کی دولت نفاق کی جگہ حقیقی ایمان کفر و شرک کی گندگی اور گھناؤنی دلدل سے نکال کر سنت کی مبارک اور پاکیزہ راہ پر چلائیں گے۔ نیز پیروئ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی سنت کے انوار سے تمہارے قلب و روح کو منور فرمائیں گے۔ کثرتِ ذکر کی برکت سے بندہ پر اپنی حقیقت واضح ہو گی اور بے شمار حقائق کا انکشاف ہو گا۔ اور ہمہ وقت اللہ اللہ کہنے کے ثمرات و برکات حاصل ہوں گی۔ اس کے علاوہ حق تعالےٰ آخرت میں قیامت کے خوف سے مامون رکھیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فرشتے جنت کی بشارت اور کامیاب و کامران زندگی کی خوش خبری سُنا کر مبارکبادیاں پیش کریں گے۔ پھر جنت کی بہاریں، جنت کے لذائذ اور وہاں کی لازوال نعمتیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا نہ انسانی ذہن ان کا تصوّر کر سکے عطا فرمائیں گے۔ مزید براں رضائے الٰہی اور دیدارِ الٰہی یہ سب کچھ قیمت ہے کثرتِ ذکر کی۔ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ہ نقل ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ

نہ جھوٹے خیالات سے سچی باتیں سے کھلنا۔

کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی، میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ جب اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ابو امامہؓ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تمہارے لئے بھی وہ دعا کر سکتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔

۷:- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ط ——— (سورہ کہف پ ۱۵)

ترجمہ:- آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ ٹھہرائیے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت خاص اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔ اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ان سے نہ ہٹنے پائیں۔ اور ایسے شخص کا کہنا نہ مان جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے۔ اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے۔

ف:- یہاں اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا حکم صادر فرما رہے ہیں جو لوگ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے دن رات اپنے اللہ کو پکارتے ہیں۔ یعنی وہ ہمیشہ ذکر اللہ میں شامل ہیں، ان کی طرف سے اپنی آنکھیں نہ ہٹائیے۔

سمجھنا چاہیئے دینِ محمدی کی محافظ جماعت اولیاء اللہ کی ہے، واتعی

علمائے کرام قرآن شریف اور حدیث شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں، مگر باوجود سمجھ جانے کے پھر بھی عملی کمزوریاں باقی رہ جاتی ہیں۔ ان عملی کمزوریوں کی اصلاح صوفیائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے سے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ ان کے حضور عقیدت وادب سے بیٹھے اور جو فرمائیں اس پر پورے طور پر عمل کرے۔ قرآن پاک ایک رنگ ہے۔ رنگ تقسیم کرنے والے علمائے کرام ہیں۔ ان کی صحبت سے یہ رنگ ملتا ہے اور رنگساز اولیائے کرام ہیں، ان کے حضور میں حاضر رہنے سے قرآن مجید کا رنگ خدا تعالےٰ کی رضا کے طالب انسان کے دل پر چڑھ جاتا ہے۔ اولیائے کرام حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی نائب اور مسند نشین ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت جس کو نصیب ہو تو روحانی امراض سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ کا امر مبارک فرمایا ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں، جن کی زندگی کا مقصد نہ ڈگریاں حاصل کرنا نہ گریڈ بڑھانا[1] نہ تجارت کو فروغ دینا اور نہ زمین کا رقبہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ وہ صرف اور صرف ذکر الٰہی کی کثرت و مشغولی اور شب و روز خلقِ خدا کی اصلاح میں مصروف رہتے ہیں یہ ان کی زندگی کا نصب العین ہوتا ہے۔

اس لئے اے سالک تیری آنکھوں کی ٹکٹکی اس قسم کے اللہ

---

[1] بڑھانا۔

والوں پر لگی رہی۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ان کی جوتیوں کے تلووں کی خاک کے ذرّوں میں وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ملتے۔

طبرانی شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اُس وقت نبی پاک باعث تخلیق کائنات سید دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دولت خانہ پر تشریف فرما تھے۔ یہ حکم الٰہی سنتے ہی باہر تشریف لائے اور ذاکرین کی تلاش کرتے ایک قوم یعنی جماعت کو دیکھا جن میں سے کئی فقط ایک ایک کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ کئی ایسے تھے جن کے بال بکھرے ہوئے تھے، بدن کی چمڑیاں سُوکھ گئی تھیں، آپ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اَمَرَنِیْٓ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ۔ ابن کثیر ص۸۱ جلد۳

سب تعریفیں اس ذاتِ اقدس کے لئے ہیں جس نے میری اُمت میں ایسے افراد پیدا کئے ہیں جن کے ساتھ مقیّد[1] رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے:-

۸۔ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (پ۲۲ سورۃ احزاب ع۵)

---

[1] پابند۔

اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون شخص زیادہ مرتبہ والا ہے، اللہ کے نزدیک فرمایا۔ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ۔ یعنی بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ صحابہ کو شبہ ہُوا کہ جہاد کرنے والے لوگوں کا مرتبہ بڑا ہونا چاہیئے، کیونکہ سب سے بڑی قربانی ان کی ہے۔ انہوں نے ذاکرین سے کہیں زیادہ اپنی جان کھپائی ہے۔ اور مال قربان کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجاہدین سے بھی ذاکرین کا درجہ بڑا ہے۔ وَلَوْ خُضِبَتْ اَبْدَانُھُمْ وَ نُھِبَتْ اَمْوَالُھُمْ (او کما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم) یعنی مجاہدین جن کے بدن خون سے رنگے ہوئے ہوں اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے ہوں ان سے بھی ذاکرین کا درجہ بڑا ہے۔

۹۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیۙ — بیشک مراد پالی اُس نے جس نے خود کو سنوار لیا۔
وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰیؕ — اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

قَدْ اَفْلَحَ کے معنی قاموس نے لکھے ہیں، مقصود پا لینا، جس کا خوف ہے اس سے نجات پا لینا، ہمیشہ خیریت سے رہنا۔ اور یہاں مراد آخرت کی فلاحِ کامل ہے۔

فلاحِ کامل یہ ہے کہ نہ قبر میں عذاب ہو نہ حساب میں ڈر ہو، نہ قیامت میں سختی ہو۔ جہنم سے محفوظ رہے، پلصراط سے گذرنے میں دِقّت نہ ہو، جنت

میں داخل ہو کر فائز المرام[1] ہو، اللہ تعالےٰ کا قرب اس کے دیدار اور اس کی رضا مندی سے سرفراز[2] ہو جائے۔ یوں مطلقاً فلاح اور کامیابی تو بفضلہٖ تعالےٰ ہر کلمہ گو کو حاصل ہو گی مگر فلاح کامل انہی لوگوں کو حاصل ہو گی جن کی یہ صفات ہوں گی۔

مَنْ تَزَكّٰى جس نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکموں کی تعمیل کرتے ہوئے ظاہر اور باطن کو پاک کر لیا، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کر لیا۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى - اپنے رب کے نام کا ورد پکارتا رہا، خوب پکارا ہر حال ہمہ وقت پکارا، نماز پڑھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جس کا مفہوم اس طرح سے ہے کہ نمازی جب اللہ کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو تو نمازی یہ خیال کرے کہ میں خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہوں (خدا میرے سامنے موجود ہے) اگر یہ حالت نہ ہو تو یہی خیال رہے کہ خدا تعالےٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے۔

گویا حضوریٔ قلب والی نماز پڑھی جائے۔

حضرت یعقوب کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس آیت میں سلوک کی منزلوں کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ سلوک کی پہلی منزل توبہ اور تزکیہ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى - دوسری منزل ذکر پہ مداومت[3] ہے خواہ ذکر لسانی[4] ہو خواہ ذکر قلبی ہو۔ روح کے ساتھ یا سِرّ کے ساتھ ہو۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ

---

[1] ممتاز، سربلند [2] کامیاب، بامراد [3] ہمیشگی [4] زبانی۔

سے اس منزل کا پتہ دیا گیا۔ تیسری مشاہدہ منزل ہے۔ فَصَلّٰی سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ نماز مومنین کی معراج ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

تفسیر روح المعانی علامہ الوسیؒ نے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی کے ماتحت لکھا ہے۔ بِلِسَانِہٖ وَقَلْبِہٖ مَعَہٗ غَفْلَۃِ الْقَلْبِ اِذَا مِثْلَ ذَالِکَ لَا ثَوَابَ فِیْہِ فَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُدْخِلَ فِیْ مَا یَتَرَتَّبُ عَلَیْہِ الْفَلَاحَ وَالذِّکْرُ الْقَلْبِیْ بِاسْتِحْضَارِ اِسْمِہٖ تَعَالٰی فِی الْقَلْبِ ٥ (روح المعانی جلد صفحہ ۱۰۹-۱۱۰)

ساتھ زبان و قلب کے ذکر ساتھ زبان کے ساتھ غفلتِ قلب کے جبکہ ایسے ذکر میں کوئی ثواب نہیں۔ پس نہیں جائز ہوتا یہ کہ داخل کیا جائے اسے اس ذکر میں جس پر فلاح مترتب ہوتی ہے۔ اور ذکر قلبی اللہ تعالےٰ کے اسم کو اپنے قلب میں حاضر کرنے کا نام ہے۔

۱۰۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۱۸ س نور ع ۵) وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے خرید و فروخت غافل نہیں کر سکتی۔

ف:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی توصیف فرما رہے ہیں، کہ وہ میرے بندے ایسے ہیں۔ کہ وہ ہر وقت ہر حال میں میرے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر وہ خرید و فروخت بھی کرتے ہیں۔ تو یہ کام بھی ان کے ذکر میں رکاوٹ نہیں پاتا۔ وہ ان کاموں میں بھی میری یاد اور ذکر میں لگے رہتے ہیں، ان کا معاملہ دست بکار دل بیار والا ہو جاتا ہے۔ اصل میں یہ ذکر قلبی

کی تعریف ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا دل زندہ اور باخدا ہوتا ہے کاروبار میں بھی ان کا دل اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔

ہمارے سلسلہ عالیہ کے بانی خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بازار منیٰ میں ایک سوداگر کو دیکھا جس نے کم و بیش پچاس ہزار کی خرید و فروخت کی مگر اس کا دل ایک لحظہ بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوا۔

مکتوبات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ جلد اوّل مکتوب ۳۴

۱۱۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۲۸ سورہ جمعہ رکوع ۱۲)

ترجمہ:۔ پس تم جب نماز ادا کر لو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔

ف:۔ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افراد کو حکم ہو رہا ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ یعنی نماز پڑھی جائے تو اب تم کو اجازت ہے کہ اپنے اپنے معاش کے کاموں میں لگ جاؤ۔ روزی ڈھونڈو، لیکن یہ یاد رکھو وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ اپنے معاش میں لگ کر اپنے کاموں میں منہمک[1] ہو کر میرے ذکر میں کمی نہ کرنا۔ گویا تمہارے کام میری یاد میں رکاوٹ نہ بنیں۔ بلکہ میں یہ حکم دے رہا ہوں کہ اپنے کاموں میں لگ میری یاد کو، میرے ذکر کو بہت زیادہ کرنا، کثرت سے کرنا۔ اس آیت مبارکہ میں ہر مسلمان کو حکم ہے۔ صدر سے لے کر ایک ادنیٰ تک کہ تم جہاں بھی ہو مجھے کثرت سے یاد کرنا۔ یہاں بھی ذکر قلبی ہی ہو سکتا ہے

[1] مشغول

جو اللہ تعالیٰ کے منشا کو کما حقہٗ تو نہیں کچھ نہ کچھ پورا کر سکتا ہے۔ اگر صرف زبانی ذکر پر بھروسہ کر کے بیٹھ گئے تو زبان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ ذکرِ کثیر کر سکے یعنی بہت زیادہ ذِکر کر سکے۔ اس لئے دل ہی ذاکر ہو گا، تو ذکر زیادہ ہو سکے گا۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب زبان ذکر کرے تو دل کی توجہ بھی اِلیٰ اللہ رہے۔ سورہ نساء میں ارشاد فرمایا۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔ اور جب تم پڑھ چکو نماز تو یاد کرو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے۔

اسلام میں پانچ وقت کی نماز فرض ہے جو سراپا ذکر ہے لیکن کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نماز کے ذکر کو ہی کافی سمجھ لے اور دوسرے وقتوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جائے۔ بلکہ ہمیں تو اللہ پاک یہ حکم فرما رہے ہیں کہ تم نماز کے علاوہ بھی کسی صورت اللہ سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ ہر وقت میری یاد تمہارے دل میں بسی رہے۔

۱۲۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝ (پ۲۱ سورۃ احزاب ع۳)

بے شک تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی بہتر ہے، اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرے۔

ف :۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اچھی طرح پیروی کرو۔ اور دین الٰہی کی مدد کرو۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت مبارکہ پر چلو یہ بہتر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو ہر موقع پر یاد کرو۔ اس کا ذکر کرو، خوشی میں بھی، رنج میں بھی تنگی میں بھی فراخی میں بھی۔

۱۳۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پ ۱۰ س توبہ ع ۵)

جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو خوشخبری سُنا دے دردناک عذاب کی جس دن وہ مال تپایا جائے گا دوزخ کی آگ میں ان (اموال) سے داغ دیئے جائیں گے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ (مال) جو تم نے جمع کیا تھا اپنے لئے۔ پس اب مزہ چکھو اس کا جسے تم جمع کرتے تھے۔

اور حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے فرمایا جب وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ الخ نازل ہوئی ہم نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہم سفر تھے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے عرض کیا۔ سونے چاندی کے جمع کرنے کے متعلق تو خدا تعالےٰ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ کاش ہم جان لیں کہ کونسا مال اچھا ہے، جس کو ہم جمع کرنے اور حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ پس سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انسان کی بہترین دولت اور اس کا بیش قیمت سرمایہ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایمان

دار بیوی جو مرد کے ایمان پر اس کے ساتھ تعاون کرنے والی ہے۔

تشریح:۔ معلوم ہوا کہ افضل ترین مال اور بہترین دولت تین چیزیں ہیں
۱۔ ذکرِ حق کرنے والی زبان ۲۔ شکر گذار قلب ۳۔ نیک بیوی جو ایمانی
کاموں میں اپنے شوہر کی مدد کرے۔ مثلاً اکل حلال[1]، صدق مقال[2]، تقویٰ
معصیتوں سے بچانے اللہ جل شانہٗ کی عبادت کرنے اور دینی کاموں میں مرد
کا ہاتھ بٹاتی ہو۔

یادداشت:۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔
صرف زبان کے ساتھ ذکر کرنا جس میں دل کے غافل ہو اس میں فائدہ بہت کم
ہے۔ دوسرا درجہ زبان کے ذکر کا یہ ہے کہ زبان کے ساتھ دل بھی ذکر
کرتا ہو، اس قسم کا ذکر کرنا مفید بھی ہے اور مؤثر بھی۔

۱۴:۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط
وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ
تَسْبِيْحَهُمْ ط پ۱۵

اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور
کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح
نہیں سمجھتے۔

ف:۔ جماد و نبات حیوان سب چیزیں زبانِ قال سے اس کی پاکی بولتی

[1] حلال کھانا۔ [2] سچ بولنا [3] گناہوں۔

ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا، ہر زندہ چیز اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کے حسبِ حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا کہ دروازے کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتے ہیں۔ اور ان سب کی تسبیح سبحان اللہ وبحمدہٖ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہم نے دیکھے۔ اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھاتے وقت میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف میں ہے سردار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانہ میں مجھے سلام کرتا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے، جب ممبر بنایا گیا اور حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون رویا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس پر دستِ کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اور تسکین دی (بخاری شریف) ان تمام احادیث سے جماد کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔ اور ہم انسان ہو کر کیوں نہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تہلیل بیان کریں۔

۱۵۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ

کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

ف:۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہر حال میں لازم ہے کہ وہ اپنے قلب و زبان کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھے اور کسی سختی و پریشانی میں بھی اس سے غافل نہ ہو۔

۱۶:۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

ف:۔ یعنی عبادت میں انقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف مشغول نہ ہو۔ سب علاقے قطع ہو جائیں اسی کی طرف توجہ رہے اللہ رب العزت ہمیں اپنی یاد کے بارہ میں حکم فرما رہے ہیں کہ جب تم میری یاد میں لگ جاؤ تو عین یکسوئی کے ساتھ اور سب کی طرف سے منہ موڑ کر میرے ہی ہو رہو۔

۱۷:۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ ۝

اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے۔

ف:۔ انسان کو جب بھی یاد آئے اپنے رب کا نام لے، اس کو یاد کرے بعض عارفین نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے، کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے۔

ذکر و ذاکر محو گردد بالتمام
جملگی مذکور ماند والسلام

۱۸:۔ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

بے شک میں ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ دسیا راز انوکھا

سب عباداتاں نالوں درجہ ذکر اللہ دا چوکھا

ف:۔ کہ نماز جو معراج المومنین ہے اور قربِ خداوندی کا ایک اعلیٰ وارفع ذریعہ ہے، اللہ رب العزت نے اس میں اپنی یاد کو ہی ترجیح دی ہے کہ نماز میری یاد ہی کے لئے قائم رکھی گئی ہے تاکہ تو اس میں مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو، کوئی دوسری غرض نہ ہو۔ اور ریاکاری کا دخل نہ ہو۔

۱۹:۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِیْ وَلَا تَنِيَا فِیْ ذِكْرِیْ ۔

تُو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

ف:۔ اللہ رب العزت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو فرماتے ہیں، کہ میں آپ کو معجزات دے رہا ہوں، ان کو لے جاؤ اور میری یاد میں ہمیشہ لگے رہنا۔ اس میں سستی نہ کرنا۔

۲۰:۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ۔

مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی۔

ف:۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کی صفت فرماتے ہیں کہ وہ ایمان والے ہیں۔ نیک کام کرتے ہیں اور میری بہت زیادہ یاد

یاد کرتے ہیں۔

ذکر نہ کرنے پر وعید کی آیات

(۲۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

ف :۔ اس آیت میں اللہ رب العزت ایمان والوں کو خطاب فرما رہے ہیں کہ اے ایمان والو! تمہیں ایمان جیسی بیش قیمت دولت حاصل ہو چکی ہے اس کے شکریہ میں تمہارا حق ہے کہ میرا ذکر اور میری یاد ہمیشہ کرتے رہو لیکن آگاہ رہو کہ مال اور اولاد کے پیچھے پڑ کر ان کی محبت میں غرق ہو کر کہیں میری یاد کو نہ بھلا دینا۔ میری یاد کے مقابلے میں تمہاری اولاد تمہارا مال کوئی وقعت نہیں رکھتے، اگر مال اور اولاد کے نشہ میں آکر میری یاد کو بھلا دیا تو گھاٹے اور نقصان میں پڑ جاؤ گے، کیونکہ یہ چیزیں تو دنیا میں ہی ختم ہو جانے والی ہیں اور میرا ذکر ابدالآباد کام آنے والا ہے۔

۲۲ :۔ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا۔

ف :۔ اللہ جل شانہٗ نے منافقوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ یہ میرا ذکر تھوڑا کرتے ہیں، ذکر کرنے سے اپنا جی چراتے ہیں۔

ایمان والوں کے لئے یہ سبق ملتا ہے کہ منافقوں والی یہ صفت کہ ذکر تھوڑا کرتے ہیں۔ کہیں ہم میں نہ پائی جائے، ہمیں چاہیئے کہ ذکر اللہ کی کثرت رکھیں اور کوتاہی ہرگز نہ کریں، اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو کثرتِ ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۳:۔ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ ۲۳ زمر ع ۳)

پس ہلاکت ہے اُن لوگوں کے لئے جن کے دل سخت ہیں، اللہ کے ذکر سے یہ لوگ صریح گمراہی ظاہر کے ہیں۔

ف:۔ وہ دل جو ذکر اللہ سے متأثر نہ ہو وہ دل زنگ آلود ہوتا ہے، ایسے دل کی صفائی کی ضرورت ہے، یہ قلبی مرض ہے، اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔

نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبولِ حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت ہوتا ہے۔ ایسے ہی ذکر اللہ سے مؤمنین کے قلوب نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔

۲۴۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

ان پر شیطان کا تسلط[1] ہو گیا پس اس نے ان کو ذکر اللہ سے غافل کر دیا۔

---

[1] قبضہ۔

یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں، خوب جان لو یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارے والا ہے۔

ف:۔ ثابت ہوا کہ ذکر اللہ سے وہی غافل ہوتے ہیں جن پر شیطان کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ شیطان کا قبضہ کب ہوتا ہے جب آدمی ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ گویا ذکر اللہ سے غافل رہنا شیطان کا ساتھی بننا ہے، شیطان کے ٹولے میں شامل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کی پوری خبر دے رہے ہیں۔ کہ شیطان خود خسارے میں ہے اور جو اس کا ساتھی ہو گا، وہ بھی خسارے میں ہو گا۔ لہٰذا شیطان کی دوستی اچھی نہیں، اس کو دور کرنے کے لئے اور بھگانے کے لئے ذکر اللہ کی ضرورت ہے۔ خوب کثرتِ ذکر کر کے شیطان کو بھگایا جائے تاکہ قربِ خداوندی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو شیطان کی دوستی سے بچائے اور اپنا قرب عطا فرمائے۔

۲۵۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

اور جو کوئی منہ پھیرے گا رحمٰن کے ذکر سے مسلط کر دیں گے ہم اس پہ ایک شیطان پس وہ ہمیشہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔

ف:۔ معلوم ہوا جو شخص اچھی باتوں اور ذکر الٰہی سے منہ پھیرتا ہے اس پہ خصوصی طور سے ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ جو ہر وقت اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ اور یہ شیطان دوزخ تک اس کا

لہ گھاٹے والا۔

ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت اور بے پرواہی کس قدر خطرناک ہے کہ فرشتوں کی بجائے شیطان اس کا ساتھی ہوتا ہے، ایسے انسان کا کردار کس قدر قبیح ہوگا جس کو گمراہ کرنے کے لئے ہمہ وقت شیطان اس کا مشیر ہو۔

۲۶۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے اس کے لئے ہے تنگ زندگی، اور ہم اٹھائیں گے اس کو قیامت کے دن اندھا کہے گا وہ، الٰہی! کیوں اٹھایا مجھ کو اندھا، حالانکہ تھا میں تو آنکھوں والا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اسی طرح پہونچی تیرے پاس ہماری آیتیں تو نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج کے دن تجھ کو بھلا یا جا رہا ہے۔ یعنی جس طرح تو دنیا میں ہماری یاد اور ذکر سے اندھا بنا رہا تھا، اس کے مناسب تجھ کو سزا دی جا رہی ہے، پھر تعجب کس بات کا؟

ف ا۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی اور عارضی زندگی کو ہی قبلۂ مقصود بنا لیتا ہے، اس کی گذرانِ مکدر اور اور تنگ کر دی جاتی ہے، اگر دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامانِ عیش و عشرت مہیا ہو، مگر وہ قناعت و توکل سے خالی ہونے کی وجہ سے ہر وقت دنیا کی مزید حرص ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشے کے سبب

بے آرام رہتا ہے، بڑے بڑے کروڑ پتی دُنیا کے تفکرات اور بے چینیوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ بڑے بڑے دولتمندوں کو دیکھ لیجئے رات کو پورا سونا نصیب نہیں۔

تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ بدوں یادِ الٰہی کے قلبی سکون اور حقیقی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب ہ

چین و راحت کا اگر طالب ہے تو، یادِ اُو کُن یادِ اُو کن یادِ اُو۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ اندریں معنی وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہ سے مراد کافر نہیں جو ایمان سے منہ موڑے بلکہ اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو کثرت سے اللہ کا ذکر نہیں کرتے، کیونکہ عامتہ المسلمین عموماً دنیا کمانے میں منہمک ہیں، اور ہر وقت دنیا کے گھٹ جانے کا ان کو خطرہ لگا رہتا ہے، پس جو شخص اللہ تعالےٰ کے ذکر کی کثرت سے مُنہ موڑتا ہے، اس کی یاد سے جان چراتا ہے اور دنیا طلبی میں اپنی جان کھپا رہا ہے، وہ اپنا قیمتی وقت اور اپنی عمر عزیز برباد کر رہا ہے، اور رزق کا ہوّا ہر وقت اس پر سوار ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زہر دارد در درون دنیا چو مار ● گرچہ در ظاہر بود نقش و نگار

ترجمہ:- سانپ کی طرح دنیا بھی اپنے اندر زہر رکھتی ہے، ظاہری طور پر اگرچہ خوبصورت ہی ہو۔

می نماید خوب و زیبا در نظر ● لیک از زہرش بود جان را خطر

دیکھنے میں یہ اچھی اور خوبصورت نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے زہر سے جان کو خطرہ ہوتا ہے

زہرایں مارِ منقش قاتل است	باید از وے دُور ہر کہ عاقل است
اس کا زہر نقشوں والے سانپ کیطرح قاتل ہے	جو بھی کوئی عقلمند آدمی ہے اسکو اس سے دُور رہنا چاہئیے
حرص بگداز و قناعت پیشہ کن	آخر از مُردن یکے اندیشہ است
حرص اور لالچ کو چھوڑ دے اور قناعت اختیار کر	آخر ایک دن مرنا ہے اس سے ڈرتا رہ

حاصل از دنیا چہ باشد اے امیں
نُہ گزے کرپاس اور سہ گز زمیں

اے امین دنیا سے تجھے کیا حاصل ہو گا	نو گز کفن اور تین گز زمیں

۲۷۔ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ (س جن ع ۱)

اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کریگا۔ اللہ تعالےٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔ (یعنی چڑھتے عذاب میں)

ف:۔ اللہ تعالےٰ کی یاد سے منہ موڑ لینا ہی بذاتِ خود ایک عذاب ہے آخرت میں بھی ایسے شخص کو سخت عذاب ہو گا۔

رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "صعود" آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر دوزخی کو ستر سال تک چڑھایا جائے گا۔ پھر ستر سال تک اُوپر سے گرایا جائے گا، یعنی ستر سال تو وہ اوپر چڑھا تھا، اب ستر سال تک گرتے گرتے نیچے پہنچے گا اور ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ (ترمذی)

۲۸۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مان جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے ۔ اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے ۔

ف :۔ جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا ہے اور اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہے اس کی تابعداری نہ کرو یعنی ان کو اپنا مرشد اور ہادی نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنے نفس کی خواہش کا تابع ہے اور اس کا کام شریعت کی حد سے خارج ہے ، پھر جو خود گمراہ ہے وہ تم کو سیدھے راستے پر کیسے چلائے گا ۔

حصہ دوم

۵
الاحاديث النبوية

مغفرت دارد امیدوار لطف تو ○ زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْاَحَادِیْثُ النَّبَوِیَّۃُ

(۱) کثرتِ ذکر اور درجات کی بلندی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتُ۔

(ابن کثیر مسند احمد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نزدیک قیامت میں سب سے اونچے اور بلند درجے کے کون لوگ ہوں گے؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا زیادہ ذکر کرنیوالے مرد اور زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں۔

تشریح:- قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے نزدیک درجات کی بلندی ذکر اللہ کی کثرت پر ہوگی۔ مردوں میں اُن مردوں کا رُتبہ زیادہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ سے زیادہ اللہ اللہ کرتے تھے۔ اور عورتوں میں ان عورتوں کا درجہ زیادہ ہوگا جو دنیا میں کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرتی تھیں۔

۲- ذکر اللہ کی کثرت

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا حَتّٰی یَقُوْلُوا الْمُنَافِقُوْنَ یُرَاءُوْنَ۔

سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر اس کثرت کے ساتھ کرو کہ تم کو منافق کہنے لگیں یہ تو ریاکار ہیں۔

(ابن کثیر بحوالہ طبرانی)

تشریح:- اللہ تعالےٰ کو اتنا زیادہ یا د کرو کثرت سے ذکر کرو کہ بے دین اور منافق لوگ تم پر حسد کریں اور کثرتِ ذکر کے باعث تمہاری مقبولیت کو دیکھ کر تم کو ریاکار کہیں۔

۳- اللہ کا ذکر اتنا کرو کہ دنیا والے تم کو دیوانہ کہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔

ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے تحقیق سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے ذکر کرو (یعنی اللہ اللہ کرو) کہ لوگ تم کو دیوانہ کہیں۔

(ابن کثیر امام احمد)

تشریح:- اللہ اللہ اتنا کرو کہ لوگ پکار اٹھیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ کثرتِ ذکر کی وجہ سے اللہ کے سوائے سب کچھ بھول جائے۔

ے
جدھر دیکھا حقیقت میں اُدھر اللہ ہی ہے
نظر آیا ہر اک شے پہ رقم اللہ ہی اللہ ہے

اللہ کے ساتھ تمہارا عشق و محبت اس قدر بڑھ جائے، کہ تمہارے دل و زبان

پر اللہ اللہ جاری ہو جائے اور ذاتِ الٰہی کے ساتھ دیوانگی و وارفتگی کی حد تک تعلق ہو جائے۔ جس طرح کہ مجنوں لیلےٰ کے عشق میں سب کچھ بھول گیا تھا، ہر وقت لیلےٰ لیلےٰ پکارتا رہتا تھا۔ کسی نے مجنوں کو ریگستان میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ اپنی انگلی سے ریت پر بار بار لیلےٰ لیلےٰ لکھ رہا ہے، دیکھنے والے نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے، کس کو خط لکھ رہا ہے تو مجنوں نے جواب دیا۔

گفت عشق نام لیلےٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلّی مے کنم

لیلےٰ کی جدائی کا غم جب ستاتا ہے، تو اس کا نام بار بار لکھنا شروع کر دیتا ہوں، اور اس عشق نامِ محبوب سے دل فرقت زدہ کو تسلّی دیتا ہوں۔ ایک دفعہ مجنوں ایک نمازی کے آگے سے گزر گیا، تو نمازی نے نماز سے فارغ ہو کر مجنوں کو ملامت کرنا شروع کیا۔ مجنوں نے کہا تو کیسا نمازی ہے؟ کہ نماز میں مولےٰ کے سامنے کھڑا ہوا مجھے دیکھتا ہے۔ تو مجھے نہیں دیکھتا کہ لیلےٰ کے سوائے مجھے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں

عشقِ مولیٰ کے کم از لیلےٰ بود — گوئے گشتن بہر اُو اولےٰ بود
عشق با مُردہ نہ باشد پائیدار — عشق را بر حیّ و بر قیوم دار

مولانا رومؒ نصیحت فرماتے ہیں کہ اے لوگو لیلےٰ کا عشق مجازی تو یہ اثر دکھائے تو مولےٰ کا عشق حقیقی کب لیلےٰ کے عشق سے کم ہو سکتا ہے، مولےٰ کے لئے

گیند بن جانا زیادہ اولٰے ہے، جس طرح گیند کو ہر شخص ٹھوکر لگاتا ہے اور وہ برداشت کرتی ہے، اسی طرح عشق کی راہ میں اپنے آپ کو مٹانا مطلوب ہے۔

مُردہ کے ساتھ عشق کو پائیداری نہیں، اللہ تعالےٰ سے عشق قائم رہنے والا عشق ہے۔

۴… ذکر کے حلقے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنْ عِنْدَهٗ۔

(رواہ مسلم)

ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے، سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں بیٹھتی کوئی جماعت اللہ کا ذکر کرنے مگر فرشتے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت خاصہ اس جماعت پر چھا جاتی ہے، اور نازل ہوتی ہے ان پر سکینہ اور حق تعالےٰ اپنے پاس رہنے والوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

تشریح:۔ جب چند آدمی مل کر اکٹھے بیٹھ کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کے انوار و تجلیات اور اللہ تعالےٰ کی رحمت ان لوگوں کو چادر کی طرح ڈھانپ لیتی ہے اور جب وہ لوگ ذکر اللہ میں مگن ہو جاتے ہیں تو ان پر سکون اور طمانیت اترتی ہے۔ ذاکرین یا ذاکر کو جب وہ ذکر اللہ کرتا ہے تو جو اس کو اطمینانِ قلب، دل جمعی، لذت، ذوق و شوق یہ سب اسی نزولِ سکینہ کا

اثر ہوتا ہے۔ اسی انمول دولت و نعمت کا ذکر ایک صاحب نے اس طرح کیا ہے۔

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

۵.... ذکر کے حلقے اور جنت کے باغات

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ۔ (رواہ ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب چرو صحابہ نے عرض کیا جنت کے باغات کیا ہیں، فرمایا ذکر کے حلقے۔

تشریح:- ذکر اللہ ایک بہت بڑی نعمت ہے، مِل جل کر بیٹھ کر ذکر کرنا یہ بھی بڑا درجہ رکھتا ہے۔ ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغوں کی تشبیہ دی گئی ہے اور فرمایا گیا کہ خوب چرو، معلوم ہوا کہ ذکر ایک ایسی نعمت ہے کہ جو جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر کسی خوش قسمت کو ان مجالس تک رسائی ہو جائے تو اس کو غنیمت جاننا چاہئے کہ یہ دنیا میں جنت کے باغ ہیں اور "خوب چرو" سے اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے جانور جب کسی باغ میں چرنے لگتا ہے تو معمولی ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا، بلکہ مالک کے ڈنڈے مارنے سے بھی کھاتا رہتا ہے، لیکن اُدھر سے اپنا منہ نہیں موڑتا، اسی طرح ذکر کرنے والے کو بھی دنیا کے تفکرات اور پریشانیوں کی وجہ سے ذکر سے

سنہ نہ موڑنا چاہیئے - اور جنت کے باغ اس لئے فرمائے کہ جیسا کہ جنت میں کسی قسم کی کوئی آفت نہیں ہوگی - اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔

٦.... قربِ خداوندی ذکر میں ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ أَنَا مَعَ عَبْدِيْ إِذَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ - (بخاری)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، میں اپنے بندہ کے قریب ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جس حال میں اس کے دونوں لب میرے ذکر کے ساتھ حرکت کرتے ہیں -

تشریح:- اس حدیث قدسی کا مطلب یہ ہے کہ جب میرا بندہ ذکر کرتا ہے تو میری رحمت، میری امداد، میری توفیق اور میری نصرت وغیرہ اس کے ساتھ ہوتی ہے، خواہ ذکر قلبی کرتا ہو جو "اذا ذکرنی" سے ثابت ہوتا ہے یا زبان کا ذکر" جو تحرکت بی شفتاہ" سے معلوم ہوتا ہے -

بعض فقہا نے یہ سمجھا ہے کہ ذکر میں ہونٹوں کو حرکت دینا شرط ہے، بلکہ اس مقام پر دل اور زبان دونوں کے ساتھ اجتماعی ذکر کرنا مراد ہے، کیونکہ صرف زبان کے ساتھ ذکر کرنا اسی وقت افضل ذکر ہے جب کہ زبان اور دل دونوں کے ساتھ ذکر کیا جائے -

۷۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ صرف ذکر ہے

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلاً اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (بیہقی) رواہ مالك والترمذی وابن ماجة۔

اور معاذ بن جبل فرماتے ہیں، بندہ کا کوئی عمل بھی عذاب سے اس قدر بچانے اور نجات دلانے والا نہیں، جتنا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

تشریح: جتنے بھی امور خیر ہیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی ڈھالیں ہیں گمان سب میں موثر اور کارگر اللہ کا ذکر ہے، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے والا ہے۔

۸۔۔۔۔ وسوسے اور ان کا علاج

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّيْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ۔ (بخاری شریف)

ابن عباس سے روایت ہے سیدنا رسول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے دل پر چوکڑی مار کر بیٹھا رہتا ہے، لیکن جس وقت وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، وہ دور ہو جاتا ہے، اور جب وہ ذکر سے غافل ہو جاتا ہے، تو اس وقت شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔

تشریح:- حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شیطان کے وار سے بچنے کا واحد علاج اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے جب وقت آدمی ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو اس وقت شیطان کا داؤ چل جاتا ہے، شیطان کے داؤ سے بچنے کا علاج دائمی ذکر ہے، اس کی کوشش کی جائے، جتنا انسان ذکر میں مشغول رہے گا اتنا ہی شیطان کے داؤ سے بچا رہے گا، غفلت کی حالت میں شیطان طرح طرح کے وسوسے اور خطرات ڈالتا رہتا ہے۔ لہذا شیطان کے حملے کا توڑ یہی ہے کہ کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جائے۔

۹.... قلب کی صفائی کا آلہ ذکر ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ عَنِ النبی صلے اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَّصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ

اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے تھے، ہر چیز کے لئے ذکوئی نہ کوئی صقل (صاف کرنیوالی) ہے اور دلوں کو صاف کرنے والی چیز ذکر اللہ ہے۔

تشریح:- ہر چیز کو صاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے، گناہ کرنے سے دل پر میل جم جاتی ہے، دل کی صفائی کے لئے اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔

۱۰..... جہاں ذکر نہیں وہاں خیر نہیں

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَاجَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَہُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہُمْ۔

(ترمذی شریف)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھی جس میں نہ تو اللہ کا ذکر کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا، ایسی مجلس میں کوئی خیر نہیں بلکہ ان کے لئے ضرر اور نقصان وہ ہے، پس اگر اللہ چاہے تو اس پر ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے، اگر چاہے تو اس جرم عظیم پر ان کو معافی دیدے۔

تشریح:۔ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر بغیر ذکر الٰہی کے اُٹھ گیا، یا کوئی قوم بغیر ذکر الٰہی کے اور درود شریف کے اٹھ گئی تو جب قیامت کے دن اس کا انجام سامنے آئے گا تو اس شخص کو یا اس جماعت کو اس مجلس میں بیٹھنے کا بڑا افسوس اور رنج ہو گا اور کہے گا ہائے افسوس میں اس مجلس میں کیوں بیٹھا تھا، جہاں ذکر الٰہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈر بھی ہے کہ وہ اس کو عذاب دے چاہے معاف فرما دے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہئیے کہ اپنی مجالس و محافل اور اپنے آرام کدوں کو ذکر اللہ اور درود شریف کے ورد سے معمور رکھیں، کیونکہ جو مجالس اور محافل و آرام کدے ذکر الٰہی و صلوٰۃ وسلام سے خالی ہوں گی، قیامت کے دن وہی موجب حسرت وندامت ہوں گی۔

عارف کہتے ہیں ؎

چو اوّل شب آہنگِ خواب آورم
بہ تسبیح نامت شتاب آورم

جب رات کے ابتدائی حصّہ میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں تو تیرا نام لیکر سو جاتا ہوں۔

دگر نیم شب سر بر آرم ز خواب
ترا خوانم و ریزم از دیدہ آب

اور جب نصف شب میں نیند سے بیدار ہوتا ہوں تو تیرا نام لیتا ہوا اور آنکھوں سے آنسو بہاتا ہوا بیدار ہوتا ہوں۔

دگر بامداد ست را ہم بر نسبت
ہمہ روز تا شب بنامم بر تست

اگر تو نے صبح کا موقعہ بھی عنایت فرما دیا تو سارا دن رات تک تیرا نام جپتا رہوں گا اور تیرے نام کی تسبیح پڑھ کر تیرے نام کے سہارے جیتا رہوں گا۔

۱۱..... مقامِ تفرید

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ فَاَتٰی عَلٰی جُمْدَانَ فَقَالَ ھٰذَا جُمْدَانُ سِیْرُوْا فَقَدْ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذَّاکِرَاتِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے راستے سے جا رہے تھے جب جمدان پہاڑ پر آئے پس فرمایا چلو یہ جمدان ہے پس تحقیق آگے نکل گئے، آگے بڑھنے والے صحابہؓ نے عرض کیا، کیا ہے "مفردون" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو لوگ کثرت سے اللہ کا ذکر کریں اور جو عورتیں کثرت سے اللہ کا ذکر کریں

تشریح:- حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کی ایک جماعت مکہ شریف سے مدینہ پاک تشریف لے جا رہے تھے۔ مدینہ شریف کے قریب ایک پہاڑی جس کا نام جُمدان ہے، جب آپ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے قریب پہنچے تو حضور امام الانبیا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ "جُمدان" ہے، تیز تیز چلو۔ "سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" پس آگے نکل گئے آگے بڑھنے والے یعنی جب حضرات صحابہ مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو کچھ صحابی مدینہ کے شوق اور بال بچوں کی محبت میں جماعت سے آگے بڑھ گئے اور باقی صحابہ اپنی چال پہ چلتے رہے۔ اس بنا پر حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم بھی اپنی رفتار تیز کرو۔ مکانات نزدیک آ گئے اور مفردون آگے بڑھ گئے، صحابہ نے پوچھا، کیا ہے مفردون؟ یعنی مفردون کی حقیقت سے ہمیں آشنا فرما دیں۔ تو آپ نے فرمایا، مفردون حقیقت میں وہ مرد اور عورتیں ہیں جو بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں، یعنی دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں سے علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو مکمل اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے فارغ کر لیا ہو، اور ہمیشہ ذکر اللہ میں لگے رہیں، اسی مقام کا نام "تفرید" ہے۔ ایسے لوگوں کا "ذکر حق" کرنا اُن کے سروں سے گناہوں کے بوجھ کو اتار دے گا۔ پس قیامت کے دن یہ لوگ ہلکے پھلکے ہو کر اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے۔

گر ز دنیا دست شوئی بہر حق   وانگہ از تفرید گویندت سبق

اگر اللہ تعالےٰ کی خاطر دنیا سے تُو نے ہاتھ دھو لئے اس وقت کہیں گے کہ تُو نے تفرید کا سبق پڑھ لیا ہے۔

۱۲۔ ذکر اللہ سے برائیاں بھی نیکیوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں :

روایت ہے حضرت انسؓ سے کہ فرمایا، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسی قوم نہیں جو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کو جمع ہو جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوں۔ مگر یہ کہ انہیں آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے۔ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّاٰتُكُمْ حَسَنَاتٍ ط یعنی اٹھو تم بخش دیئے گئے، اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

تشریح:۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر اتنا بلند مرتبے والا ہے کہ جو آدمی پہلے برائیوں میں مبتلا رہا ہو لیکن بعد میں وہ اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے، اور خوب ذکر میں لگ جائے، اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں لگا رہے تو اللہ تعالےٰ اس کی سابقہ برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیتا ہے، یہ اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں پر خاص انعام ہے، اور یہ انعام خاص صرف امتِ محمدیہ کے حصہ ہی میں ہے۔

۱۳۔ کثرت ذکر اور اعمال کی قیمت

سہل بن معاذ بن انس الجہنی رضؓ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص نے آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا، کہ مجاہدین میں سب سے بڑا اجر پانے والا کونسا مجاہد ہے۔ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مجاہدین میں جو سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی یاد کرنیوالا ہو

سائل نے پھر سوال کیا، روزہ داروں میں سب سے زیادہ ثواب حاصل کرنے والا کون ہے؟ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ان میں جو سب سے زیادہ اللہ اللہ کرنے والا ہے۔ سائل نے پھر نماز کے متعلق، زکوٰۃ کے متعلق، حج کے متعلق اور صدقہ کے متعلق غرضیکہ باری باری ہر ایک کے متعلق پوچھا کہ سب سے زیادہ اجر والی نماز، سب سے زیادہ ثواب والی زکوٰۃ، سب سے بڑے اجر والا حج اور صدقات میں سب سے زیادہ قیمتی صدقہ کونسا ہے؟ حضور رحمتِ دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار سائل کو یہی جواب فرماتے رہے کہ نماز اس نمازی کی زیادہ اجر والی ہے جو نمازیوں میں سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ زکوٰۃ اس دینے والے کی سب سے زیادہ قیمت پائے گی جو زکوٰۃ دینے والوں میں سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہو۔ حج اس الحاج کا زیادہ اجر والا ہوگا جو حاجیوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والا ہوگا۔ خیرات دینے والوں میں سب سے زیادہ قیمتی خیرات اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کی ہوگی جو خیرات دینے والوں میں سب سے زیادہ اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرنے والا ہے۔ یہ حدیث سُن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا ذکر کرنے والے تو ساری چیز سمیٹ کر لے گئے، پالے گئے اللہ کا ذکر کرنے والے ہر خیر کو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ بات سُن کر سیّدنا رسول اللہ صلے علیہ وسلم نے فرمایا "نعم" ہاں ہاں ایسا ہی ہے۔ (ابن کثیر، بحوالہ مسند امام احمد)

تشریح: معلوم ہوا جس قدر ذکر کی کثرت ہوگی، اس قدر اعمال صالحہ کی قیمت اللہ تعالےٰ کے ہاں زیادہ ہوگی، کیونکہ کثرتِ ذکر سے محبت اور معرفت الٰہی حاصل ہوگی، اور اعمال صالحہ کی قیمت معرفت واخلاص پر ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے حضرات صحابۂ کرام کے سیر آدھ سیر جَو کی خیرات دوسروں کے اُحد پہاڑ کے
برابر خیرات کرنے سے زیادہ قیمتی ہے، کیوں کہ ان حضرات میں معرفت اور اخلاص
کی جھلک جو نمایاں طور پر تھی، دوسروں میں کہاں ۔

۱۴) ذاکرین کی صحبت کے برکات وثمرات

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ کے فرشتے گلیوں اور شاہراؤں میں اہلِ ذکر کی تلاش
میں گھومتے پھرتے ہیں، اور جب وہ کسی جماعت کو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہوئے
پالیتے ہیں تو پکار پکار کر اپنے ساتھی فرشتوں کو آواز دیتے ہیں، آجاؤ اپنے کام
پر، فرمایا سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پس ان پر یہ فرشتے اپنے پروں سے دنیا
کے آسمان تک سایہ کر لیتے ہیں ۔ فرمایا سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
پس ان فرشتوں سے ان کا رب سوال کرتا ہے ۔ حالانکہ وہ ان کو خوب اچھی طرح
جانتا ہے ۔ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرشتے کہتے ہیں یا الٰہی تیری تسبیح وتکبیر اور تحمید کہہ رہے ہیں ۔ فرمایا سید دوعالم صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پس حق تعالےٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرمایا
حضور رحمتِ دوعالم نے فرشتے کہتے ہیں، نہیں، خدا کی قسم ان لوگوں نے آپ کو
نہیں دیکھا ۔ فرمایا حضورِ انور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پس حق تعالےٰ فرماتا ہے پھر
کیسے ہو اگر وہ ہم کو دیکھیں؟ فرمایا رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرشتے کہتے ہیں
اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو زیادہ آپ کی حمد وثنا کریں، سید ولدِ آدم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا۔ حق سبحانہٗ و تعالٰے فرماتا ہے، بھلا وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے بولے الٰہی
تجھ سے جنت مانگتے ہیں، شافع روزِ جزا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، رب تعالےٰ
فرماتا ہے۔ اور کیا ان لوگوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے
فرمایا، پھر فرشتے کہتے ہیں، نہیں قسم ہے تیری ذات پاک کی ان لوگوں نے جنت کو
نہیں دیکھا، حضور سرور کونین نور مجسم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے
پھر کیسے ہو اگر وہ جنت دیکھ لیں۔ امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا فرشتے
کہتے ہیں اگر یہ لوگ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی حرص میں جان کھپا دیتے، اس کی طلب
میں ہر پسندیدہ چیز بھول جاتی۔ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رب تعالےٰ
فرماتا ہے، بھلا وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں؟ آفتاب نبوت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا، فرشتے کہتے ہیں وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگ رہے ہیں، صاحب
خلقِ عظیم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، بھلا ان لوگوں
نے جہنم کو دیکھا ہے۔ ساقی کوثر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرشتے عرض کرتے
ہیں نہیں واللہ، اے ہمارے خدا ان لوگوں نے جہنم کی آگ کو نہیں دیکھا، محمد مصطفٰے
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، پس کیسے ہوتا اگر وہ جہنم کو دیکھ
لیتے؟ احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، خدایا اگر
جہنم کو دیکھ لیتے تو سب سے زیادہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے اور سب سے
زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ غفور الرحیم
فرماتا ہے، اچھا تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں ۔ اِنِّی قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ بے شک میں
نے ذاکرین کے گناہوں کو بخش دیا۔ اور ان کی خطاؤں کو معاف کیا، سید دو عالم صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ان میں سے تو نہیں ہے۔ یعنی ذاکر نہیں ہے، وہ تو اپنی کسی غرض یا اپنے کام سے آیا تھا، اللہ رب العزت نے فرمایا هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ وہ بیٹھنے والی ہستیاں ایسی مبارک اور بافیض ہستیاں ہیں کہ ان کی مجلس میں یوں ہی بیٹھنے والا بھی محروم اور بے نصیب نہیں۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

تشریح: اہلِ ذکر ایسی مبارک ہستیاں ہوتی ہیں کہ جو بھی کوئی ان کی پاک مجلس میں بیٹھے خواہ ذکر بھی نہ کرے، بلکہ اپنی کسی دنیاوی غرض سے کیوں نہ آیا ہو۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت و مغفرت سے مالا مال ہوگا۔ اور اہلِ ذکر کی برکت سے وہ بھی محروم نہ رہے گا۔ ؎

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

ایک عارف کہتا ہے ...... ہم نشینی اولیاء چوں کیمیا است

کیمیائے خود بایں خوبی کجا است

یعنی اولیاء کی صحبت و مجالست مانند کیمیا کے ہے، بلکہ کیمیا میں یہ خوبی کہاں ہے، کیونکہ کیمیا تو تانبے کو بھی سونا بناتی ہے اور اہل اللہ کی صحبت و مجالست اس کو کیمیا بنا دیتی ہے۔

حضرت فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است

اللہ والوں کی صحبت جنت کی کنجی ہے، ان سے عداوت رکھنے والا لعنت کے قابل ہے۔

۱۵ - اللہ والوں کے پاس بیٹھنا گویا اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھنا ہے

اور صحیح حدیث میں ہے صحابیؓ کہتے ہیں ہم سیدنا امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے، یکایک تین آدمی سامنے سے آئے ایک نے تو حلقہ میں جگہ کی گنجائش دیکھی اور اس جگہ میں بیٹھ گیا۔ دوسرے نے حلقہ میں گھسنا مناسب نہ سمجھا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ پس سیدنا رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا نہ بتلاؤں تم ان تینوں کی خبر؟ پہلا آدمی جس نے اللہ کی مجلس میں جگہ لے لی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو اپنا قرب بخشا۔ دوسرے نے شرم و حیا سے کام لیا، خدا تعالےٰ نے بھی اس کے ساتھ حیا کا معاملہ کیا۔ اور تیسرا خدا تعالےٰ کی مجلس سے منہ موڑ گیا اور بے رخی کی۔ پس اللہ تعالےٰ نے بھی اس سے منہ موڑ لیا اور بے رخی کر لی۔

تشریح:- معلوم ہوا کہ یہ مجالس جس میں رسولِ مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم یا ان کے جانشین اللہ والے بیٹھے ہوئے ہوں، یہ اللہ تعالےٰ کی مجلسیں ہیں۔ ان مجلسوں میں بیٹھنا چاہیئے۔ اور ان سے بے رُخی کرنا اور منہ موڑنا اللہ تعالےٰ سے منہ موڑنا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا   گو نشیند در حضورِ اولیاءؒ

۱۶ - ذاکرین پر اللہ تعالیٰ اپنا اظہارِ خوشنودی اور فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں

ایک بار سیدنا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحابؓ کے حلقہ پر تشریف

لائے پس آپ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کس غرض نے تم کو یہاں بٹھا رکھا ہے! اصحابؓ نے کہا، ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، اور اس نے محض اپنے فضل سے ہم کو اسلام کی ہدایت فرمائی، اس کی حمد و ثنا کر رہے ہے۔ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بخدا تم لوگ کیا اس غرض سے یہاں بیٹھے ہوئے ہو؟ اصحابؓ نے کہا ہاں واللہ ہم یہاں ذکر اور صرف ذکر کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا یقین کیجیے میں نے کسی بد گمانی سے تم کو قسم نہیں دلائی، میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل تم لوگوں کے ساتھ فرشتوں پر فخر اور اظہار خوشنودی فرما رہے ہیں۔ (مسلم)

تشریح:- اجتماعی طور پر جب اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو حق تعالےٰ بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور اپنے فرشتوں پر اس خوشی کا اظہار فرماتے ہیں کہ یہ دنیا کے دھندے چھوڑ کر صرف ہمارے لئے اور ہمیں خوش کرنے کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔

۱۷ — ذاکرین اور ان کے خطابات

حضرت مالکؒ سے روایت ہے صحابی نے فرمایا مجھے یہ حدیث پہنچی کہ سیدنا رسولِ امین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والا، غافل لوگوں میں ایسا ہے جیسے (میدانِ جنگ میں) سب لوگ تو بھاگ گئے اور صرف ایک شخص ڈٹ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہوا جنگ کر رہا ہو۔ اور ذکر حق کرنے

والا غافل لوگوں میں ایسا ہے جیسے سارا درخت تو سوکھ گیا اور ایک شاخ اس کی ہری رہ گئی، پس غافل لوگ یعنی ذکر نہ کرنے والے جہاد سے بھاگنے والے اور ذکر کرنے والا میدانِ جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والا سپاہی ہے، اور غافل لوگ یعنی ذکر الٰہی نہ کرنے والے سوکھے درخت کی طرح ہیں۔ اور ذکر کرنے والا مانند ہری شاخ کے ہے، یعنی ذکر کرنے والے میں حیات اور زندگی ہے اور ذکر نہ کرنے والے مر چکے اور مردہ ہیں یا بھاگ چکے، یعنی بزدل اور بیکار ہیں۔ اپنے لئے بھی وبال ہیں اور قوم کے لئے بھی۔

اور دوسری روایت میں ہے ذکر کرنے والا ایسا ہے، جیسے سوکھے درختوں میں ایک سبز درخت ہو اور غافلوں میں اللہ تعالٰی کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں روشن چراغ ہو۔

غافلوں میں اللہ تعالٰی کا ذکر کرنے والے لوگوں کو زندگی میں ان کا بہشتی ٹھکانہ (خواب یا بیداری) میں دکھا دیا جائے گا۔ اور غافلوں میں ذکر کرنے والوں کی کل آدمیوں اور جانوروں کے برابر مغفرت کی جائے گی۔ (رزین)

تشریح:- مذکورہ بالا احادیث میں ذکر کی اہمیت بتائی جا رہی ہے گویا ذاکر کو روحانی زندگی نصیب ہے۔ اور غافل کو مردہ دلی، اس کی نسبت میدان میں بھاگ جانے والا سوکھی ٹہنی سے دی جا رہی ہے۔ اور ذاکر کو زندگی ہی میں بہشت کا ٹھکانہ دیکھنے کا وعدہ فرمایا جا رہا ہے۔ کل آدمیوں اور جانوروں کے برابر مغفرت و بخشش کا وعدہ فرمایا جا رہا ہے۔

۱۸۔ ذکر اللہ دین کی تقویت کا باعث ہے

حضور شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی رضہ کو فرمایا کہ تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں، جس سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے، وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی مجلسیں ہیں، ان کو مضبوط پکڑ۔ اور جب تو تنہا ہوا کرے تو جتنی بھی قدرت ہو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا رہ۔

تشریح: ذکر سے دین کو تقویت پہنچتی ہے۔ اسی میں دونوں جہان کی بھلائی ہے۔ ذکر کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا دین کو مضبوط کرتا ہے[1]

۱۹۔ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ ستاروں کی طرح چمکتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آسمان والے ان گھروں کو جن میں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے، ایسا چمکدار دیکھتے ہیں کہ زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔ یہ گھر جن میں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ ایسے روشن اور منور ہوتے ہیں۔ کہ اپنے نور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔

تشریح: ذکر کرنے سے انوار و تجلیات پیدا ہوتے ہیں، جن گھروں میں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے، ان کے مکانات ذکر کی وجہ سے ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین والوں کو ستارے چمکتے نظر آتے ہیں، ویسے فرشتوں کو ذاکرین کے گھر منور نظر آتے ہیں۔ کیا شان ہے ذکر کی۔

---

[1] مضبوطی

۲۰۔۔۔ ذاکر قلعہ کی مانند محفوظ ہو جاتا ہے

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم دیتا ہوں، اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہو جائے اور ذکر کرنے والا اللہ جلّ شانہٗ کا ہمنشین ہوتا ہے۔

تشریح:۔ دنیا میں جس طرح محفوظ رہنے کے لئے قلعے بنائے جاتے ہیں جس میں داخل ہونے سے انسان ہر طرح محفوظ ہو جاتا ہے اور ہر طرح سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ذاکر کی مثال ہے۔ کہ ذکر کرنے سے انسان دنیوی آسمانی آفات وبلیّات[1] سے محفوظ ہو جاتا ہے، چونکہ ہر چیز کا مالک خدا تعالےٰ کی ذات ہے۔ اسی کی طرف سے سب تکالیف و مصائب آتے ہیں۔ ذاکر جب مذکور کے ذکر میں گمن ہو جاتا ہے تو دکھ تکلیف کم محسوس کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے۔

۲۱۔۔۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر میں دلوں کی شفا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور تاجدارِ عرب و عجم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر دلوں کی شفا ہے۔

---

[1] مصیبتیں بلائیں۔

تشریح:- تکبر، حسد، ریا، کینہ، بغض، طمع، دنیا کی محبت، دین سے دوری یہ سب قلبی امراض ہیں۔ ان سب مرضوں کا واحد علاج ذکر اللہ ہے، کثرت سے اللہ اللہ کی جائے تاکہ ذکر کے سبب سے یہ دل کے امراض دور ہوں۔

۲۲۔ حضرت جبرئیل کی تاکید

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور پُر نورؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے اللہ تعالےٰ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے اور کوئی چیز نفع نہ دیگی۔

تشریح:- جس بات کے متعلق بار بار تاکید کی جائے، وہ بات بڑی اہم ہوتی ہے اور اس بات سے دونوں رُخ نظر آتے ہیں کہ کرنے سے ایک عظیم فائدہ ہوگا، اور نہ کرنے سے بڑا نقصان ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ ذکر کو بڑی اہمیت حاصل ہے، جس کے بارے میں بار بار تاکید ہو رہی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ دیگر اعمالِ صالحہ بھی نفع بخش ہیں، لیکن ذکر اللہ کو ان سب پہ[1] فوقیت حاصل ہے۔

۲۳۔ دستور اور مشغلہ

ایک صحابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احکام تو شریعت کے بہت ہیں۔ مجھے کوئی ایک ایسی چیز بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور مشغلہ بنا لوں

---

[1] برتری

حضور والئی کوثر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان[1] رہے۔

۲۴۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہِ الٰہی میں عرض

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور شاہنشاہ ارض وسما صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کی کہ مجھے کوئی وردِ تعلیم فرما دیجئے، جس سے آپ کو یاد کیا کروں۔ تو ارشادِ خداوندی ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کی یا باری تعالےٰ یہ تو ساری دنیا ہی کہتی ہے۔ مَیں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں، جو مجھی کو عطا ہو۔ ارشاد ہوا اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور ان کی آبادی سوائے میرے، ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لا الٰہ الا اللہ تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

۲۵۔۔۔ الحمد للہ کی فضیلت

ایک حدیث میں ہے اگر دنیا ساری کی ساری میری امت میں کسی کے ہاتھ ہو اور وہ الحمد للہ کہے، تو یہ کہنا اس سب سے افضل ہے۔

[1] رطب اللسان کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ اللہ کا ذکر کثرت سے ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ کا نام اس طرح لیا جائے کہ لینے سے مزہ آجائے۔

۲۶ — فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہوائی تخت پر تشریف لے جا رہے تھے پرندے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے اور جن و انس وغیرہ لشکر در قطار ایک عابد پر گذر ہوا جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس وسعتِ ملکی اور عموم سلطنت کی تعریف کی - آپ نے حکم دیا کہ تخت کو نیچے اتارو - آپنے ارشاد فرمایا ۔ مومن کے اعمالنامہ میں صرف "سبحان اللہ" کہہ دینا سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے سارے ملک سے اچھی ہے اگر یہ ملک فنا ہو جائیگا ۔ تسبیح یعنی سبحان اللہ باقی رہنے والی چیز ہے ۔

ایک عاشق کہتا ہے ؎

جو ان کی یاد میں بیٹھے ہر اک سے بے غرض ہو کر
تو ٹوٹا بوریہ بھی پھر ہمیں تخت سلیمانؑ تھا

ایک اور صاحب بول اٹھا ۔

پس از سی سال ایں نکتہ محقق شد بخاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اے خاقانی تیس سال کے بعد یہ نکتہ حاصل ہوا ، کہ ایک گھڑی خدا تعالےٰ کو یاد کر لینا حضرت سلیمانؑ کے ملک سے بہتر ہے ۔

۲۷ — ذکر کرنیوالے کا ہمنشین خدا ہوتا ہے

حدیث قدسی ہے :- اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ وَ اَنِیْسُ مَنِ اسْتَأنَسَ -
یعنی میں اس شخص کا ہم نشین ہوں، جو مجھ کو یاد کرتا ہے، اور میں اس کا انیس ہوں جو مجھ سے اُنس طلب کرتا ہے -

۲۸ — اللہ والوں کے پاس بیٹھنا خدا تعالیٰ کے پاس بیٹھنا ہے

حدیث :- مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ الذِّکْرِ -
جو ارادہ کرے کہ اللہ تعالےٰ کی مجلس میں بیٹھنا ہے، وہ ذاکرین کی مجلس میں بیٹھ جائے -

تشریح :- اگر کوئی شخص یہ ارادہ کرے، میں اللہ کریم کی مجلس میں بیٹھوں، تو وہ کیا کرے، وہ اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھ جائے، گویا اللہ والوں کے پاس بیٹھنا ایسا ہے جیسے خدا تعالےٰ کے پاس بیٹھ جانا ہے - ے

جلیسِ حق ہے جو بیٹھے خدا والوں کی محفل میں
جو ان سے دور ہوتا ہے وہ حق سے دُور ہوتا ہے

۲۹ — وحی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام

اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر وحی آئی کہ نہ ہوتے اللہ تعالےٰ کے ذکر کرنے والے تو البتہ زمین مالداروں کو نگل جاتی -

سلہ ساتھی

۳۰۔ ذاکرین کو اللہ تعالےٰ پیار کی نظروں سے دیکھتا ہے

حدیث شریف میں آتا ہے، فرماتے ہیں حضور سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کہ جو شخص ہمہ وقت خدا کے ذکر میں مشغول رہتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اسے پیار کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

۳۱ — معراج کی رات

حضور پُرنور شافع یوم النشور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میرا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا، جو عرش الٰہی کے نیچے نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ کون شخص ہے، کیا یہ کوئی خدا تعالےٰ کا خاص مقرب فرشتہ ہے۔ جواب دیا گیا نہیں، پھر پوچھا کہ اچھا یہ کوئی معزز اولوالعزم پیغمبر ہے؟ کہا گیا نہیں، پھر پوچھا آخر کون ہے؟ جواب ملا۔ کہ یہ وہ مبارک شخص ہے۔ جو دنیا میں ہمیشہ ذکر الٰہی میں مستغرق رہا کرتا تھا۔

۳۲ — جُدا ہونے مُردار گدھے کے سے

حدیث:۔ نہیں کوئی قوم کہ بیٹھیں ایک مجلس میں اور جُدا ہوویں اُس سے اور نہ یاد کریں اللہ تعالےٰ کو اس میں مگر گویا کہ جُدا ہوئے مردار گدھے کے سے اور ہو گی یہ مجلس ان پر حسرت قیامت کے دن۔ (نقل کی یہ احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے)

۳۳۔ جنت میں بھی حسرت ہو گی؟

حدیث:۔ یعنی اہل جنت جنت میں حسرت نہ کریں گے،

مگر اس ساعت پر کہ جو دُنیا میں بغیر اللہ کے ذکر کے گذری ہو گی ۔

۴۴ــــــــ پہاڑ کا پکارنا

حدیث :۔ تحقیق ایک پہاڑ پکارتا ہے ، دوسرے پہاڑ کو ساتھ نام کے گذرا ہے ، تجھ پر کوئی یاد کرتا ہوا اللہ کو ، دوسرا کہتا ہے کہ ہاں گذرا ہے ۔ خوش ہوتا ہے پہاڑ پوچھنے والا ۔ طبرانی)

تشریح :۔ پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لے کہ یعنی جس نام سے وہ مشہور ہو گا جیسے جبل ، اُحد وغیرہ ۔ کہ تجھ پر ذاکر گذرا ہے ۔ اس کے جواب ہاں سے پہاڑ خوش ہو گا ۔ معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والے پر پہاڑ بھی خوش ہوتے ہیں اور ذاکرین سے محبت رکھتے ہیں ۔

۴۵۔ قیامت نہ ہو گی ۔

حدیث :۔ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو گا قیامت نہ ہو گی ۔

۴۶۔ ــــــــ زمین و آسمان کا رونا

روایت ہے کہ بندۂ مومن مرتا ہے تو قطعات زمین ایک دوسرے کو ندا کرتے ہیں کہ اللہ کا مومن بندہ مر گیا ۔ پس اس پر زمین و آسمان روتے ہیں ۔ تو فرماتا ہے رحمٰن ، تم کو کس نے رُلایا ؟ یہ دونوں عرض کرتے ہیں ۔ اے رب ہمارے یہ بندہ کسی جانب نہیں نکلتا تھا ، مگر تیرا ذکر کرتا تھا ۔

تشریح :- معلوم ہوا کہ ذاکر سے ہر شے محبت رکھتی ہے ۔

۳۷ ـــــ ذکر سے بہتر کوئی صدقہ نہیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بہتر کوئی صدقہ نہیں

۳۸ ـــــ عرش کے سایہ میں ہونا ؟

بخاری شریف میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ ، فرمایا رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ میں ڈھانپ لے گا (جن میں ایک ذاکر ہوگا)

تشریح :- قیامت کا دن ایسا ہولناک دن ہوگا کہ سوائے عرش کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ۔ ایسے سات آدمیوں کو جن میں ایک ذاکر ہوگا ، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دیگا ۔

۳۹ ـــ حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے فرزند کو نصیحت

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا ۔ اے میرے بیٹے جب تو کسی جگہ لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے دیکھے تو تو بھی ان میں بیٹھ جا ، کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دیگا اور اگر تو جاہل ہوگا تو وہ تجھے علم سکھا دیں گے ۔ اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی طرف متوجہ ہو ، اور ان کی مجلس کے سبب تجھ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانپ لے ، اور جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے

جو ذکر نہیں کرتے تو تُو ان کی مجلس میں مت بیٹھ۔ کیونکہ اگر تو عالم نہ ہوگا تو علم تجھے نفع نہ دے گا۔ اور اگر تو جاہل ہوگا تو تیری جہالت اور گمراہی زیادہ بڑھ جائے گی، اور شاید کہ اللہ تعالےٰ ان پر اپنا قہر و غضب نازل کرے اور ان کی صحبت کے باعث تو بھی غضبِ الٰہی میں گرفتار ہو جائے۔

۴۰ ——— خوش نصیب آدمی

اور عبد اللہ ابنِ لبسر رضؓ نے فرمایا۔ ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی، سب سے اچھا کون آدمی ہے؟ پس حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خوش نصیبی ہے اس کی جس کی عمر بڑی ہو، اور اس کا عمل اچھا ہو، پھر عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے فضیلت والا عمل کونسا ہے؟ حضور رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ کہ تُو دنیا کو چھوڑ رہا ہو اور تیری زبان اللہ اللہ کا مزہ لے رہی ہو۔ یعنی مرتے دم زبان پر اللہ اللہ کر رہی ہو۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

۴۱ ——— ذکرِ قلبی

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهٗ إِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ

اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے اور

نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ	میں اس کے قریب ہوتا ہوں، جب وہ
ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ	مجھے یاد کرتا ہے، اپنے جی میں، مَیں اس
مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ۔	کو یاد کروں گا بذاتِ خود۔ اگر وہ میری یاد
(بخاری و مسلم)	کرتا ہے جماعت میں۔ مَیں اس کو یاد کروں

گا اس سے بہتر جماعت میں یعنی مقرب فرشتوں اور حضرت انبیاء علیہم السلام کی مقدس ارواح کے اندر۔

تشریح:- اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ ۔ یعنی میرا بندہ جو میرے ساتھ گمان رکھتا ہے مَیں اس کے گمان کے ساتھ ہوں، اگر بندہ اپنے رب کے ساتھ معافی کی امید رکھتا ہے تو حق تعالےٰ اس کے گناہ معاف فرماتے ہیں، اور اگر وہ خدا کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی اس کو مایوس فرمائیں گے۔ گویا یہ اشارہ فرما دیا کہ بندہ کو اپنے رب کی رحمتوں اور بخششوں کا امیدوار رہنا چاہیئے، چنانچہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

بر درآمد بندۂ بگریختہ	آبروئے خود ز عصیاں ریختہ
الہٰی بھاگا ہوا بندہ تیرے در پر آگیا ہے	گناہوں سے اپنی عزت برباد کر کے آیا ہے
مغفرت دارد امید از لطفِ تو	زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطُوا
تیری عنایت پر مغفرت کی اُمید ہے	کیونکہ تو نے خود فرمایا میری رحمت سے مایوس نہ ہو۔
بحرِ الطاف تو بے پایاں بود	نا امید از رحمتت شیطان بود
تیرے الطاف کا سمندر بے پایاں ہے	تیری رحمت سے نا امید شیطان ہوتا ہے،

"اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ" کے دوسرے معنی یہ ہیں۔ میں اس کے ساتھ

ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، یا میں اس کو جزا دیتا ہوں، اس کے اعمال پر۔ وہ عمل خفیہ ہوں یا علانیہ۔ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ ۔ مطلب یہ کہ میں اپنے بندہ کے قریب ہوتا ہوں، اس کو ذکر کی توفیق دیکر اور جب وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے اس کے دل کو حضور و شہود کے انوار کے ساتھ منور کرتا ہوں۔

فان ذکرنی فی نفسہ، اگر وہ یاد کرتا ہے مجھ کو اپنی ذات میں یعنی چھپ کر ذکرتہٗ فی نفسی ۔ میں یاد کرتا ہوں اپنی ذات میں یعنی چھپا کر اس کا ثواب دوں گا جس کا نہ تو فرشتوں کو پتہ چلے گا نہ کسی دوسری مخلوق کو۔ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ اگر وہ یاد کرتا ہے مجھ کو آدمیوں کی جماعت میں، میں اس کو یاد کرتا ہوں، اس سے بہتر جماعت مقرب فرشتوں اور ارواحِ مقدس حضرات انبیا علیہم السلام کے سامنے، یعنی حق تعالیٰ اپنی رضا مندی و خوشنودی کا اظہار ملائکہ مقربین و انبیاء علیہم السّلام کی موجودگی میں فرماتے ہیں کہ ہم فلاں ذکر کرنے والے سے راضی ہیں۔

۴۲ ——— مقامِ ذکر

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا

اور ابو دردا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا نہ بتلاؤں تم کو تمہارے عملوں میں سب سے اچھا عمل اور جو تمہارے بادشاہ کے نزدیک سب سے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہو، اور تمہارے درجوں

عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِكْرُ اللّٰہِ (رواہ مالک، احمد و ابن ماجہ الترمذی)

کو سب سے زیادہ بلندی پر پہنچانے والا ہو اور سونے چاندی کی خیرات سے بھی زیادہ تمہارے لئے بہتر ہو، اور اس جہاد سے بھی زیادہ تمہارے لئے بہتر ہو جس میں تم ان کی گردنیں مار رہے ہو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹ رہے ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں فرمایا جائے، تو شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ذکر اللّٰہِ - اللہ کا ذکر۔

تشریح:- معلوم ہوا ذکرِ حق، صدقات، خیرات جہاد گھمسان کی جنگ کے مقابلے میں اللہ تعالٰی کو زیادہ پسندیدہ اور درجاتِ قرب کو زیادہ بڑھانے والا ہے۔

قَالَ ذِكْرُ اللّٰہِ اس عبارت پر محشی نے حاشیہ ۲ پر لکھا ہے۔

اَلْمُرَادُ الذِّكْرُ الْقَلْبِیُّ نَاِنَّہٗ هُوَ الَّذِیْ لَہُ الْمَنْزِلَةُ مَنْزِلَةُ الزَّائِدَۃُ عَلٰی بَذْلِ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ لِاَنَّہٗ عَمَلٌ نَفْسِیٌّ وَفِعْلُ الْقَلْبِ الَّذِیْ هُوَ اَشَقُّ مِنْ عَمَلِ الْجَوَارِحِ بَلْ هُوَ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ لَا الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ ۔

مراد ذکر قلبی ہے بہر تحقیق اس لئے ایک درجہ ہے، زائد درجہ ہے مال خرچ کرنے سے اور جان دینے سے، کیونکہ تحقیق یہ عمل نفس کا ہے اور قلب کا عمل وہ دشوار ہے اعضاء کے عمل سے، بلکہ ذکرِ قلبی جہادِ اکبر ہے، نہ ذکر زبانی

۴۳ —— قلبی ذکر

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ (ابوداؤد)

صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالٰے کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

یہ حدیث لکھنے کے بعد حضرت امام فخرالدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ:

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْحَدِيْثِ دَوَامُ الْحُضُوْرِ بِالْقَلْبِ اِذْ لَا يُتَصَوَّرُ دَوَامُ الذِّكْرِ بِاللِّسَانِ۔ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۳۶

اور ظاہر یہ ہے کہ تحقیق حدیث سے دائمی حضور القلب مراد ہے، جبکہ دوام الذکر زبان سے متصوّر نہیں ہو سکتا۔

(ذکر خفی)

لہم عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْضُلُ الذِّکْرُ الْخَفِیُّ الَّذِیْ لَا یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ تَعَالَی الْخَلَائِقَ لِحِسَابِھِمْ وَجَاءَتِ الْحَفَظَۃُ بِمَا حَفِظُوْا وَکَتَبُوْا قَالَ لَھُمُ انْظُرُوْا ھَلْ بَقِیَ لَہٗ مِنْ شَیْءٍ فَیَقُوْلُوْنَ مَا تَرَکْنَا شَیْئًا مِمَّا عَمِلَہٗ اِلَّا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکر خفی جسے کراماً کاتبین نہیں سنتے ستّر گنا افضل ہے، جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالٰے خلائق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین فرشتے ان دفتروں کے ساتھ آئیں گے جو انہوں نے یاد کئے اور لکھے ہوں گے، اللہ تبارک وتعالٰے

لہ خیال کیا ہوا، سوچا ہوا۔

وَقَدْ اَحْصَيْنٰهُ وَكَتَبْنٰهُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَّ لَكَ عِنْدِيْ حَسَنًا لَا يَعْلَمُوْهُ وَاَنَا اَجْزِيْكَ بِهٖ وَهُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ۔

(مظاہر حق باب ذکر اللہ عز وجل ذکرہ السیوطی بدور السافرہ)

انہیں ارشاد فرمائیں گے کہ دیکھو آیا اس شخص کے لئے نیکیوں میں سے کوئی چیز باقی تو نہیں رہ گئی۔ پس عرض کریں گے کہ جو کچھ اس نے کیا اس میں کوئی چیز لکھنے اور محفوظ کرنے سے نہیں چھوڑی۔ پس اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیں گے کہ تحقیق تیری ایک نیکی میرے پاس ہے جسے کراماً کاتبین نہیں جانتے اور میں تجھے اس کا بدلہ دیتا ہوں اور وہ نیکی ہے ذکر خفی۔

۴۵ ——— ذکر قلبی

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَذْكُرَنَّ اللّٰهَ اَقْوَامٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِي الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى۔ (اخرجہ ابن حبان)

حضرت ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دنیا میں نرم نرم بستروں پر بھی اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کے عوض اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلےٰ درجوں میں پہنچا دیتا ہے۔

ف:۔ یہ ذکر قلبی کی شان ہے کہ بستر پر بھی قلب اللہ تعالےٰ کے ذکر میں شاغل رہتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ جنت کے اعلیٰ درجوں کا انعام ان ذاکرین کو

عطا فرماتا ہے، گویا لیٹے ہوئے بھی دل میں اللہ اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

۴۶۔ اللہ تعالےٰ سے محبت اور بغض کی نشانی

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ ذِکْرِہٖ عَلَامَۃُ بُغْضِ اللّٰہِ بُغْضُ ذِکْرِہٖ تَعَالٰے۔

حضور انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھنے والے کی نشانی یہ ہے کہ وہ ذکر اللہ سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالےٰ سے بغض رکھنے والے کی یہ نشانی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بغض رکھے گا۔

ف:۔ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتا ہوگا، اس کو اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بھی محبت ہوگی۔ جہاں ذاکرین اللہ کا ذکر کرتے دیکھے گا، تو وہاں ذاکرین میں شامل ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ سے بغض رکھنے والے کی یہ علامت ہوگی، نہ تو وہ خود ذکر کرے گا اور نہ ہی ذکر کی مجلسوں میں شامل ہوگا، بلکہ ان سے نفرت کرے گا۔

۴۷ ——— فخر کرنا

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس زمین کے حصہ پر اللہ تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے، زمین کا وہ حصہ نچلے ساتوں زمین کے حصّوں پر فخر کرتا ہے۔

۴۸ ——— خفی ذکر

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اُذْكُرُوا اللّٰهَ خَامِلاً قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا الذِّكْرُ الْخَامِلُ قَالَ ذِكْرًا لْخَفِيُّ ۔

خامل ذکر کیا کرو، صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خامل ذکر کونسا ہے فرمایا، خفی ذکر ۔

۴۹ —— چمکدار اور روشن چہرے

ابی الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ بعض لوگوں کو ایسی حالت میں حشر کے میدان میں کھڑا کرے گا کہ ان کے چہرے چمکدار اور روشن ہوں گے اور موتیوں کے منبروں پہ بیٹھے ہوں گے ، دوسرے لوگ ان پر رشک کریں گے ۔ وہ لوگ نبی اور شہید بھی نہ ہوں گے ، کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نشانی بتائیں ہم ان کو پہچان لیں ۔ حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ وہ ہوں گے ، جو الگ الگ جگہوں سے اور الگ الگ قبیلوں سے ہوں گے اور اللہ تعالےٰ کی محبت کے لئے اکٹھے ہو کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہوں گے ۔ (مشکوٰۃ)

۵۰ —— ذکر ہر کمی کو دور کر دیتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آپ میں سے رات کو جاگ کر عبادت کرنے

نہ یہ آرزو کہ جو چیز دوسرے کو حاصل ہے مجھے بھی مل جائے ۔

سے عاجز ہے اور کنجوس ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال بھی خیرات نہیں کر سکتا، اور بزدل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں کر سکتا۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کرتا رہے، یہ سب نیکیاں اس کو حاصل ہو جائیں گی۔

۵۱۔ ——— ذکرِ الٰہی سے غفلت

حدیث شریف آیا ہے، کہ کسی درخت پر کلہاڑا اسی وقت چلتا ہے جبکہ وہ ذکرِ الٰہی سے غافل ہو۔

۵۲۔ ——— دُنیا ملعون ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمًا وَّ مُتَعَلِّمًا ۝

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، کہ میں نے سُنا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کچھ دُنیا میں ہے سب ملعون مگر اللہ تعالےٰ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو، اور عالم اور طالب علم ملعون نہیں ہے۔

۵۳۔ ——— لذّتِ ذکر

حدیث شریف میں منقول ہے، ایک مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عبادت

میں مشغول تھے، انوار و تجلیات ربانی کی لگاتار بارش ہو رہی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئیں۔ آپ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا عائشہ، فرمایا کون عائشہ، عرض کیا میں آپ کی ازواج مطہرات سے ہوں، ارشاد ہوا، میں تم کو نہیں جانتا ہوں، عرض کیا میں ابوبکر رضؓ کی بیٹی، فرمایا ان کو بھی نہیں جانتا ارشاد ہوا میں اس جہان میں کسی کو بھی نہیں جانتا ؎

نمود جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حالت سے محو حیرت ہو کر واپس ہوئیں، جب آپؐ اپنی اصلی حالت پر آگئے، تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سب حالات بتائے، آپؐ نے فرمایا، اے عائشہ میری روح اس وقت انوار و تجلیات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور مشاہدات کر رہی تھی۔ اور میری روح قرب حق سے لذت حاصل کر رہی تھی، ہماری عقل اس وقت تجھ کو پہچاننے سے قاصر رہی۔ (معارف مثنوی)

ہلاکت ہے

وَیْلٌ لِّمَنْ ذَکَرَ اللّٰہَ بِلِسَانِہٖ وَقَلْبُہٗ غَافِلٌ عَنْہُ (حدیث)

ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کی زبان تو ذکر کرے اور دل غافل رہے،

ف: ؎ بر زبان اللہ اللہ در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر (حضرت رومی)

زبان پر تو اللہ اللہ ہو رہی ہے اور دل میں گانے اور گدھے کی سوچ ہو رہی ہے، یہ زبان والی تسبیح اپنا کیا اثر دکھائے گی۔

۵۵ — دل کے دو دروازے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اٰدَمِیٍّ اِلَّا وَلِقَلْبِہٖ بَیْتَانِ فِیْ اَحَدِھِمَا الْمَلَکُ وَفِی الْاٰخَرِ الشَّیْطَانُ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ وَضَعَ الشَّیْطَانُ مِنْقَارَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ فَوَسْوَسَ لَہٗ ۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے دل کے دو دروازے نہ ہوں، ایک دروازے پر فرشتہ اور دوسرے دروازے میں شیطان رہتا ہے پس جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب ذکر کو چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اپنی چونچ کو اس کے دل میں رکھتا ہے، اور اس میں وسوسے ڈالتا ہے۔

۵۶ — شیطان کی سونڈ

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ الشَّیْطَانَ وَاضِعٌ خُرْطُوْمَہٗ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِنْ ھُوَ ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَنَسَ وَاِنْ نَسِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی

بیشک شیطان اپنی سونڈ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ پس آدمی اگر ذکر خدا کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور اگر

اَلْتَقَمَ قَلْبَهٗ ۔ خدا تعالےٰ کو بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے دل کو نگل لیتا ہے ۔

ف : عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رب العزت سے یہ دعا مانگی کہ مجھ کو وہ جگہ دکھا دے جہاں قلب بنی آدم پر شیطان رہتا ہے، تو خواب میں یہ دیکھا کہ ایک آدمی کا جسم بلور کی صورت کا ہے، یعنی اس کے اندر کی چیز باہر سے معلوم ہوتی ہے، اور شیطان مینڈک کی شکل میں اس کے بائیں شانہ پر مونڈھے اور کان کے درمیان بیٹھا ہے ۔ اور اس کی سونڈ پتلی اور لمبی ہے جس کو آدمی کے دل میں ڈال کر وہاں ہی سے وسوسہ کر رہا ہے اور جب وہ ذکر الٰہی کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے ۔

۵۷ ——— مومن اور کافر کا شیطان

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ ایک بار مومن کا شیطان اور کافر کا شیطان آپس میں ملے ۔ کافر کا شیطان تو خوب موٹا تازہ تھا اور اچھا لباس پہنے ہوئے تھا ۔ اور مومن کا شیطان ننگا اور دُبلا پتلا غبار آلود تھا ۔ اس نے اس سے پوچھا کہ تو دُبلا اور کمزور کیوں ہے ؟ اس نے کہا کہ میں ایسے شخص کے ساتھ رہتا ہوں کہ اپنے کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور سر میں تیل ڈالنے کے وقت بسم اللہ شریف پڑھتا ہے ، تو نہ مجھے کھانا نصیب ہوتا ہے نہ پانی اور نہ کپڑا نہ تیل ، اسی لئے بھوکا پیاسا ننگا بال بکھرے رہتا ہوں ۔ کافر کے شیطان نے کہا کہ یار میں تو ایسے آدمی کے ساتھ ہوں کہ اپنی باتوں میں کسی پر بھی خدا کا نام

نہیں لیتا، اسی لئے میں اس کے سب امور میں شریک رہتا ہوں۔

ف:۔ معلوم ہوا کہ غافل پر شیطان کا ہر طرح سے داؤ چل سکتا ہے۔

۵۸۔ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اُس کے پاس بیٹھا ہوتا ہوں

حدیث:۔

قَالَ مُوْسٰی یَا رَبِّ اَقَرِیْبٌ اَنْتَ فَاُنَاجِیْكَ اَمْ بَعِیْدٌ فَاُنَادِیْكَ فَاِنِّیْ اُحِسُّ صَوْتَكَ وَلَا اَرَاكَ فَاَیْنَ اَنْتَ ۔ قَالَ اللّٰهُ اَنَا اَمَامَكَ وَاَنَا خَلْفَكَ وَعَنْ یَمِیْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ یَا مُوْسٰی اِذَا اَنَا جَلِیْسُ عَبْدِیْ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، کہ اے میرے رب اگر تُو میرے قریب رہتا ہے، تو میں تجھ سے آہستہ اپنی عرض معروض کروں اور اگر تو کہیں دُور ہے تو تجھے زور سے پکاروں کیونکہ اے میرے مولا، میں تیری خوبصورت آواز کو سُنتا ہوں، لیکن تو نظر نہیں آتا۔

پس تو مجھے بتا، تو کہاں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا، اے موسےٰ! میں تیرے آگے پیچھے، دائیں بائیں، ہر طرف سے قریب ہوں۔ جس وقت کوئی بندہ مجھے یاد کرتا ہے، تو میں اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہوں، اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

۵۹۔ اللہ تعالیٰ اپنے یاد کرنے والے کے پاس بیٹھا ہوتا ہے

وَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

أَتُحِبُّ أَنْ أَسْكُنَ مَعَكَ فِي بَيْتِكَ يَا مُوسٰى فَخَرَّ اللّٰهَ سَاجِدًا أَوْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ تَسْكُنُ مَعِيَ فِي بَيْتِي قَالَ يَا مُوسٰى أَنَا جَلِيسُ مَعَ مَنْ ذَكَرَنِي وَحَيْثُ مَا الْتَمَسَنِي عَبْدِي وَجَدَنِي۔

طرف وحی فرمائی کہ اے موسٰیؑ آیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ تیرے گھر میں رہوں یہ سُن کر موسےٰ علیہ السلام خوشی سے سجدے میں گر پڑے، اور عرض کیا، کہ اے اللہ تو کیونکر میرے ساتھ میرے گھر میں رہے گا اللہ تعالےٰ نے جواب دیا، اے موسٰیؑ کیا تو نہیں جانتا کہ میں اپنے یاد کرنے والے کے پاس بیٹھا رہتا ہوں، اور جب کبھی میرا بندہ مجھے ڈھونڈتا ہے تو وہ مجھے پالیتا ہے ۔

۶۰ ——— شکریہ ادا کیا

حدیث ا۔ إِذَا ذَكَرْتَنِي شَكَرْتَنِي وَإِذَا نَسِيْتَنِي كَفَرْتَنِي

جس دم اے بندے تو نے مجھے یاد کیا تو تو نے میرا شکریہ ادا کیا جس دم تو مجھ سے غافل ہوا تو تو نے کفرانِ نعمت کیا ۔

۶۱ ۔ مومن ذاکر کی شان، نیز زبانی اور باطنی ذکر کا فرق

ایک حدیث میں آیا ہے، کہ جب کوئی مومن ذکر اللہ کرتے کرتے سو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے ذکر سے عرش معلےٰ کے نیچے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور وہ پرندہ ہر زبان سے اس ذاکر کی طرح اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس

ذکر کا ثواب اس ذاکر مومن کو پہنچتا ہے۔

تشریح:- اس حدیث میں عرش کے نیچے جس پرندے کی طرف اشارہ ہے، اس سے مراد لطیفۂ روح ہے۔ جب دل کا یہ باطنی لطیفہ ایک دفعہ کہے یا اللہ تو ظاہری زبان کے ستر ہزار بار اللہ کہنے کے برابر درجہ اور ثواب رکھتا ہے، اور اسی طرح اگر لطیفۂ روح ایک دفعہ کہتے یا اللہ تو وہ ستر ہزار دفعہ لطیفۂ دل کے اللہ کہنے کے برابر درجہ اور ثواب رکھتا ہے۔

یعنی مادی زبان کے مقابلے میں لطیفۂ قلب کے ذکر کا درجہ اور ستر ہزار گنا ہے، اور لطیفۂ قلب کی زبان کی نسبت لطیفۂ روح کے ذکر کا درجہ ستر ہزار گنا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ ظاہری ذکر اور قلب اور روح کے ذکر کے درمیان کس طرح اس حدیث میں نسبت قائم کی گئی ہے۔ (عرفان مصنف نور محمد سروری قادری)

۶۲ ـــــــ عرشِ اعظم کو جنبش ہوتی ہے

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی مومن ذکر کرتے کرتے سو جاتا ہے، عرش کے نیچے ایک ستون ہے، وہ ہلتا اور حرکت کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے عرشِ اعظم کو جنبش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ تک اس ذاکر کی فریاد اور ندا پہنچ جاتی ہے۔ اور اس کی دعا اور التجا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتی ہے۔

تشریح:- اس ستون سے دل کا نوری ستون مراد ہے، جس کا ایک مکانی اور مادی سر انسان کے اندر لگا ہوا ہے۔ اور دوسرا باطنی سر عرشِ

معلٰے کو اس سے جنبش اور حرکت ہوتی ہے اور حاملانِ عرش و سکانِ عرش عرض عرشِ معلٰے کے سب فرشتے حیرت میں آجاتے ہیں اور اللہ تعالٰے اس بندے کی بابت فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ آؤ اے ملائکہ! میرے خاکی بندے کے ذکر کی شان اور عظمت کا نظارہ کرو۔ یہ بھی میرے ان خاکی پتلوں میں سے ایک ہے، جن کی پیدائش کے وقت تم نے بطور اعتراض کیا تھا کہ ان کی پیدائش کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے لئے کافی ہیں۔ اس وقت اہل آسمان رشک سے کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی اسی طرح خاکی انسان ہو کر اللہ تعالٰے کی اسی طرح یاد کرتے۔ (عرفان)

۶۳۔ خدا تعالٰے کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور بیزاری نفاق سے ہے اور قلعہ شیطان سے اور دوزخ سے پناہ ہے۔

۶۴۔ افضل الذکر الخفی فاضل ترین ذکر خفی ہے۔

۶۵۔ افضل الذکر، ذکر اللہ تعالٰے، سب اذکار سے بہتر خدا تعالٰے کا ذکر ہے۔

۶۶۔ افضل العباد عند اللہ الذاکرون اللہ کثیراً۔ بندہ فاضل تر وہ ہے جو خدائے عزّ و جل کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔

۶۷۔ فرمایا سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کوئی خدا تعالٰے کا ذکر بہت کرے تو اس کو قبر میں کیڑے نہ کھائیں گے۔

۶۸۔ فرمایا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو کوئی خدا تعالٰے کا ذکر بہت کرے تو قیامت میں اس کے منہ سے نور کے شعلے نکلیں گے۔

۶۹۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے بیٹھو اس قوم کے ساتھ جو صبح کی نماز

سے طلوعِ آفتاب تک خدا تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور فرمایا مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار غلام آزاد کردوں۔

۷۰۔ فرمایا سیّد دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو خلوت میں ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں وہ سایۂ عرش میں ہوگا۔

۷۱۔ فرمایا حضور والئ دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ دل ویران ہے جس میں اس کا ذکر نہ ہو۔

۷۲۔ سیّد سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس کو میرا ذکر دعا سے باز رکھے، اس کے لئے میرے پاس سب سائلوں کی عطا سے زیادہ اور فاضل عطا ہے۔

۷۳ — علم کی دو قسمیں ہیں

حدیث:۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ وَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ عِلْمٌ نَافِعٌ ۔

اَلتَّشَرُّفُ ص ۵ حصہ اوّل مطبع دہلی۔ (بحوالہ مناہج فضلیہ)

ترجمہ:۔ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم (محض) زبان پر ہے پھر یہ علم (زبانی) تو اللہ کی حجت ہے اس کی مخلوق پر (یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام دیا جائے گا کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا) اور ایک علم ہے قلب میں (یعنی اس کا اثر دل پر ہو) سو یہ علم نافع ہے۔

ف:۔ اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں کی۔ ایک وہ علم ہے جو محض زبان

پر ہو مقابلہ اس کا علم نافع کے ساتھ اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے
اور یہی قسم اوّل تفسیر ہے علم ظاہر کی جو ظاہر محض ہے جس کا اثر قلب پر نہ پہنچا
ہو کہ قلب میں محبت و خشیت وغیرہ پیدا کرے اور حدیث اس مطلب
نص دلالت کرتی ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا زبان سے لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ جو مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

حدیث شریف : عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ابْنِ آدَمَ ۔ (رواہ الدارمی)

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم قلب میں پھر وہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے، پھر وہ علم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے اوپر اللہ تعالےٰ کی حجت اور دلیل ہے۔

۷۴ —— حسرتناک مجالس

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ وَمَنْ اضطجع مضجعًا لا یذکر اللّٰہ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی مجلس میں بیٹھا جس میں اللہ کا ذکر نہیں، (اس غفلت کی مجلس کی وجہ سے) اللہ کی طرف سے اس کو زبردست نقصان پہنچے گا اور

فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ تِرَةً۔ جو شخص کسی جگہ پر لیٹا جہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوا اس پر اللہ کی طرف سے بڑی محرومی ہوئی۔

تشریح :- ایسی مجلس جس میں اللہ تعالےٰ کا ذکر نہ کیا جائے، وہ غافل مجلس ہوتی ہے۔ غافل مجلس والے سراسر نقصان والے ہوتے ہیں، چونکہ ایسی مجلسوں کو اللہ کی رحمت کی دوری ہوتی ہے۔ اور جو بھی کوئی آدمی ایسی غافل مجلس میں بیٹھے گا اس کو زبردست نقصان پہنچے گا۔ اور آدمی اگر ایسی جگہ جہاں اللہ تعالےٰ کا ذکر نہیں ہوتا لیٹا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

۵، ــــــ حلقۂ ذکر بعد از نمازِ فجر اور عصر

وَعَنْ انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لان اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتِقَ اَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتِقَ اَرْبَعَةً (رواہ ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیٹھوں اللہ اللہ کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ کر سورج کے طلوع ہونے تک مجھے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، اس بات سے کہ حضرت اسماعیل عل کی اولاد سے چار غلام آزاد کروں اور یہ کہ میں بیٹھوں اللہ اللہ کرنیوالوں کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر سورج غروب ہونے تک مجھے زیادہ پسندیدہ اس سے کہ چار غلام آزاد کروں۔

تشریح:- معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز پڑھ کر ذاکرین کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا چار غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ حضور سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے۔

حضرات صوفیائے کرام بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر جو حلقۂ ذکر کراتے ہیں ان کے لئے یہ حدیث مبارک اصل و سند ہے، اور مشائخ کا ذاکرین کی جماعت کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھنا خلافِ اصل نہیں ہے، بلکہ منشائے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

نسخہ فقیری:- میں نے ایک فقیر سے کہا مجھے گناہ کی بیماری ہے کوئی علاج فرمائیں۔ فقیر نے کہا حسبِ ذیل نسخہ استعمال کرو۔

توبہ کی مصری، صبر کا پیالہ، توحید کے پتے، ذکر کی بریڑ، یقین کا ملہ، ان سب کو لے کر شریعت کی اوکھلی میں ڈال کر طریقت کے ڈنڈے سے خوب باریک کرلو۔ جب پیس کر باریک ہوجائے تو حقیقت کی چھلنی سے چھان لو۔ پھر معرفت کی ہانڈی میں ڈال کر عشق کے چولہے پر چڑھاؤ۔ جب پک کر تیار ہوجائے تو گناہ کے حلق میں ڈالو۔

پرہیز:- تکبر کی مولی، شرک کی پیاز، دغا کا چاول نہ کھانا۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے صحت کلی عطا فرمائے گا۔

حصہ سوم

مفید حکایات

اور

بزرگانِ دین کے زرّیں اقوال و ارشادات

نیز

شہ پارے اور انمول موتی

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْكُمْ بِمَجَالَسَةِ الْعُلَمَآءِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَآءِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِمَاءِ الْمَطَرِ ۝

(منبہات ابن حجر ص۵)

حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، کہ لازم پکڑو تم علماء کے پاس بیٹھنا اور حکیموں کا کلام سُننا، اس لئے کہ اللہ تعالٰے مرے ہوئے دل کو حکمت کے نُور کے ساتھ اس طرح زندہ فرماتا ہے۔ جیسے مَری ہوئی زمین کو بارش کے پانی کے ساتھ زندہ فرما دیتا ہے۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) **نقل ہے** بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ سے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہے اور ہزاروں بھڑیں اُس پر لپٹی ہیں ۔ اور گوشت اُس کا توڑ توڑ کر لے جاتی ہیں، وہ زبانِ شوق سے اللہ اللہ کہتا ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ کتنی مدت سے یہ شخص اس طرح پڑا ہے؟ کہا چالیس برس سے اس کا یہی حال ہے۔ میں نے سر اُس کا اپنے زانو پر رکھ کر چاہا کہ کچھ کہوں، ابھی میں بات نہ کرنے پایا تھا کہ آنکھ کھول کر سر اپنا زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگا تو کون ہے کہ مجھ میں اور میرے دوست میں تفرقہ انداز ہُوا، اور مجھ کو اس کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔

اے عزیزا دوست خُدا کے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک دم اس کی یاد سے غافل نہیں رہتے ۔

(۲) **نقل ہے** کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے جاتے تھے، ایک شخص نے سرِراہ گھر بنایا تھا ۔ اور وہاں اللہ اللہ کرتا تھا۔ جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہو؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کی جناب میں مناجات کے لئے جاتا ہے ۔ التماس کی کہ ایک حاجت میری بھی ہے، جناب باری میں عرض کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا حاجت ہے؟ کہا یہ کہ اے کارسازِ بیکساں تھوڑی سی محبت اپنی

میرے دل میں بھی عنایت ہو۔ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پہ تشریف لے گئے اور حاجت اپنی جناب کبریائی سے چاہی، واپسی کے وقت الہام ہوا کہ اے موسیٰ! حاجت میرے بندہ کی بھول گئے، کہا الٰہی تو دانا تر ہے۔ فرمایا میں نے پہلے ہی حاجت اس کی پوری کردی ہے۔ جب موسےٰ علیہ السلام واپس آئے اس کو مکان پہ نہ پایا۔ مناجات کی یاالٰہی یہ تیرا بندہ کیا ہوا؟ فرمایا مجھ سے بھاگ گیا، عرض کی خداوندا مجھ سے کیوں متنفر ہوا؟ فرمایا جو مجھ کو دوست رکھتا ہے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر وہ کسی سے نہیں ملتا، موسےٰ نے کہا اے کارساز اس کی زیارت مجھ کو نصیب فرما۔ حکم ہوا کہ فلاں پہاڑ پر جاؤ، وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرایا ہے اور جب پتھر پر وہ گرا ہے اس کی چوٹ سے اس کا ہر عضو ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے اور پہاڑ کے نیچے پڑا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کیفیت کو دیکھ کر حیران ہوئے اور جناب باری سے التماس کی کہ اس میں کیا بھید ہے؟

الہام ہوا کہ اے موسےٰ جس قدر عشق اور محبت میری اس کے دل میں سمائی تھی، اگر ایک ذرہ برابر اس میں سے اس پہاڑ پر ڈالوں تو یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اڑ جائے۔ اور اس کی برداشت نہ کرسکے۔ اے موسےٰ! ہم اپنے عاشقوں کے ساتھ دنیا میں ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ اب دیکھ کہ عاقبت میں اس کے لئے کیا کچھ مہیا کیا ہے۔ موسےٰ علیہ السلام نے جب نگاہ کی تو دیکھا کہ گنبد یاقوت کا ستر حصے دنیا سے بڑا نظر آیا جو طرح طرح کے نقش و نگار سے آراستہ ہے اور یہ شخص ایک تخت مرصع پہ بیٹھا ہے حوریں اور غلمان ہاتھ باندھے روبرو کھڑے ہیں۔

حضرت موسٰےؑ متحیر ہوئے۔ فرمان ہُوا کہ اے موسٰےؑ اس کے واسطے فقط یہی نہیں میرا دیدار بھی ہردم اس کو حاصل ہے۔

(۳) **نقل ہے** کہ موسٰے علیہ السلام نے دُعا کی کہ بارِ خدایا ایک دوست اپنا مجھ کو دیکھا، الہام ہُوا کہ کوہ طور پہ جا وہاں اس سے ملاقات ہوگی۔ حضرت موسٰےؑ تشریف لے گئے، ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا تمام جسم زخمی ہے، ہاتھ پکڑنے کے قابل نہیں، پاؤں چلنے کے قابل نہیں آنکھوں میں بینائی نہیں، زبان میں گویائی نہیں ہے۔ حضرت موسٰے علیہ السلام نے کان نزدیک لے جا کر سُنا کہ شکر الٰہی کرتا ہے۔ پوچھا کہ شکر کس نعمت پہ کرتا ہے کہ بدن میں ایک عضو تیرا درست نہیں، اس نے کہا کہ دو نعمتوں کا شکر کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ زبان شکر گزاری پہ جاری ہے۔ دوسرا یہ کہ معرفت الٰہی ہردم دل کو حاصل ہے۔

حضرت موسٰےؑ نے کہا کتنی مدّت سے تو اس تکلیف میں مبتلا ہے؟ اس نے کہا کہ سو برس سے، پوچھا کہ اس عرصہ میں کبھی کچھ خواہش بھی ہوئی ہے کہا کہ دو چیزوں کی، ایک یہ کہ موسٰےؑ سے ملاقات ہو جائے، دوسرا یہ کہ پانی ٹھنڈا پیوں۔

حضرت موسٰےؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ خوش ہو کہ دونو مرادیں تیری حاصل ہوئیں۔ موسٰے میں ہوں، اور ٹھنڈا پانی تیرے لئے لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت موسٰے علیہ السلام پانی کی تلاش میں تشریف لے گئے۔ حق تعالٰے نے عزرائیل کو حکم فرمایا کہ اس کی روح قبض کر لو۔ جب اس بزرگ نے انتقال

کیا تو جنگل کے جانوروں نے اُن کو چیر پھاڑ کر برابر کر دیا - اور گوشت کھا گئے ۔
حضرت موسےٰ علیہ السلام جب پانی لائے تو یہ حال دیکھ کر بہت روئے، اور
جناب باری میں عرض کی، کہ اے بے نیاز! دوست اپنے دوستوں سے
یہی معاملہ کرتے ہیں - خطاب ہُوا کہ اے موسےٰ ممکن نہیں کہ جو ہماری محبت
رکھے وہ دنیا میں اپنی مراد چاہے ؎

بھار عشق دا ہے بھارا تیتھوں چایا بھی نہیں جانا
جے توں چایا اے چایے تے سروں لاہیا بھی نہیں جانا
پی نقشبندی پیمانہ ہو جا مست دیوانہ
بھید یار دا نہ دسیں ایہہ لکایا بھی نہیں جانا
مکتب عشق اندر پڑھ بیڑے عاشقاں دے چڑھ
بناں پیر بیڑا عشق بنّے لایا بھی نہیں جانا
واہ واہ عشق پیا دی یاری کھیلے مرد سیانا غازی
جے دل کھسیا دلبر پیارے تیتھوں چھڑایا بھی نہیں جانا
واہ واہ عشق دیاں کاراں پیندیاں عاشقاں نوں ماراں
عشق زہر دا نوالہ تیتھوں کھایا بھی نہیں جانا

(۴) حضرت یحییٰ علیہ السلام ایام طفولیت میں

نقل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایام طفولیت میں اکثر بیت المقدس میں
جا کر عبادت کرتے تھے اور جب اور لڑکے آپ کے ہم عمر کھیلنے کو بلاتے

تو فرماتے کہ مجھ کو خدا تعالےٰ نے کھیلنے کو پیدا نہیں کیا۔ جب آپ کی عمر بندرہ برس کی ہوئی، خلق سے کنارہ کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور فرمایا کہ حق تعالےٰ کے دوست کو اللہ ہی کا ذکر و شغل بہتر ہے۔ خلق سے زیادہ میل جول رکھنا اور تعلقاتِ دنیا میں زیادہ مبتلا ہونا مقصد سے دور اور دوست سے مہجور کرتا ہے، اور اکثر جنگلوں میں ذکر کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن والد ماجد پیچھے پیچھے چلے گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ نہر میں کھڑے ہیں اور پیاس کی شدت کی وجہ سے برا حال ہے، اور رو رو کر کہتے ہیں کہ مرنے کی خبر نہیں پانی کیوں کر پیوں، شاید پانی پیتے میں دم نکل جائے اور یادِ الٰہی سے غافل مر جاؤں۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں

نقل ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک روز جنگل میں خدائے عزوجل کا ذکر کرتے ہیں، ان کی خاطر میں یہ خیال گذرا کہ جنگل میں میرے سوا کوئی اور ہے کہ وہ جنگل میں خدا تعالےٰ کا ذکر کرتا ہے۔ خدائے عزوجل نے تمام وحوش و طیور کو حکم دیا کہ ہمارے ذکر کی آواز بلند کرو۔ اس وقت آوازوں کا شور موسیٰ علیہ السلام کی آواز پر غالب آیا، اور موسےٰ علیہ السلام کی آواز پست ہو گئی، آپ شرمندہ ہوئے۔

(۶) **نقل ہے** کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ کبھی روٹی کا نوالہ بنا کر نہیں کھاتے تھے سب روٹی پانی میں گھول کر پی جاتے تھے۔ کسی نے

پوچھا کر روٹی اس طرح کیوں کھاتے ہو؟ پانی میں گھول کر کھانے سے بدمزہ ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جتنی دیر میں ایک ایک نوالہ کر کے پیٹ بھروں اتنی دیر میں پچاس آیتیں قرآن مجید کی پڑھی جاتی ہیں، پھر عمر کیوں ضائع کروں۔

(۷) **منقول ہے** حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ سے کہ میں ایک رات حضرت رابعہ بصریؒ کے پاس گیا، وہ ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہی تھی، میں بھی نفلیں پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی میں نے خدا کا شکر کیا، کہ مجھ کو توفیق شب بیداری کی عنایت ہوئی، رابعہؒ نے کہا ہمارا شکر یہ ہے کہ صبح کو روزہ رکھیں۔

(۸) **نقل ہے** حضرت ذوالنون مصریؒ سے کہ میں نے ایک مرتبہ حرم پاک میں عجیب حالت دیکھی کہ ایک حبشی جس وقت چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگتا تو اس کا چہرہ آفتاب سا روشن ہو جاتا، جب چپ ہو جاتا تو بدستور اپنی حالت پر آتا۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ جس وقت اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا ہوں، اس کی وجہ سے ہمہ تن نور سے معمور ہو ہو جاتا ہوں، جب چپ ہو جاتا ہوں تو پھر اصلی حالت پر آ جاتا ہوں۔

(۹) **حکایت ہے** جب بی بی زلیخا کو بت پرستی سے توبہ نصیب ہوئی تو اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو مانگتے مانگتے بت کے آگے عاجز ہوئیں، تو اس بت سے نہایت بیزار ہوئیں ادھر توفیق رب تعالےٰ نے ان کو پکڑا فوراً بت کو توڑا۔ مولےٰ سے تعلق جوڑا منہ سے لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ نکالا، اور ساتھ یہ عرض کیا کہ اے میرے مولیٰ یا تو مجھے

حضرت یوسفؑ سے ملا یا حضرت یوسفؑ کی محبت میرے دل سے اُٹھا
اور اپنی محبت دے ، مولا ہمیں وہ دن دکھا دے کہ وہ ہمیں تلاش کریں اور ہم
ان سے چھپیں ، الٰہی ہم تجھے دیکھیں وہ ہمیں دیکھیں ، خدا تعالےٰ نے زلیخا کی
سب دعائیں قبول کیں ، فرشتوں نے جناب باری میں عرض کیا یا مولا ! زلیخا اب
تو تیری ہوئی ، اس کی مراد پوری کر دے ، ارشاد ہوا ، ملائک ہمیں قسم ہے اپنی
ذات عالی کی ، کل زلیخا اپنی مراد کو پہنچ جائے گی ۔

دوسرے دن حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری بڑی تزک اور شان سے
مصر میں نکلی اور زلیخا کی جھونپڑی کے پاس سے گذرنے لگی ۔ زلیخا حسب عادت
لب سڑک کھڑی ہوئیں اور یہ کہا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو
(گناہگاری کے سبب) غلام بنایا ، اور غلاموں کو (اپنی اطاعت کے سبب)
بادشاہ بنایا ، بی بی زلیخا کی ہمیشہ یہی صدا تھی ، لیکن کون سنتا تھا ، آج اُن کا
خدا حامی ہو گیا ۔ فوراً زلیخا کی آواز حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں
پہنچی ، حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دردناک صدا سن کر فرمایا کہ جلد دیکھو کہ یہ
کون فریاد کرتا ہے ، اس کو کیا تکلیف ہے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام زلیخا کی جھونپڑی کی طرف دوڑ کر آیا
دیکھا کہ ایک بڑھیا عورت کھڑی فریاد کر رہی ہے ۔ واپس جا کر عرض کیا ، ایک بڑھیا
عورت ہے وہ کچھ فریاد کرتی ہے ۔ فرمایا جاؤ پوچھو کیا کہتی ہے ۔ غلام گیا اور بی بی
زلیخا سے پوچھا کہ اے بڑھیا تجھے کیا حاجت ہے جلد بتا دے ۔ زلیخا نے
کہا جا ہٹ جا ۔ ہمیں تجھ سے کیا حاجت ہے ۔ جس نے تجھے بھیجا ہے اُسے

ہمارے پاس بھیج دے۔ غلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا وہ عورت تو بڑی سرچڑھی مغرور ہے۔ کہتی ہے جا اسے بھیج دے جس نے تجھے بھیجا ہے۔ جب غلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس واپس ہوا تو زلیخا نے خدا کا شکر بجا لانا شروع کیا، اور کہا اے میرے رب تعالیٰ! بتوں میں اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ یوسف کو میرے پاس بھیجتے وہ یوسف علیہ السلام کو کہاں بھیج سکتے۔ اور بعد عجز و انکساری کہا کہ اے رب تجھ میں اتنی طاقت نہیں جو یوسف کو میرے پاس لائے۔ یہ سنتے ہی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا، اور حکم ہوا، اے جبرئیل علیہ السلام جاؤ یوسف سے کہو کہ وہ اپنی سواری سے اتریں اور اس بڑھیا زلیخا کی مزاج پرسی کریں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یوسف کی سواری روک لی۔ اور سواری سے نیچے اتارا اور کہا کہ اس بڑھیا کے پاس چلو حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام زلیخا کے پاس آئے، یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عورت تو کون ہے؟ زلیخا نے کہا اے یوسف علیہ السلام میں وہ ہوں جس نے تمہیں سونا چاندی اور جواہرات خرچ کر کے مول لیا تھا۔ جب سے تمہیں دیکھا کبھی رات کو سوئی نہیں، کبھی پیٹ بھر کر کھایا نہیں، مگر افسوس تم اتنی جلدی مجھے بھول گئے۔ زلیخا نے کہا اچھا یہ بتاؤ تم کبھی بلائے سے آئے نہ خود آئے، آج تمہیں کس نے بھیجا ہے! یا آپ آئے ہو۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس بڑھیا کا دل خوش کر، یہ سن کر عشق الٰہی کی بنیاد پڑی، پہلے خدا کا شکر کیا اور کہا کہ بے شک تو ہی فریادی کا فریاد رس ہے۔ ابھی تو منہ سے لا الٰہ الا اللہ نکالا ہے کہ یوسف سامنے کھڑے

ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیری دلی تمنا کیا ہے، کفر کی حالت میں جواہر نگار محلوں میں نہ آئے اگر دھوکے سے لے گئے تو پیچھا چھڑا کر بھاگ گئے۔ مگر آج جنگل چٹیل میدان جھونپڑی رہنے کا مکان ہے۔ اور یوسفؑ سامنے کھڑے ہیں کیا خوب سودا نقد ہے۔ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔ بقول شخصے: مصرعہ

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ آپ کی تمنا کیا ہے؟ کہا کہ تم پوچھتے ہو یا کوئی اور پوچھتا ہے؟ فرمایا جلدی سے تمنا ظاہر کیجئے۔ کہا وہ جو شروع سے تھی، وہی تمنا اب تک ہے۔ فرمایا کہ جبرئیلؑ! یہ تو نہایت ضعیفہ ہو گئی، یہ کیا اب اس قابل ہے جو یہ کہتی ہے، حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ رب العزت یہ ارشاد کرتا ہے یوسف دیکھو زلیخا اب بندی ہماری ہے، ہم اس کی طرف سے کہتے ہیں، کہ وہ قابل نہیں ہے تو ہم قدرت والے ہیں، پھر اُسے ویسا ہی کر دیں گے۔ بموجب حکم الٰہی حضرت جبرئیلؑ کے ہاتھ سے آنکھیں روشن ہوئیں، کمر سیدھی ہوئی، نئے سرے سے جوان بنیں۔ قدرت الٰہی نے یہاں پر صرف زلیخا کو جوان ہی نہیں کیا بلکہ یوسف علیہ السلام کے دل میں زلیخا کا عشق پیدا کر دیا۔ جن کی چاہت میں زلیخا برباد ہو گئی تھی۔ وہ یوسفؑ آج زلیخا کی جگہ ہوئے اور زلیخا یوسفؑ کی جگہ کس طرح کنارہ کش ہوئی، یوسف زلیخا کی مہمانداری میں مشغول ہوئے اور زلیخا اپنے مولا کی مہمانداری میں مصروف ہوئیں۔ یوسفؑ خلوت خانہ درست کرتے ہیں زلیخا دل کا خانہ درست کر رہی ہے۔ یوسفؑ زلیخا کے طالب بنے بیٹھے ہیں زلیخا خدا کے جلوے کی منتظر ہے۔ خلوت خانہ یوسفؑ میں زلیخا پہنچکر نماز شروع کر دیتی

ہے۔ جب سجدے میں گئی تو سر اٹھانے کا نام نہیں لیتی۔ ساری رات گذر گئی، مگر وہاں سجدوں سے فرصت نہیں۔ بڑی مشکل سے اٹھالے گئے، فوراً وہاں سے بھاگیں، حضرت یوسفؑ پکڑتے ہیں، حضرت یوسفؑ نے زلیخا کا کرتہ پکڑا وہ چاک ہوگیا۔ وہیں دروازے کے پاس جبرئیلؑ امین ملے فرمایا یوسف! قمیص بہ قمیص یعنی کرتے کا بدلہ کرتہ ہوگیا، تم نے زلیخا کا کرتہ پھاڑا، تو اب تو برابر ہوگئے، یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا کہ اے زلیخا تم وہ نہیں جو میرے لئے کیا کچھ کیا تھا۔ عرض کی میں وہی ہوں، مگر دل وہ نہیں رہا۔ الٰہی زلیخا کو کیا ہو گیا۔ ارشاد ہوا کہ زلیخا پہلے تمہاری طالب تھی اب ہماری طالب ہے۔

اے یوسف! ہمارے طالب اور عاشق ہمارے سوا، دوسرے کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ سچ ہے جو عشق الٰہی کے دریا میں غرق ہوا پھر اس کا پتہ نہ چلا۔ جو چاہتا ہے کہ سب مجھے چاہیں تو وہ خدا کو چاہے، سب اسے چاہنے لگیں گے ؎

یادِ اُو گر مونس جانت بود	ہر دو عالم زیر فرمانت بود
یادِ اُو سرمایۂ ایماں بود	ہر گدا از یادِ اُو سلطاں بود

(۱۰) ـــــ ایک خدا یاد بادشاہ

تواریخ میں مذکور ہے کہ ایک شہزادے نے اپنے باپ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آخرت میں کامیابی نصیب ہو، باپ نے ہدایت کی کہ تم فلاں بادشاہ کے پاس جاؤ، چونکہ طالب صادق تھا۔ منازل طے کر کے بادشاہ کے

دروازے پر پہنچ گیا، اور دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے دو کہ فلاں بادشاہ کا لڑکا آیا ہے۔ بادشاہ نے کہا، اچھا کھڑا رہنے دو۔ تین روز کے بعد پھر اطلاع کی، تو کہا اچھا دوسرے دروازے پر لاؤ۔ وہاں بھی تین روز کھڑا رہا۔ تیسری بار اطلاع کی تو کہا آنے دو۔ شہزادہ اندر گیا تو دیکھا کہ تمام ٹھاٹھ دنیاداری کا موجود ہے۔ دل میں خیال کیا یہ تو خود جگت بیوپاری ہے مجھ کو کیا تعلیم کرے گا؟ بادشاہ کو یہ وسوسہ منکشف ہو گیا۔ اس کو ٹھہرایا اور دوسرے دن شہر کے تمام اطراف میں اور گلی کوچوں میں ناچ رنگ اور جابجا تماشا کرایا گیا۔ پھر شہزادے کو طلب کیا اور ایک کٹورا دودھ سے لبریز اس کے ہاتھ پر رکھا، اور کہا کہ جاؤ شہر جنک کی پوری کی پوری سیر کرو۔ مگر خبردار دودھ نہ گرنے پائے۔ اور دو سپاہی شمشیر برہنہ اس کے ہمراہ کئے کہ اگر ایک قطرہ بھی اس میں سے گرے، تو شہزادے کے پرزے اڑا دو۔ اسی طور سے جیسا اس کو حکم ہوا تھا۔ وہ دونوں سپاہی شہزادے کو شہر میں پھرا کر لے آئے، بادشاہ نے پوچھا، دودھ تو نہیں گرا۔ سپاہیوں نے عرض کیا کہ حضور اگر ایسا ہوتا تو یہ آپ کے پاس سلامت کیسے پہنچتے، قتل نہ کر دیئے جاتے۔ پھر بادشاہ شہزادے کی جانب متوجہ ہوا، اور دریافت کیا کہ آج تم نے تماشہ تو خوب دیکھا ہو گا۔ جابجا ناچ تماشے کی دھوم دھام تھی، اُس نے جواب دیا کہ جناب! مجھ کو اس کٹورے کی حفاظت بلائے جان ہو رہی تھی۔ ہر دم یہی خوف تھا، اگر دودھ کا قطرہ بھی گرا تو فوراً مارا جاؤں گا، بھلا اس حالت میں تماشہ کیا دیکھتا۔ مجھ کو بجز دودھ کے اور کوئی شے نظر نہیں آتی تھی۔

اس وقت بادشاہ نے فرمایا کہ جس طرح تم پر یہ ایک دن گذرا ہمارا ہر وقت یہی حال رہتا ہے، اس دولت وحشمت طمطراق اور مال وجاہ کی کر وفر ہماری نظر میں سب ایچ ہے، ہماری توجہ کسی طرف نہیں، تم نے ظاہری سلطنت وحکومت اور دولت وثروت دیکھ کر ہماری حالت کو قیاس کیا۔ اے شہزادے اسی واقعہ سے جو تم پر گذرا سمجھ لو کہ سپاہی ملک الموت ہے، تن کٹورہ ہے من دودھ اور راگ رنگ جو راہ میں ہو رہا تھا وہ دنیائے فانی کا سیر وتماشہ ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی دُنیا کے دھندے میں دل نہیں لگایا کہ ایسا نہ ہو کہ دُودھ گر جائے اور دل یاد الٰہی سے چوک کے اور مارا جائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے شہزادے کو اس کے حوصلے کے موافق تعلیم دیکر رخصت کیا۔

(۱۱) ــــــ ایک خدا یاد لڑکی

چنانچہ ایک بزرگ کے حالات میں لکھا ہے، کہ آپ دریا میں مچھلیاں پکڑ رہے تھے، اور آپ کے ساتھ آپ کی ایک چھوٹی لڑکی بھی تھی، آپ جو مچھلی پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے، اور وہ لڑکی اپنے والد سے مچھلیاں لے لے کر پھر دریا میں ڈالتی جاتی۔ بزرگ جب فارغ ہو کر اٹھے تو لڑکی سے فرمایا، بیٹی مچھلیاں کہاں ہیں۔ تو وہ بولی۔

ابا جان میں نے تو ان سب کو پھر دریا میں ڈال دیا ہے، بزرگ نے فرمایا تم نے یہ کیا کیا؟ تمام دن کی محنت برباد کر دی۔ وہ لڑکی بولی، کہ آپ ہی نے تو سنایا تھا کہ جو مچھلی ذکر الٰہی سے غافل ہوتی ہے، وہی مچھلی پکڑی جاتی ہے اور

جال میں پھنستی ہے۔ تو آپ جب مچھلی کو پکڑتے تھے، میں سمجھتی تھی کہ یہ مچھلی ذکر الٰہی سے غافل ہے، جبھی تو پکڑی گئی ہے۔ اس لئے میں نے اس خیال سے کہ غافل مچھلی کھا کر اس کی صحبت سے کہیں ہم بھی ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہو جائیں، اس لئے مچھلیاں دریا میں ڈال دیں۔ (نزہتہ المجالس صـ۲۳ جلد ۱)

(۱۲) ایک پرندے کی حکایت

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفے کے طور پر بھیجا، آپ نے قبول فرما کر اُسے پنجرے میں بند کر دیا، اور کچھ مدّت اپنے پاس رکھ کر ایک دن اسے آزاد کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ نے اسے آزاد کیوں کر دیا؟ تو فرمایا، ایک دن مجھے اس نے بڑی منّت سے کہا تھا، کہ اے جنید! افسوس تُو تو اپنے دوستوں کی ملاقات سے لطف اٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے یوں دُور رکھے، اور پنجرے میں بند رکھے۔ میں نے اس پرندہ کی درد بھری آواز سن کر اسے پنجرے سے آزاد کر دیا۔ مگر وہ اس وقت ایک عجیب بات کہہ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ پرندیا جانور جب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں جال میں نہیں پھنستے، اور جب یاد الٰہی میں غفلت کی اور جال میں پھنسے۔ میں یادِ الٰہی سے صرف ایک ہی مرتبہ غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے اتنے دنوں پنجرہ کی قید بھگتنی پڑی۔

ہائے اُن انسانوں کا کیا حال ہو گا، جو یادِ الٰہی سے اکثر اوقات غافل رہتے ہیں۔ حضرت جنیدؒ! میں آپ کے ساتھ مستحکم عہد کرتا ہوں، کہ اب کبھی یادِ الٰہی

سے غافل نہ ہوں گا۔ یہ باتیں کہہ کر اُڑ گیا۔ اُس کے بعد وہ کبھی کبھی حضرت جنیدؒ کی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ اور ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا تھا۔ جب حضرتِ جنیدؒ کا انتقال ہو گیا، ایک دفعہ وہ پرندہ آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت جنید بغدادیؒ انتقال فرما گئے ہیں، تو وہ بھی تڑپ تڑپ کر زمین پر گر پڑا، اور آن کی آن میں جان دیدی۔۔! (نزہۃ المجالس ص۱۵۷ جلد ۱)

(۱۳) حضرت داؤد علیہ السلام اور ایک مینڈک

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک مینڈک کو دیکھا، جو محویت کے عالم میں اپنے اللہ کو یاد کر رہا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے پوچھا تم کب سے اس عالم میں ہو۔ تو وہ بولا، اے اللہ کے نبی! میں متواتر ستر برس سے اسی عالم میں یونہی ذکر الٰہی میں محو ہوں۔ اور اس عرصہ میں کبھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہوا۔ اب پورے دس روز سے میں نے صرف دو مقدس کلموں میں محویت کی وجہ سے کوئی چیز نہیں کھائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا وہ دو کلمے کون سے ہیں۔ وہ بولا یَا مُسَبَّحًا بِكُلِّ لِسَانٍ وَمَذْكُوْرًا فِيْ كُلِّ مَكَانٍ ؂ اے ہر زبان میں پاکی بیان کئے گئے اور ہر مکان میں ذکر کئے گئے۔

(۱۴) ایک بزرگ کی حکایت

صاحب نزہۃ المجالس نے ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کی جب یہ آیت پڑھی۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵) یعنی ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، تو ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر ان چیزوں کی آواز ہمیں کیوں سنائی نہیں دیتی۔ یہ خیال آتے ہی انہیں پیشاب کی حاجت ہوئی - اور وہ لوٹے کی طرف لپکے، تو لوٹے سے آواز آنے لگی، اللہ اللہ اللہ - انہوں نے جو اللہ کا نام سُنا تو شرما گئے۔ کہ ذکر الٰہی کرنے والے اس لوٹے کو بیت الخلا میں لے جاؤں یہ بے ادبی ہے - پھر ڈھیلا اٹھانے بڑھے تو سب ڈھیلوں سے آواز آرہی تھی اللہ اللہ اللہ اب وہ حیران ہوئے، کہ ان ڈھیلوں کو بھی بیت الخلا میں کیسے لے جا سکتا ہوں۔

الغرض وہ جس طرف بڑھتے ہر چیز سے اللہ اللہ کا ورد سُنتے، بڑے حیران ہوئے کہ کیا کروں؟ اتنے میں ہاتف کی آواز آئی کہ کچھ سمجھے کہ ہم ان چیزوں کی آواز تمہارے کانوں کو اسی لئے نہیں سننے دیتے تاکہ تمہارے کاروبار نہ رک جائیں، وہ بزرگ فوراً سجدے میں گر گئے اور اپنے خطرۂ دل کی معافی مانگی - (نزہتہ المجالس صفحہ جلد ۱)

الغرض - یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ کے ذکر میں مشغول ہے، ایک اردو شاعر لکھتا ہے۔

ے گلستان میں گلوں کے کان میں آواز ہے تیری
تیرا ذکر خفی کرتا ہے ہر پتہ زبان ہو کر

۱۵- ایک پرندہ کی یادِ خُدا میں مشغولی

ایک روز حضرت موسٰی علیہ السلام جنگل میں چلے جا رہے تھے، دیکھا کہ ایک درخت کی ڈال پر ایک پرندہ ذکر خدا میں مشغول ہے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے

اس پرندہ سے پوچھا کہ اے پرندے تو اس درخت پر کتنے عرصہ سے خدا تعالےٰ کا ذکر کر رہا ہے ؟ اس نے عرض کی، یا نبی اللہ چالیس برس ہو گئے ہیں، اسی شاخ پر بیٹھا ذکرِ حق کر رہا ہوں، آپؑ نے فرمایا، اس عرصہ میں تجھ کو کوئی خواہش ہوئی ہے یا نہیں ؟ کہا صرف ایک بات کو میرا جی چاہتا ہے ، وہ یہ ہے کہ اپنی چونچ پانی میں تر کرتا۔ حضرت موسےٰؑ نے فرمایا تیرے نیچے دریا جاری ہے، کیوں نہیں سیراب ہوتا۔ کہا کہ میں ایسا ذکرِ خدا میں محو ہوں کہ مجھ کو اس پانی کی خبر بھی نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ڈرتا ہوں کہ ذکر چھوڑ کر پانی پینے میں مشغول ہو جاؤں اور موت آجائے اس لئے پانی نہیں پی سکتا۔

سبحان اللہ! جانور ذکرِ خدا میں کیسے مشغول ہیں، اور ہم لوگ جن پر ذکر خدا واجب اور فرض ہے وہ غافل ہیں۔

(۱۶) امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

فرماتے ہیں، یعنی کوئی اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچتا مگر ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنے سے

(۱۷) حضرت سہل بن سعدؓ

فرماتے ہیں حضرت مجاہدؓ نے ذکرِ کثیر کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرنے والا تب کہلاتا ہے، جب کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر وقت اللہ کو یاد کرتا رہے۔

(۱۸) بلاشک اللہ تعالیٰ کا ذکر سب بلاؤں کو رد کرتا ہے

حکایات الصالحین میں حامد اسود رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا میں ایک مرتبہ ابراہیم خواص رحؒ کے ہمراہ سفر میں تھا، اتفاقاً سانپوں کے جنگل میں پہنچے، میں نے کہا، یہاں سے جلد نکل چلو، ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے، اور سانپوں میں گھیرے جائیں، ابراہیم خواص رحؒ نے یہ سنتے ہی وہیں بستر اکر دیا۔ میں بھی مجبور ہو کر پڑ رہا، رات کو چاروں طرف سے سانپوں نے گھیر لیا۔ میں نے ڈر کر کہا سانپ سانپ - ابراہیم خواص رحؒ نے فرمایا، چپ رہ، خدا کی یاد میں لگا رہ۔ پس میں نے ذکر شروع کیا اور سانپوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ پھر میں نیند کی غفلت سے ذرا سا غافل ہو گیا، یکایک سانپوں نے پھر گھیر لیا۔ ذکر چاہا کر بھاگوں ابراہیم خواص رحؒ نے جھڑک دیا اور فرمایا - اللہ کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔ غرض اس دُکھ سُکھ سے رات گذاری۔ صبح کو جب چلنے کا ارادہ کیا - ابراہیم خواص رحؒ کا جائے نماز اٹھایا، تو ایک کالا سانپ نیچے تھا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا - آپ نے فرمایا، تو کیوں تعجب کرتا ہے، ابھی لڑکپن کی بو تجھ میں ہے۔ رات کو جو ہم فضل الٰہی سے محفوظ رہے، تو کچھ اچنبا نہ تھا۔ بلاشک اللہ تعالیٰ کا ذکر سب بلاؤں کو رد کرتا ہے۔

(۱۹) ذکر کرنے کا نتیجہ

سید علی بن میمون رحؒ مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوان رحؒ جو کہ ایک

بہت بڑے عالم اور مفتی تھے۔ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحب کی ان پر خصوصی توجہ ہوئی، تو ان کو سارے مشاغل درس و تدریس فتویٰ وغیرہ سے روک دیا، اور سارا وقت ذکر اللہ میں مشغول کر دیا۔

عوام کا تو کام ہی اعتراض کرنا اور گالیاں دینا ہے، تو لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا۔ اور شیخ کو ضائع کر دیا، وغیرہ وغیرہ کچھ دنوں کے بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ کسی وقت شیخ کلام پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ سید صاحب نے اس کو بھی منع کر دیا۔ پھر تو پوچھنا ہی کیا سید صاحب پر زندیقی اور بد دینی کا الزام لگنے لگا۔ لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر غالب ہو گیا اور دل رنگا گیا، تو سید صاحب نے فرمایا، کہ اب تلاوت شروع کر دو، کلام پاک جو کھولا۔ تو ہر لفظ پر دہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا، سید صاحب نے فرمایا، کہ میں نے یونہی تلاوت کو منع نہیں کیا تھا، بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

(۲۰) حکیم ترمذی کا قول

فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے، تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہو جاتے ہیں۔ طاعت سے رک جاتے ہیں۔ اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے، جیسے کہ خشک لکڑی جھکانے سے نہیں جھکتی صرف کاٹ کر جلانے کے کام کی رہ جاتی ہے

(۲۱) وہ بھی مجھے یاد کرتا ہے

علامہ امام غزالیؒ کی کتاب احیاء علوم الدین میں ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جب وقت میرا پروردگار مجھے یاد کرتا ہے، لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا، یہ آپ کیسے جانتے ہیں، انہوں نے کہا جب میں اُسے یاد کرتا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد کرتا ہے۔

(۲۲) حضرت سُفیان ثوریؒ کا ارشاد

فرمایا ہر چیز کے لئے ایک عذاب ہے۔ عارف کا عذاب اللہ تعالےٰ کے ذکر سے دُور ہو جانا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب دل میں یادِ الٰہی متمکنؔ ہو جاتی ہے اور شیطان اس کے قریب آتا ہے تو بے ہوش ہو جاتا ہے (جس طرح انسان کے قریب جن آتا ہے تو انسان بے ہوش ہو جاتا ہے) اس وقت دوسرے شیطان پوچھتے ہیں، اس کو کیا ہو گیا۔ جواب ملتا ہے، اس کو انسان کا سایہ ہو گیا ہے، یعنی انسان کے چھونے سے یہ بیہوش ہو گیا ہے۔

(۲۳) حضرت رومی رحمتہ اللہ علیہ

یادِ اُو سرمایۂ ایمان بود ہر گدا از یادِ اُو سلطان بود

ؔ پوری طرح سمانا

یادِ حق آمد غذا ایں روح را　　　مرہم آمد ایں دلِ مجروح را

تشریح شعر ۱:- حق تعالےٰ شانہٗ کی یاد ہی ایمان کا کل سرمایہ ہے، یعنی حاصل ایمان ہے، اور ان کی یاد میں ایسی لذت ہے کہ ہر گدا ان کی یاد کی برکت سے بادشاہ بلکہ رشکِ سلاطین ہو جاتا ہے ؎

جو ان کی یاد میں بیٹھے ہر اک سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیمانؑ تھا

جس وقت بندہ کسی چٹائی پہ اپنے اللہ کا نام پاک لیتا ہے تو اس وقت اس کی وہ چٹائی یا بوریا بادشاہوں کے تخت کے لئے قابلِ رشک ہے ؎

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

شعر ۲:- مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ کی یاد روحِ انسانی کی اصل غذا ہے، اور قلب مجروح یعنی عشق حق سے زخمی دل کے لئے یادِ حق بمنزلہ مرہم ہے، کیونکہ عاشق کو اپنے محبوب کے ذکر ہی سے سکون ملتا ہے۔

بات یہ ہے کہ انسان کو حق تعالےٰ نے اپنی ذات پاک کا خلقتہً وفطرۃً عاشق پیدا فرمایا ہے۔ یعنی ہر انسان مرتبہ فطرت انسانیت میں عاشقِ حق ہے۔ حق تعالےٰ نے اس دعوےٰ پہ ایک دلیل مثبت قرآن پاک میں ارشاد فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ہ اے

ہمارے بندو تو رب سن لو کہ تمہارے سینوں میں جو قلوب رکھے گئے ہیں ان کو سکون اور چین صرف ہماری یاد سے ہی مل سکتا ہے، ہم تمہارے اور تمہارے قلوب کے خالق ہیں، ہم نے تمہارے سینوں میں ایک ایسا مضغہ لحمیہ یعنی گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا ہے، جس کی غذا صرف ہماری یاد ہے۔

نہ بیٹوں سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

(۲۴) مولانا کاندھلوی کا شعر

نام او چوں بر زبانم می رود ہر بُن مو از عسل جوئے شود

جب حق تعالیٰ کا نام پاک زبان پہ جاری ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے نام کی شیرینی اور مٹھاس ایسی محسوس ہوتی ہے، گویا میرے جسم کے ہر بال کے سوراخ سے شہد کی نہریں جاری ہو گئیں۔

(۲۵) ہمارا اللہ کہنا لبیک خدا ہے

ایک صوفی درویش ایک رات بہت ہی اخلاص سے اللہ تعالیٰ کا نام لے رہا تھا، حتیٰ کہ اس پرخلوص ذکر سے اس کے لب شیریں ہو گئے۔

شیطان نے کہا، اے صوفی خاموش بھی ہو تو بے فائدہ ذکر کی کثرت کر رہا ہے اللہ کی طرف سے تو کوئی جواب تجھے ملتا نہیں، پھر یکطرفہ محبت کی پینگ بڑھانے سے کیا فائدہ؟ شیطان کی ان پرفریب باتوں سے یہ صوفی شکستہ دل

اور افسردہ ہو کر سو گیا۔ اور ذکر کو ملتوی کر دیا۔

خواب میں دیکھتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور دریافت کر رہے ہے کہ ذکر سے کیوں غفلت کی؟ صوفی نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لبیک کی آواز نہیں آتی، جس سے دل میں خیال آیا کہ ہمارا ذکر قبول نہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو اللہ تعالےٰ نے پیغام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میرے اس بندہ کو کہہ دو۔

اے بندہ تیرا اللہ کہنا ہی میرا لبیک ہے، یعنی جب تیرا پہلا اللہ کہنا منظور و قبول ہو جاتا ہے تب دوسری بار تجھے اللہ کہنے کی توفیق ہوتی ہے، پس یہ دوسری بار اللہ کہنا میری طرف سے لبیک ہے، اور اے بندہ! تیرا یہ نیاز اور میرے عشق میں یہ سوز و درد سب میرا پیغام ہے۔ اور اے بندہ! میری محبت میں تیری یہ تدبیریں اور ذکر و شغل اور محنتیں سب ہماری طرف سے جذب و کشش کا عکس ہیں، کسی نے خوب کہا ہے ؎

میری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

اے بندہ! تیرا خوف اور تیرا عشق میری ذات سے میرا ہی انعام ہے، اور میری مہربانی و محبت کی کشش ہے اور تیرے ہر بار یارب یا اللہ کی پکار میں میرا لبیک بھی شامل ہے، یعنی جب تو یا اللہ کہتا ہے، تو میری یہ آواز بھی وہیں موجود ہے کہ حاضر ہوں، اے میرے بندہ (فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ)

۱؎ غمگین۔

جاہل کی جان اس ذکر و دعا سے محروم ہے۔ اور اس کو یارب یارب کہنے کی توفیق ہی نہیں۔ (ترجمہ از اشعار مثنوی شریف)

ف:۔ ذاکرین کے لئے اس حکایت میں بڑی خوشخبری ہے۔ پس ذکر کے وقت یہ تصور بھی رکھا جائے کہ ہمارا پہلا اللہ کہنا قبول ہوتا ہے جب ہماری زبان سے دوبارہ اللہ نکلتا ہے اور یہی دوبارہ اللہ نکلنا پہلے اللہ کہنے کی قبولیت کی علامت ہے۔

ارشادات حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) کثرتِ ذکر:۔ حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ مسکین پوری کھیت میں ہل چلاتے ہوئے اسم ذات کا ذکر بھی کرتے رہتے تھے اور تسبیح پر اس کو شمار کرتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کام ختم کرنے پر ذکر کا شمار اسی ہزار مرتبہ ہوا۔

۲۷۔ فرامین

فرمایا:۔ ایک روز بہت لوگوں کو ذکر بتایا، اور توبہ کرائی، تو رات کو شیطان خواب میں کہنے لگا، تجھے مجھ سے ایسی کیا دشمنی ہے، کہ جو تو میرے بہت سے مرید چھین لئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں انشاء اللہ تیرے پھندے سے اور بہت سے آدمی نکالوں گا۔

فرمایا:۔ ابتداء میں ذاکر کو بہ نسبت درود شریف کے اسم ذات (یعنی اللہ)

کی کثرت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ درود شریف کا مزاج سرد اور اسم ذات کا گرم ہے۔
اور مبتدی کے لئے اسم ذات کے عشق کی گرمی ہی مطلوب ہے۔

فرمایا:۔ سالک پر بعض اوقات وساوس و خطرات کا ہجوم ہوا کرتا ہے۔
اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ مکھیاں گڑ پر اکٹھی ہوتی ہیں اور چیونٹیاں گھی پر۔ اور
شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا شکار ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے، اس کو اپنی قید میں
رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ اور ذکر کی لعمت یعنی اطمینان قلبی کو
روکتا ہے۔

فرمایا:۔ ذکر قلبی زیادہ کیا کرو۔ ہاتھ کار وَل، دل یار وَل۔ یہ جہان فانی ہے،
اللہ تعالٰی کا نام ہی کام آئے گا، اور بس۔

فرمایا:۔ ذکر کی کامیابی میں دیر لگنے سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے، بعض سالکوں
پر بڑی محنت کے بعد فیضان ہوا ہے۔ ؎

او حدے شصت سال سختی دید | تا شبے روئے نیک بختی دید

ترجمہ:۔ اس نے ساٹھ سال تک سختی دیکھی | پھر کہیں اس نے نیک بختی کا منہ دیکھا۔

فرمایا:۔ قضائے حاجت کے وقت بھی ذکر سے غافل نہ رہنا چاہیئے، مگر اس
وقت ذکر خیالی ہو، زبان سے نہ ہو۔

فرمایا:۔ ذکر کثرت سے کیا کرو۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
ایک جگہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ اور کہیں وَلَذِكْرُ اللّٰهِ
اَكْبَرُ۔ آیا ہے، اس میں باوضو رہنے کی بھی شرط نہیں ہے۔ خیال سے بے ریا
ہر وقت ذکر ہونا چاہیئے۔ کوئی لحظہ غفلت میں نہ گذرے۔ آیت لَا تُلْهِيْهِمْ

تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ - ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اتری ہے، دل بیار دست بکار - ظاہر با خلق باطن با خالق ہونا چاہیئے ۔

از دروں شو آشنا واز بیروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

ترجمہ: اپنے باطن کے متعلق باخبر اور باہر کی چیزوں سے بے خبر بن جا ... یہ بہتر خصلت زمانے میں بہت کم پائی جاتی ہے ۔

فرمایا: مستعد طالب اگرچہ دور بیٹھا ہو شیخ کی توجہ اس کی طرف بجلی کی طرح جاتی ہے، بشرطیکہ طالب کے دل میں شیخ کی محبت ہو، فرمایا جب ذکر سیکھا ہے تو اس پر عمل کرو، کیمیا کا نسخہ صرف سیکھنے سے کیمیا گر نہیں بنتا، ارشاد باری تعالےٰ ہے ۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا - دوسری جگہ ارشاد ہے ۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ۔ بندہ کی یاد کرنے پر اپنی یاد کو موقوف رکھا ہے ۔

فرمایا: بعض آدمی چند روز اللہ اللہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا - اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو علم ہے، محنت سے اور مدت تک اسم ذات پر مداومت کرنے سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے، فنا سے پہلے تو اس علم کی ابجد ہے - الف، با، تا پڑھنے والے کو کیا علم ہے ۔

فرمایا: کبھی توجہ کے وقت فیضانِ الٰہی، لطائف سے ایسا جوش مارتا اور ابلتا ہے، گویا سوڈے کی بوتل کا منہ کھل گیا ہے ۔

فرمایا - اگر اسم ذات کی کثرت سے نوافل کے پڑھنے میں فرق آتا ہو تو نفلیں

ترک کر دینی چاہئیں ۔ فائدہ اسی میں ہے ۔

فرمایا۔ اسم ذات ہی اسم اعظم ہے ۔

فرمایا ۔ اولیاءاللہ ذکر کے واسطے اس لئے زور لگاتے ہیں، کہ اس میں دوام اور بقا ہے ۔

فرمایا:۔ ایک مرتبہ میرے پاس کیمیا دریافت کرنے والا آیا، میں نے کہا کہ میری کیمیا تو اسم ذات ہے ۔ اگر سیکھنا چاہے تو سیکھ لے ۔

فرمایا:۔ فیض باطنی کا ایسا اثر ہوتا ہے ، ایک مرتبہ سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالئے عنہ کے کان میں آہستہ سے اللہ اللہ اللہ تین مرتبہ کہا ، جس کے اثر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سینہ بھر گیا اور جب ضبط کی تاب نہ لا سکے تو کنویں پر جا کر اللہ اللہ کا نعرہ مارا ، تب کہیں جی کچھ ٹھنڈا ہوا ، مگر کنویں کا پانی اس اثر سے ابلنے اور باہر نکلنے لگا ۔

فرمایا:۔ جملہ زبانی وظائف بند ہو جائیں گے ، مگر جب دل زندہ ہو گیا تو پھر زندہ ہی رہے گا ۔ واقعی ذکر بڑی عمدہ چیز ہے ، جو لذت پاتا ہے وہی اس کی قدر جانتا ہے ۔

فرمایا:۔ ہماری جماعت پر ذکر قلبی کی وجہ سے پاک ارواح کا نزول ہوتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ، پاک روحیں اپنی غذا پاتی ہیں ، ان کی غذا اللہ تعالئے کا ذکر ہے ۔ جب گڑ پر مکھیاں اور گھی پر چیونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں ، تو روحوں کا اپنی غذا پر آنا کیا بعید ہے ۔

فرمایا:۔ میں تو ذکر ہر ایک کو بتا دیتا ہوں ، ہندوؤں کو بھی بتانے سے گریز

نہیں کرتا۔ تاکہ ان کو اسلام کی قدر معلوم ہو۔

فرمایا:- مسلمانو! تم ہاتھ پاؤں آنکھ، کان، ناک جملہ اعضاء سے کام لیتے ہو مگر افسوس دل کو بیکار چھوڑ رکھا ہے، اس کو اللہ تعالےٰ کی یاد سے زندہ اور ہوشیار نہیں کرتے۔

فرمایا:- من نمیگویم انا الحق یار می گوید بگو چوں نمی گویم مرا دلدار میگوید بگو

ترجمہ:- انا الحق میں نہیں کہتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہہ۔ جب میں نہیں کہتا تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو کہہ جب کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر درخت سے یہ آواز سنی۔ اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا۔ تو اگر انسان جو مرأۃ الرحمٰن ہے، اس سے انا الحق، یا سبحانی ما اعظم شانی غلبۂ حال کے وقت ظاہر ہو تو کیا عجیب ہے، دراصل وہ خدا تعالےٰ ہی کا کلام ہوتا ہے جو انسان کی زبان سے نکل رہا ہے، جس شخص پر جن کا اثر ہوتا، بظاہر تو آدمی بولتا نظر آتا ہے لیکن درحقیقت وہ جن کا کلام ہوتا ہے۔ یارو اللہ تعالےٰ کے علم تک رسائی بہت مشکل ہے۔

فرمایا:- حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت اللہ کا نام لینے والے کو مٹھائی دیتے پھر ایسا وقت کہ اس کو مارتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی، کہ ابتدا میں عاشق کو معشوق کا نام پیارا لگتا ہے، اس لئے اس کا نام لینے والا بھی اچھا لگتا ہے، اور جب عاشق پختہ ہوجاتا ہے تو غیرت آتی ہے، اور دوسرے کی شرکت اچھی نہیں لگتی۔ جس پر حقیقت محمدی کا غلبہ ہوتا ہے، وہ غالب رہتا ہے، اور جس پر حقائق الحقائق کا پرتو پڑتا ہے، محبت اس پر غالب آجاتی ہے۔

(۴۰) تین سالہ بچی کا قلب جاری ہونا

حیات فضلیہ کے مؤلف نے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے روبرو مسکین پور شریف میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرتؒ کے ایک رفیق کی زبانی یوں سُنا کہ اس کی ایک تین سالہ لڑکی تھی، اس کو گود میں لے کر حضرت کے سامنے مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ اس لڑکی پر حضرتؒ کی توجہ پڑ گئی، اور قلب جاری ہو گیا۔ رات کو والد کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتی اور اللہ اللہ کرتی ۔ قضائے الٰہی سے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئی ۔ تمام بدن ٹھنڈا ہو گیا، لیکن دل گرم اور متحرک تھا، کفن کا کپڑا دل کی جگہ سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا۔ بہت سے بدعقیدہ دنیادار اس واقعہ کو دیکھ کر حضرتؒ کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ (حیاتِ فضلیہ)

(۴۱) وہابی مولوی

آپ نے فرمایا اب تو وہابی مولوی میرے بہت رفیق ہیں، الحمدللہ بڑے مؤدب اور ذکر سے بھی فیضیاب ہیں - اور اس حد تک ادب کرتے ہیں کہ فقیر پور میں لنگر خانہ کے صحن میں جوتا اتار کر ننگے پاؤں چلتے پھرتے ہیں - اور مولوی نذیر احمد احمد پوری ایک دن عین حالتِ جذبہ میں مولوی بشیر احمد احمد پوری سے کہتا تھا - ارے بھائی ادھر آ، آج تک تو وہابیت کا مزہ چکھتے رہے ، اب کچھ یہ چاشنی بھی چکھیں۔

ارشادات حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ختم ہوئے

دن رات خواب و خورش اور دنیوی ساز و سامان میں لگے رہنا طفولیت ہے، مردانِ خدا کی طرح یادِ خدا میں وقت صرف کرنا چاہیئے، اور یہ شعر پڑھا ؎

فرمایا:

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت — مزاج تو از حالِ طفلی نہ گشت

ترجمہ:- اے عزیز تیری عمر چالیس سال گزر گئی ہے — لیکن ابھی تک تیرا بچوں والا مزاج گیا نہیں۔

(۲۸) ذکرِ الٰہی بڑی نعمت ہے

ایک دفعہ حضرت قبلہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مسکین پوری بیٹ واہی تشریف لے گئے۔ وہاں مسلمانوں کا عام اجتماع ہو گیا، اس وقت حضرتؒ نے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرمائی، مسلمانو! ذکرِ الٰہی بڑی نعمت ہے یہ چیز قبر میں بھی ساتھ دے گی اور قیامت کے دن بھی ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(۲۹) حکایت

اور اس پر حکایت سنائی کہ ایک سیدزادی اور ایک ملانی دونوں میں محبت تھی اور دونوں ہی اہلِ ذکر تھیں، آپس میں یہ معاہدہ ہوا کہ جو پہلے مر جائے، دوسری دفن کے وقت اس کی قبر میں اترے۔ قضائے الٰہی سے سیدزادی پہلے فوت ہو گئی، ملانی حسبِ وعدہ دفن کے وقت پہنچی، اور اس کا حال دیکھا کہ سیدزادی کا قلب بڑے زور سے اللہ اللہ کر رہا تھا۔

(۴۲) ایک مجذوبہ کا جل کر راکھ ہو جانا

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجذوبہ عورت کو سر برہنہ دیکھ کر فرمایا "سر برہنہ میروی" مجذوبہ نے جواب دیا "گل برہنہ مے باشد" حضرت نے فرمایا "خلق رامی فریبی" اس نے کہا "دل را مے فریبم"۔ مجذوبہ کا یہ عاشقانہ اور مستانہ کلام سُن کر حضرت شبلیؒ کی زبان مبارک سے بے اختیار لفظ اللہ نکلا۔ وہ مجذوبہ اسم ذات کے سنتے ہی جل کر راکھ ہو گئی۔ حضرت شبلیؒ کو اس واقعہ سے سخت رنج ہُوا، اور اپنے نفس کو ملامت کی، کہ کم بخت تو عشق الٰہی میں اس عورت جیسا بھی نہ بنا۔ پھر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ خدا، اس نعمت سے مجھے کیوں محروم رکھا۔ فرمان ہوا کہ شبلی! ہم نے تجھے رہبر خلق بنایا ہے۔ اگر تو بھی ایسا ہوتا، تو مخلوق تجھ سے کس طرح فیضیاب ہوتی۔ یہ عورت جب سے پیدا ہوئی ہے، اس نے ایک دفعہ میرے ایک بندے سے اللہ کا نام سُنا، تو حُسن و جمال دے دیا۔ اور دوسری دفعہ تجھ سے میرا نام سُنا تو جان دیدی۔

(۴۳) فرشتوں کو کوئی جواب نہ آیا

حکایت:۔ ایک بزرگ کو ان کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا قبر میں آپ پر کیا گذری؟ انہوں نے جواب دیا، جب منکر نکیر نے مَنْ رَّبُّکَ

لے ننگا ہے تو ننگا سر جاتی ہے ۔ پھول برہنہ یعنی ننگا ہوتا ہے ۔ تو خلق کو دھوکہ دیتی ہے ۔ میں دل کو دھوکہ دیتی ہوں۔

کہا، تو مَیں نے ان کو پکڑ لیا، اور کہا، تم آسمان کی بلندی سے اُترے اور اللہ تعالیٰ کو نہ بھولے، مَیں ایک گز نیچے آکر بھول جاؤں گا۔ ابھی تک تمہاری بدگمانی اولادِ آدم سے بحالہ باقی ہے۔ فرشتوں کو کوئی جواب نہ بن آیا، اور ان کو پیچھا چھڑانا دشوار ہو گیا۔

فقیری سیکھنے کو تو ہر کوئی سیکھتا ہے۔ مگر یہ رتبے انہی کو ملتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ عنایت فرمائے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

گھڑے بھرن سہیلیاں رنگ رنگ گھڑے　　بھریا اُنہا جا نیئے جہدا توڑ چڑھے

(مقامات فضلیہ)

(۳۴) حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا استغراق

آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا، کہ ایک مرید بیس سال سے مسلسل آپ کی خدمت کر رہا تھا، آپ روزانہ اس کو بلاتے اور نام دریافت کرتے، آخر کار اس نے عرض کی، مَیں بیس سال سے آپ کی خدمت میں ہوں، آپ ہر روز میرا نام دریافت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، کہ مَیں مذاق نہیں کرتا۔ جب سے اللہ کا نام دل میں آیا ہے تمام نام بھول گئے ہیں۔ اس لئے روزانہ تیرا نام پوچھ لیتا ہوں اور بھول جاتا ہوں۔

(۳۵) سفرِ آخرت

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ، اللہ اللہ بہت کیا کرتے تھے، اور جب آپ پر سکرات الموت طاری ہوئی، اس وقت بھی آپ اللہ اللہ فرمانے لگے، اور

کہا یارب میں نے آج تک غفلت سے اللہ اللہ کی ہے، اب تو آخری وقت
ہے، نہ معلوم کب تیری حضوری حاصل ہو گی۔ یہ کلمات آپ کی زبان پر تھے
کہ جان بحق تسلیم ہوئی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

(۳۶) آخری وقت

حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ رح جو اس وقت
حضرت رح کے پاس تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ آخری وقت پر حضور سیدنا غوث
پاک رح کی زبان پر اللہ اللہ اللہ تھا، اس کے ساتھ ہی آپ کی آواز پست ہو گئی اور
آپ کی روح پاک قفس عنصری سے علیین کو پرواز کر گئی۔ انّا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳۷) میرا معشوق تو صرف اللہ ہی اللہ ہے

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، میرا نہ تن ہے نہ دل ہے
اور نہ زبان، چونکہ ان تینوں چیزوں پر اللہ ہی اللہ ہے۔ میرے لئے نہ دنیا ہے نہ
آخرت میرا معشوق تو صرف اللہ ہی اللہ ہے۔

(۳۸) حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

جب سالک ذکر کثیر سے متصف[1] ہو جاتا ہے اور اس حال میں اس کا ایک
دن کا ذکر دوسرے کے ایک سال بھر کے ذکر کے برابر ہوتا ہے (سبحان اللہ)

---

[1] صفت رکھنے والا۔

(۳۹) دل کو ذکر اللہ میں مشغول رکھو

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ہاتھوں سے کام کرو، پاؤں سے چلو پھرو، اور آنکھوں سے دیکھو، مگر دل کو ذکر اللہ میں مشغول رکھو، نیز فرمایا، جو آدمی ذکر سے غافل ہو جائے اس کا دل مردہ اور پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ اور وہ مغضوب الٰہی ہو کر عوام کالانعام[1] کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۴۰) عوام کا دل تسبیح و ثنا سے آرام پکڑتا ہے

علامہ حسین واعظ کاشفی تفسیر حسینی میں لکھتے ہیں۔

درحقائق آرام دلے عوام لتسبیح و ثنا باشد و اطمینان دلے خاص لصفات اعلیٰ و آرام دلے علمائے ربانی بحقائق اسمائے حسنہ اما دلے موصداں آرام نیابد۔ اِلَّا بِمُشَاهَدَةٍ لِقَاءَ وَهُوَ الْمَقْصَدُ الْاَعْلٰی۔ (تفسیر حسینی جلد اول ص ۳۵۲)

حقائق میں لکھا ہے، کہ عوام کا دل تسبیح و ثنا سے آرام پکڑتا ہے، اور خواص کا دل صفات الٰہی سے آرام پکڑتا ہے۔ اور علمائے ربانی کے قلوب اسمائے حسنہ کے حقائق سے آرام پکڑتے ہیں۔ لیکن موحدین کے قلوب کو مشاہدہ دیدار کے سوا آرام نہیں آتا، اور یہی اعلیٰ مقصد ہے۔

---

[1] چوپایوں کی مانند۔

(۴۱) زبانی ذکر

تفسیر خازن میں ہے۔ وَاِذَا کَانَ الذِّکْرُ بِاللِّسَانِ عَادِیًا عَنِ الذِّکْرِ بِالْقَلْبِ کَانَ عَدِیْمَ الْفَائِدَۃِ لِاَنَّ فَائِدَۃَ الذِّکْرِ حُضُوْرُ الْقَلْبِ وَاسْتِشْعَارُ عَظْمَۃِ الْمَذْکُوْرِ اھ (تفسیر خازن جلد دوم صـ۲۴۳)

جب زبانی ذکر قلبی ذکر سے خالی ہوگا۔ تو وہ بے سود ہوگا۔ اس وجہ سے کہ ذکر کا فائدہ حضورِ قلب اور مذکور کی عظمت کا شعور ہے۔

(۴۲) ذاکر کی تعریف

حضرت محبوب سبحانی غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ کَانَ ذَاکِرًا لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ الذَّاکِرُ وَمَنْ لَّمْ یَذْکُرْہُ بِقَلْبِہٖ فَلَیْسَ بِذَاکِرٍ ؛ اَللِّسَانُ غُلَامُ الْقَلْبِ وَتَبَعٌ لَّہٗ۔

ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے، اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ ذاکر نہیں، زبان تو قلب کی غلام ہے۔

(۴۳) عام لوگ زبان کا ذکر کرتے ہیں

حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عام را نبود بجز ذکر زبان ذکر خاصاں باشد از دل بیگماں

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

آپ فرماتے ہیں، عام لوگ زبان کا ذکر کرتے اور خاص لوگ دل کا ذکر کرتے ہیں اور خاص الخاص لوگ باطن کا کرتے ہیں، اور جو کوئی ذاکر نہیں وہ نقصان والوں میں سے

(۴۴) حضرت خواجہ علاؤالدین غجدوانیؒ

فرمایا جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مجھے اتنے وقت کے لئے ذکر اللہ سے غفلت نہیں ہوئی، جتنا کہ چڑیا پانی میں اپنی چونچ ڈبولے، نہ حالت بیداری میں، نہ حالتِ خواب میں۔ (رشحات صد ۹۳ حسین واعظ کاشفی)

انسان کو چاہیئے کہ دل سے ہزار دفعہ اللہ تعالےٰ کا نام اور زبان سے ایک دفعہ اللہ کہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہے، لوگ ہزاروں لاکھوں دفعہ اللہ اللہ کرتے ہیں، انگلیاں تسبیح کے دانے اور منکے پھیرتے پھیرتے تھک جاتی ہیں، اور تسبیح کے دھاگے ٹوٹ جاتے ہیں، لیکن دل کو آگاہی اور خبر بھی نہیں ہوتی، جیسا کہ میر صاحبؒ فرماتے ہیں

ہر چند کہ طاعت میں ہوا ہے تو پیر — یہ بات میری سن، کہ نہیں بے تاثیر
تسبیح بکف پھرنے سے کیا کام چلے — منکے کی طرح من نہ پھرے جب تک میر

(۴۵) حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

جب قلب اللہ تعالےٰ کے ذکر پر مداومت کرتا ہے پھر اسے معرفت حاصل ہوتی ہے اور توکل نصیب ہوتا ہے، دائمی ذکر دنیا و آخرت دائمی خیر کا باعث ہے، جب قلب صحیح ہوتا ہے تو دائمی ذکر ہو جاتا ہے اور اس وقت بھی اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے، جب انسان کی آنکھیں سوتی ہیں۔

(۴۶) دل کا ایک دفعہ اور زبان کا ستر ہزار دفعہ ذکر کرنا

جب ذاکر کا قلب ذکر اللہ سے گویا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ذکر کبھی تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو بدن کا ذرہ ذرہ اور ذاکر کے جسم پر ہر بال حرکت میں آکر صاف طور پر حروف اور بلند آواز سے اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے، جسے ذاکر ہوش اور بیداری کی حالت میں کانوں سے سنتا ہے۔ اس لئے ذکر قلبی میں وجود کے تمام اعضاء و ذرات اور بالوں کی شمولیت کے سبب یہ ذکر ظاہری زبان کے ذکر سے درجے اور ثواب میں ستر ہزار گنا ہوتا ہے۔

اگر روئے زمین کے لوگوں کے بدنی اعمال کو یکجا کیا جائے تو وہ ذاکر قلبی کے ایک دفعہ کے ذکر کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتے اسواسطے کہا گیا ہے۔

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ۔

یعنی ذاکر قلبی کے ایک دم کا صحیح فکر تمام جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔

طالب مولیٰ کو چاہیئے کہ ہر وقت ذکر اللہ خاص کر تصورِ اسم ذات کے بہترین شغل کو دن رات جاری رکھے، کیونکہ آج کل دنیا میں صدق مقال اور اکل حلال نہیں رہا لوگوں میں سلف الصالحین کی طرح نیک اعمال اور سخت محنتوں اور مجاہدوں کی توفیق اور ہمت نہیں رہی۔ پابندیٔ صوم وصلوٰۃ اور ادائیگی حج وزکوٰۃ میں بھی بہت کمی اور کوتاہی آگئی ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ بھی محض ایک نمائشی مظاہرے کی صورت میں ادا ہو رہا ہے۔ اس لئے قحط الاعمال واحوال کے زمانے میں سب سے بہترین شغل تصورِ اسم ذات ہے، اس سے طالب بہت جلد کامیاب ہو جاتا ہے، طالب کو چاہیئے

کہ اپنی توجہ ہمیشہ الی اللہ رکھے۔ اللہ کے ذکر کے نور سے اپنے تمام وجود کو اس نور سے منور کرے۔

معلوم ہو کہ شرفِ انسانی جس سے اس کو اور مخلوقات پر فضیلت ہے، وہ استعداد و معرفت خدائے پاک ہے۔ اور یہی معرفت دنیا میں جمال و کمال انسان ہے اور آخرت میں اس کا ذخیرہ و سامان ہے اور یہ استعداد اور معرفت قلب کو حاصل ہوئی ہے اور کسی عضو کو نہیں ملی۔ کیونکہ خدا تعالٰے کے نزدیک ہونا اور اس کو پہچاننا اور اس کے کام آنا اور اس کی طرف دوڑنا یہ سب کام قلب ہی کا ہے۔ اور اشیائے حضوری کا مکاشفہ بھی اسی سے متعلق ہے۔

دوسرے اعضا اس کے آلات تابع اور خدمت گار ہیں۔ اور وہ ان سے اس طرح کام لیتا ہے، جیسے مالک غلام سے۔ یا حاکم رعیت سے یا کاریگر آلات سے۔ غرضیکہ اللہ تعالٰے کے نزدیک دل ہی مقبول ہے۔ اگر غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا تو اسی سے بازپرس ہوگی، اور اسی کو اوامر اور نواہی کا خطاب ہے۔ اور یہی قرب الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ پس اگر صفائی اور تزکیہ نصیب ہو گیا، تو فلاح کو پہنچا ہے اور اگر آلودگی میں پڑا رہا تو بدبختی کی علامت بن گیا۔ درحقیقت خدا تعالٰے کی اطاعت دل ہی کرتا ہے۔ اور اعضاء ظاہری میں صرف عبادت کے سبب نور پھیل جاتا ہے۔ اس کی مثال برتن کی سی ہے، اس میں سے وہی نکلتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔

(۴۷) قلب کے معانی

قلب کے دو معنی ہیں، اول تو وہ گوشت کا ٹکڑا لگا ہوا جو سینے کے بائیں جانب

ہے اس طرح کا قلب تو جانوروں میں بھی ہوتا ہے، بلکہ مردہ میں بھی موجود رہتا ہے
دوسرے معنی دل کے یہ ہیں، کہ وہ ایک لطیفۂ رُوحانی ربّانی ہے، جس کو قلب جسمانی سے تعلق ہے اور یہی لطیفہ اصل حقیقت انسانی کہلاتا ہے، اس کا تعلق جسمانی قلب سے اس طرح پر ہے جس طرح کان اور اس کی سماعت، آنکھ اور اس کی بصارت یا کاریگر کا تعلق اپنے ہتھیار سے ہوتا ہے۔

(۴۸) حدیث شریف میں آتا ہے

فرمایا حضور سیّد دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہے بے شک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔

ے دل کے بگاڑ سے ہی بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنبھال لیا وہ سنبھل گیا

(۴۹) قلبِ سلیم

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ؕ

ترجمہ:۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہ دیگی، مگر جو اللہ کے پاس سالم[۱] دل لیکر آیا (س الشعراء ۱۹)

---

[۱] سالم دل وہ ہے جس میں ایک اللہ تعالےٰ ہی سما ئے، اور باقی سب چیزیں دل سے نکل جائیں۔

(۵۰) مومن کا دل رحمٰن کا شیشہ ہے

حدیث :- حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا - قَلْبُ الْمُؤْمِنِ مِرْآۃُ الرَّحْمٰنِ - مومن کا دل آئینہ الٰہی ہے ۔

؎ اے درد کر تو آئینۂ دل کو پاک صاف
پھر ہر طرف نظارۂ حسن و جمال کر

؎ دل صاف ہو تو جلوہ گہہ یار کیوں نہ ہو
آئینہ ہو تو قابلِ دیدار کیوں نہ ہو

کسی صاحب باطن نے کیا خوب فرمایا ہے ۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است — دل گذرگاہ جلیل اکبر است

یعنی کسی مردِ کامل کا دل چونکہ مہبطِ انوارِ الٰہی ہے خدا کے جلوۂ نور کا مقام ہے اس لئے ایسے مبارک دل کا مل جانا ، حجِ اکبر ہے اور ایسا دل ہزار کعبہ سے بھی بہتر ہے ، کیونکہ کعبہ حضرت خلیل اللہ کی بنیاد ہے اور جو مومن کا دل ہے اس میں اللہ تعالےٰ کی آمد و رفت ہے ۔

(۵۱) حدیثِ قدسی

حضور سیّد دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔
لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ مُؤْمِنٍ

نہیں سما سکتی مجھ کو میری زمین اور نہ میرا آسمان، اور لیکن سما سکتا ہے، مجھ کو میرے بندہ مومن کا قلب۔ یعنی اگر میری طلب ہے مردِ حق کا دل دیکھ میں وہاں مل جاؤں گا۔

(۵۲) سلطان العارفین حضرت باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل دریا سمندروں ڈونگا تے کون دِلاں دیاں جانے ہُو
وِچے بیڑے وِچے جھیڑے وِچے ونج مہانے ہُو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ہُو
جو دل محرم ہووے باھو سو یرب پچھانے ہُو۔

(۵۳) حضرت خواجہ عزیزان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندے کے دل پر ایک دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ نظرِ رحمت فرماتا ہے۔

۵۴ حضرت خواجہ خواجگان پیر عبدالغفار المعروف پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لائے دلبر دل وچ ڈیرے
تیرے ویکھن دے وچ پھیرے

ایہا دل ہے محراب مصلّےٰ — ایہا دل ہے طُور تجلّےٰ
ایہا دل ہے عرش معلّےٰ — ہے دلبر اصلوں نیڑے

ہیں دل وِچ نور عیانے ایہا دل مکتب قرآنے
ہیں دل وِچ جملہ جہانے پیر ہودن بخت بھلیرے

(۵۵) حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں

مومن کا دل تو اللہ کا حرم (گھر) ہے۔ پس خدا کے حرم پر حرام ہے کہ اس میں غیر خدا داخل ہو۔

(۵۶) حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس میں غیر اللہ کو نہ رہنے دے، جو چیز اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہے وہ بُت ہے، ان بتوں کو توڑ ڈال، اور اس کے گھر کو پاک کر پھر گھر والا (اللہ تعالیٰ) وہاں آئے گا۔ معلوم ہوا، کہ جسم میں جو قیمتی پرزہ ہے وہ دل ہے۔ اس میں دونوں طرف سے اثر آرہا ہے، ایک رحمان کی طرف سے اور دوسرا شیطان کی طرف سے، اگر تُو نے اس کو بیکار نہ چھوڑا، ذکر سے اس کو ہوشیار اور جگا تا رہا پھر تو اللہ کی مہربانی شامل حال رہے گی، اگر ذکر سے دل کو غافل رکھا تو شیطان قبضہ کر جائے گا۔ جو تیرا خسران ہی ہوگا۔ شیطان کا قبضہ توڑنے کے لئے ہر وقت دل کے ذکر کی ضرورت ہے، تاکہ دل کبھی بھی ذکر سے خالی نہ ہو۔

؎ وہ دل سدا آباد ہے جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل رہا ویران ہے برباد ہے

۵۰ **شیخ المشائخ** حضرت خواجہ غریب نواز فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں صفائی باطن کے **تین طریقے** بیان فرمائے گئے ہیں ۔

پہلا طریقہ ذکر ہے ، دوسرا طریقہ مراقبہ ہے ، تیسرا طریقہ رابطۂ شیخ ۔

پہلے اسم ذات یعنی اللہ کا ذکر کرتے ہیں، یعنی چلتے پھرتے لیٹتے اٹھتے بیٹھتے پاکی میں ناپاکی میں، شادی میں غمی میں ہر وقت دل میں ذکر کا خیال رکھنا ہے ۔ یہ حالت ہو جائے کہ ہاتھ (کار) میں دل یار میں رہے ، اور دل ذکر کے ساتھ جاری ہو جائے ۔

دوسرا طریقہ مراقبہ ہے ۔ دل کو وساوس و خطرات سے خالی کر کے فیض خداوندی اور رحمت الٰہی کا انتظار کرنا مراقبہ کہلاتا ہے ۔ اللہ رب العزت سورہ مزمل میں ارشاد فرماتے ہیں ۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ اور اللہ کا نام لیتا رہ اور سب چیزوں سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بالکل اس کے حوالے کر دے ۔

سالک جب دنیاوی کاموں سے فرصت پائے ، وضو ہو یا نہ ہو، کہیں بیٹھا ہو، زبان کو تالو سے لگائے اور دل کو تمام خیالات و خطرات سے خالی کر کے پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ خیال کرے کہ میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں، یعنی اپنے خیال کی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھے ، بیٹھنے کی کوئی شکل ہو آنکھیں بند رکھنی ہیں، سانس آتا جاتا رہے ۔ سر اور منہ پر کپڑا ڈال لینا ہے تاکہ خیالات منتشر نہ ہوں، یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ دل کا ذکر کرنا ہے ۔ فراغت کے بعد دعا مانگی جائے ۔

(۵۸) مراقبہ کی مزید وضاحت از مکتوبات نقشبندیہ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ محبوب سوہنا مرشد رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک خط میں یہ

بیت رقم فرماتے ہیں

این بس کہ دو دیدہ در خیالت دارم
در ہر چہ نظر کنم، تو ئی پندارم

یعنی چونکہ دونوں آنکھیں تیرے خیال میں مستغرق ہیں، اس لئے جس چیز کو دیکھتا ہوں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو ہی ہے۔

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کو اللہ تعالےٰ کی یاد سے آباد رکھے اللہ تعالےٰ کے اسم کے تکرار سے دل کو تازہ رکھے اور اس طرح رہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش، کم می بود اندر جہاں

اپنے باطن کے متعلق باخبر اور باہر کی چیزوں سے بے خبر بن جا۔ یہ بہتر خصلت زمانے میں بہت کم پائی جاتی ہے۔

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی سترِ حق، بر من بخند

غیر سے زبان، آنکھیں اور کان بند کر لے، پھر بھی اگر تجھ پہ حقیقت کے مخفی راز نہ کھلیں تو مجھ پر ہنسنا۔

(۵۹) عامر بن عبد قیسؒ :- کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سُنا ہے، ایک سے دو سے تین سے نہیں (بلکہ زیادہ سے سُنا ہے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے۔

(۶۰) حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسّی سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(۶۱) **حضرت جنید** بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا، آپ نے فرمایا، تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے، وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے جسم کو دُبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں، کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا، میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ آنا۔

حضرت مسبوحی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کے قریب ہی نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے شیطان کو ننگے دیکھا فرمایا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی۔ کہنے لگا خدا کی قسم! یہ آدمی نہیں، اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں، آدمی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا ہے۔ اور صوفیہ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار نوری رحمۃ اللہ کے پاس گئے، اور ان کو مراقبہ میں دیکھا، ایسی تسکین سے بیٹھے ہیں کہ ان کے بدن کے بال بھی نہیں ہلتے تھے۔ شبلیؒ نے فرمایا یہ مراقبہ کس سے سیکھا۔ کہا بلی سے، کیونکہ چوہے کے بل پر اس کے انتظار میں اس سے زیادہ اس کو ساکن دیکھتا ہوں۔

(۶۴) **مراقبہ کے متعلق** حضرت سید پیر جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبے میں اتنا مشغول ہو کہ پاس اگر گھی کا بھرا ہوا برتن بھی گر کر بہہ جائے تو خبر نہ ہونی چاہیئے۔

فرمایا:۔ایک ایسی گھڑی وقف کر دے کہ ذکر و فکر میں اس قدر مشغول ہو جائے کہ دل سے خداوند کریم سے کہہ دے کہ یا اللہ اب میں تیرا تو میرا، اب میں نہ کسی کا اور نہ میرا کوئی۔

فرمایا:۔ مراقبے میں ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ تمہارے رگ و ریشہ میں فکر سرایت کر جائے۔ بندے کو ذکر میں اس قدر مشغول رہنا چاہیئے کہ رفتہ رفتہ زبان اور دل کا تعلق ہی اُٹھ جائے اور روحانی کیفیت حاصل ہو جائے۔

تیسرا طریقہ رابطہ شیخ:۔ پس طالب صادق کو چاہیئے کہ جب شیخ کی صحبت میں رہے تو اپنی ذات کو شیخ کی محبت کے سوا ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر دے۔ اس کی طرف سے فیض کا منتظر رہے، دل کی جمعیت سے اس فیض کی حفاظت کرے۔ آداب صحبت شیخ کی پوری پوری رعایت کرے، شیخ کی رضا جوئی کا طالب رہے۔ شیخ کامل کی صحبت میں اُس کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل کی غفلت دور ہو جاتی ہے۔ اور اس کی محبت کے اثرات سے مشاہدۂ الٰہی کے انوار سے دل روشن ہو جاتا ہے اور جب شیخ کی صحبت سے دور ہو تو اس کی صورت کو اپنے خیال میں محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کر کے استفادہ کیا کرے، اس کو رابطہ شیخ یا تصور شیخ کہتے ہیں۔ اس سے دل کے وساوس و خطرات و خیالات دور ہو جاتے ہیں۔

نیز یہ خیال کرے کہ جس طرح ذکر سیکھتے وقت شیخ کی صحبت میں بیٹھا تھا اب بھی تصور میں گویا شیخ کی خدمت میں حاضر ہے اور اللہ تعالےٰ کی جناب سے بفیضانِ الٰہی شیخ کے قلب میں آرہا ہے، اس کے قلب سے میرے قلب میں آرہا ہے۔ نیز اس عدمِ صحبت کے زمانہ میں بھی اس کے آداب کی رعایت رکھے، اس کی رضا جوئی کا طالب رہے، اس کی محبت سے دل کو سرشار رکھے اور گاہے گاہے خط و کتابت کے ذریعہ تعلق کو تازہ کرتا رہے۔

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ:- اللہ تعالےٰ اور اس کے خاص بندوں کی مہربانی کے بغیر کوئی فرشتہ بن جائے، پھر بھی اس کا نامۂ اعمال سیاہ سمجھو۔

(۶۴) انسان کا سانس ایک گوہرِ بے بہا ہے

انسان کو چاہیئے کہ عبادت، طاعت، ذکر اور فکر میں حضورِ دل کو ضروری اور لازمی جانے، اپنے سانس اور دم پر نگاہ رکھے کہ کوئی دم اور سانس ذکر اللہ کے بغیر نہ نکلے۔ کیونکہ جو سانس اللہ تعالےٰ کے خیال اور تصور سے نکلتا ہے، وہ ایک گوہرِ بے بہا بن کر ذاکر کے لئے خزانۂ آخرت میں جمع ہوتا ہے۔

جو دم گذر جاتا ہے، وہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اس کا واپس آنا محال ہے اور جو آئندہ آنے والا ہے، خدا جانے وہ آئے یا نہ آئے۔ دم ماضی اور دم مستقبل ہر دو اختیار اور اعتبار سے باہر ہیں۔ انسان صرف ایک ہی دم کا مالک ہے، جو زمانۂ حال میں جاری

لے غیر حاضری۔

ہے۔ اگر یہ دم اللہ تعالےٰ کے خیال خاص اور ذکر، با اخلاص سے نکل گیا، تو یہ سمجھ کہ گوہر بے بہا بن گیا، جس سے دارین کی دولت اور کونین کی سعادت خریدی جاسکتی ہے اگر یہ دم غفلت میں گذر گیا، یعنی نفس، شیطان اور دنیا کے خیال میں گذر گیا تو یہ جانو کہ یہ دم نہیں تھا۔ جو ہوا میں اُڑ گیا، بلکہ دارِ آخرت[1] اور عالم عقبےٰ میں ابدی عذاب اور لازوال آلام[2] کا پہاڑ بن کر ٹوٹ پڑے گا۔

لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دم کی قدر جانے۔

(۶۵) ایک بزرگ کا واقعہ

کہتے ہیں؛۔ ایک بزرگ کا اپنے طالبوں، مریدوں کے ہمراہ چند قبروں پر گذر ہوا، آپ وہاں فاتحہ پڑھنے کے لئے چند منٹ ٹھہرے اور بعدہٗ ان کے احوال کی طرف متوجہ ہوئے اور مراقب ہوئے اور جب آپ مراقبے سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک دردبھری آہ نکالی۔ اور آب دیدہ ہوئے۔ مریدوں نے دریافت کیا کہ جناب یہ کیا حالت ہے۔

فرمایا کہ یہ چند قبریں جن لوگوں کی ہیں، یہ دنیا میں بڑے زاہد، عابد اور پرہیز گار گذرے ہیں، لیکن دنیا میں معدودے چند دم اور سانس اللہ تعالےٰ کی یاد سے غفلت میں گذر گئے تھے، ان چند دموں اور سانسوں کی نسبت ان کے دلوں میں اس قدر حسرت[3] اور ارمان[4] ہے کہ اگر ان میں سے ایک اہل قبر کے دل کی حسرت اور ندامت نکال کر تم سب کے

---

[1] آخرت کی دنیا۔ [2] نہ ختم ہونے والی مصیبتیں [3] کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس۔ [4] تمنا

دلوں میں تقسیم کرکے ڈال دی جائے تو خدا کی قسم! تم سب پاگل اور دیوانے ہو جاؤ۔

موت کے بعد انسان کو اس بات کا غم نہیں ہوتا کہ وہ اپنے پیچھے عزیز بچے پیاری بیوی، بھائی بہن، دوست آشنا، مال دولت، پیارا وطن اور گھر بار وغیرہ چھوڑ آیا ہے اسے جب معلوم ہوتا ہے کہ بازار آخرت میں، اللہ تعالیٰ کے ذکر، یاد الٰہی، طاعت اور عبادات کے بغیر کوئی دام نہیں چلتا اور نہ اس سچے سکے کے بغیر کوئی کام نکلتا ہے، تو اسے اگر غم اور درد ہوتا ہے تو صرف اس بات کا ہی ہوتا ہے کہ عمر گراں مایہ[1] کی وہ زریں قیمتی گھڑیاں اور تار نفس[2] کی سنہری کڑیاں ہاتھ سے نکل گئی ہیں، جن کے ایک ایک تنفس میں زندگی کا اصل گوہر مقصود پرویا ہوا تھا۔ صد افسوس دن رات میں چوبیس ہزار دم، ہر دم میں اللہ تعالیٰ کے قرب، مشاہدے وصل اور وصال کے مواقع شامل تھے، اب ان میں سے ایک بھی واپس ہاتھ آنے کا نہیں سوائے عزیز! ان چند دموں کو جو تمہیں اس زندگی میں حاصل ہیں، غنیمت جانو۔ اگر ان میں سے ایک دم بھی اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزر گیا تو تمام دنیا کی بادشاہی سے بہتر ہے۔

خاقانی مرد حقانی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

پس از سی سال این نکتہ محقق شد بخاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اے مرد خدا عقل سے کام لے، دم کے دُرِّ گرانمایہ کو فضول اور لایعنی لہو و لعب میں ضائع نہ کر، ورنہ سخت پچھتائے گا۔

---

[1] نہایت قیمتی عمر۔ [2] سانس لینا۔

ے اس ویلے دا قدر کرلیسیں جس ویلے مرجاسیں
پھر ایہہ وقت نہ ملسی تینوں رو رو کے پچھتاسیں

(۱۴۴) مکتوبات شریف خواجۂ خواجگان حضرت محمد عبد الغفار المعروف پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ

ایک سالک نے خدمت اقدس میں خط لکھا کہ حضرت صاحب دعا فرمائیں کہ بندہ کی شادی ہو جائے۔ حضرت صاحبؒ نے بذریعہ خط جواب فرمایا۔

مکرمی و محترمی میاں غلام علی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم۔ عزیزا! ذکر کے بالمقابل کوئی طریقہ نجات کا آج تک نظر میں نہیں آیا اور دارین کی فلاح اور نجات بس اس میں مندرج ہے اور راس الرؤس نیکیوں کا اس میں مندمج ہے۔ ذکر کرتے کرتے دیوانہ ہو جاؤ۔ اور ایسی عقل کی کوئی ضرورت نہیں جو ذکر کا مانع اور یاد حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے غافل کرے، اور ایسی عقل سے توبہ توبہ اور لاکھ بار توبہ، تم ذکر کی شادی میں شاد ہو جاؤ" شادی" خود بخود ہو جائے گی ...!

(لاشیٔ فقیر محمد عبد الغفار فضلی)

میاں خاوند بخش کو مکتوب شریف لکھتے ہیں۔

بخدمت مشفقی میاں خاوند بخش صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عزیزا! محبت اللہ تبارک و تعالیٰ کی کثرتِ ذکر سے حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ "مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ"، جتنا قدر طالب کی دل میں محبت اور شوق بڑھتا جاتا ہے، اور دن بدن

لے پوشیدہ

سوز و قلق زیادہ ہوتی جاتی ہے ۔ علامت علانیہ اور متبادر ہے کہ مطلوب کو ضروران کی محبت ہے ، جیسا کہ حضرت رومؒ فرماتے ہیں :۔

ہیچ عاشق خود نباشد عشق جُو
گر نہ معشوقش بود جویائی اُو [1]

فقط لاف گذاف کو محبت نہیں کہتے ، محبت اس کو کہتے ہیں کہ محبوب کی یاد سے ایک دم بھر بھی غافل نہ رہے ۔ زہے سعادت جس کو یہ درجہ نصیب ہو ۔ کثرتِ ذکر میں بہت فوائد مندرج ہیں ، جو کہ تحریر سے بھی از حد افزوں وزائد ہیں ۔

(الاثمؔ فقیر محمد عبدالغفار فضلی)

مردہ انسان کا زندہ ہو جانا آسان ہے ، مگر مردہ دل کا زندہ کرنا اس سے بھی افضل اور اعلےٰ ہے ، موت کا مزہ ہر ایک نے چکنا ہے مگر جس کا دل اللہ تعالےٰ کے عشق میں ذکر کی وجہ سے ایک دفعہ زندہ ہو گیا ، وہ قیامت تک نہ مریگا ۔

" چوں دل زندہ شود ہرگز نہ میرد "

جس کا دل ایک دفعہ زندہ ہو گیا وہ ہرگز نہ مرے گا بلکہ ان کا سونا بھی جاگنا ہوتا ہے ۔ خواجہ خواجگان حضرت پیر روشن ضمیر محمد عبدالغفار المعروف پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی نوری نگاہ سے لاکھوں انسانوں کے دل مردہ زندہ ہوئے تھے ، آپکے ارادت مند ذکر والے مرد خواہ عورتیں تھیں ، وہ مرنے کے وقت اللہ اللہ کرتے فوت ہوئیں ، ذکر قلبی کی وجہ سے وفات کے بعد بھی ان کا دل زندہ رہتا اور ظاہری

[1] کوئی عاشق خود بخود عشق کا متلاشی نہیں ہو سکتا ، جب تک اس کا معشوق اس کا متلاشی نہ ہو ۔

طور پر ان کے دل حرکت کرتے نظر آتے۔

مثال کے طور پر چند واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) ایک شخص جس کا نام شاہنواز بلوچ زمیندار تھا۔ فقط ایک دفعہ ہی حضور قبلہ عالمؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور قبلۂ عالمؒ نے اس کو ذکر قلبی کی تلقین کی، کچھ عرصہ کے بعد وہ فوت ہوگیا۔ مرنے کے بعد بھی اس کا قلب اللہ اللہ کرتا رہا۔ اتنی زور سے اللہ اللہ ہوتی رہی کہ اس کا کفن بھی ساتھ ہلتا رہا، قریب جتنے بھی شخص بیٹھے تھے، جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو سب حیران رہ گئے۔ ان میں ایک شخص نامی عاشق علی تھا۔ اس نے جب یہ کرامت دیکھی تو درگاہ شریف پر حاضر ہوا اور بڑے اعتقاد اور محبت سے ذکر قلبی پوچھا اور بتایا کہ مرحوم شاہنواز کو جب قبر کے اندر رکھا گیا تو اس کا دل زور زور سے ہل رہا تھا۔ گویا اللہ اللہ کر رہا تھا۔

(۲) ایک فقیر نامی اللہ داد شہر لاڑکانہ کا رہنے والا تھا۔ وہ گاڑیوں میں سرمہ بیچنے کا کام کیا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو ذکر قلبی کی وجہ سے چونکہ دل زندہ تھا، تو مرنے کے بعد بھی اس کا دل ظاہری طور پر اللہ اللہ کرتا نظر آیا، اس کی وصیت کے موجب اس کا جنازہ پڑھنے کے لئے درگاہ رحمت پور شریف لایا گیا۔ جنازہ کے ساتھ اس کے عزیز و اقارب اور محلے والے اور ایک مولوی صاحب بھی تھے، ڈاکٹر دل نمالے اوزار بھی ساتھ تھے، جن کے ذریعہ یہ دیکھا گیا کہ اس کا قلب اللہ اللہ کر رہا تھا۔

(۳) ایک عجیب و غریب کرامت

تحصیل کنڈیارو گاؤں خانواھن کے نزدیک عباس کوندر ایک گوٹھ ہے،

حضرت خواجہ خواجگان پیر مٹھار رحمتہ اللہ علیہ کی کوشش اور نوری نگاہ سے ساری گوٹھ ہی نیکو کار تھی۔ بعد میں اس گوٹھ کا نام **ثواب پور** رکھا۔ اس گوٹھ میں ایک فقیر بیرل نامی تھا۔ وہ فوت ہوگیا، اس بستی میں پہلے جو غیر شرعی رسم ورواج تھے، وہ سب حضور قبلۂ عالمؒ کی نوری نگاہ سے ختم ہو گئے تھے۔ آس پاس کے عزیز واقارب آنے شروع ہو گئے۔ اور بلند آواز سے اللہ اللہ کے نعرے شروع ہو گئے، جو فقیر فوت ہوا پڑا تھا، وہ اپنی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اللہ اللہ کا ذکر کہنا شروع کر دیا اور کہنے لگا یاد رکھو! اللہ والے کبھی بھی نہیں مرتے۔ اور اللہ اللہ کہتے ہوئے پھر لیٹ گیا۔ اسی طرح پھر دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ الفاظ کہہ کر اللہ اللہ کہتا ہوا لیٹ گیا۔ اس گوٹھ میں ابھی تک وہ آدمی موجود ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا

؎ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ:۔ اُس (ولی) کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوتا ہے، اگرچہ اللہ کے بندے کے منہ سے بات ہو۔

مکتوبات شریف صاحب شریعت پیر طریقت خواجہ غریب نواز سیدنا ومرشدنا حضرت اللہ بخش نقشبندی مجددی فضلی غفاری رحمۃ

مکتوب (۱)   مولوی فتح محمد صاحب کو تحریر فرمارہے ہیں

میرے عزیز! اللہ تعالےٰ کا ذکر و یاد، دونوں جہان کی سعادت اور خوشی خزانے کھینچنے کی چابی اور یہ نعمت خوش نصیب کے حصہ میں ہی آتی ہے، لیکن ذکر کس طرح کیا جائے اور ذاکر صادق کون ہے؟ ایک عزیز نے ایک فقیر کو دیکھا اور پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا اللہ، پھر پوچھا کہاں جائے گا؟ اس نے جواب دیا اللہ۔ پھر پوچھا تیرا مطلب کیا ہے؟

اس نے کہا اللہ۔ موافق حال عمدہ (بیت)

چنانست در دلم حاضر، وگر را جائے نے در دل
وگر گویم سخن باکس، ہمیں اللہ گو یائم

(وہ میرے دل میں اس انداز سے موجود ہیں کہ دل میں کسی اور کی گنجائش ہی نہیں اگر کسی سے بات چیت کرتا ہوں تو زبان پر لفظ اللہ ہی آتا ہے)

مکرما! ہم تو ذاکر ہی نہیں، ذاکر کا تو یہ حال۔

ایں بس کہ دو دیدہ، در خیالت دارم
در ہر چہ نظر کنم، توئی پندارم

یعنی چونکہ دونوں آنکھیں تیرے خیال میں مستغرق ہیں، اس لئے جس چیز کو دیکھتا ہوں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو ہی ہے۔

طالب کو چاہیئے کہ اپنے دل کو اللہ کی یاد سے آباد رکھے، اللہ تعالٰے کے اسم کے تکرار سے دل کو تازہ رکھے۔ اور اس طرح رہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ۔ (بیت)

از دروں شو آشنا، واز بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش، کم مے بود اندر جہاں

(اپنے باطن کے متعلق باخبر اور باہر کی چیزوں سے بے خبر بن جا۔ یہ بہتر خصلت زمانے میں بہت کم پائی جاتی ہے۔

بھائی جان! خداوند جل شانہٗ کا ذکر جمیع عبادت کا بھید ہے۔ یہ بلند سعادت اس شخص کو نصیب ہوتی ہے، جو تمام علائق وعوارضات دنیا سے اپنا تعلق قطع کرے

اور اس پر خداوند تعالیٰ کے عشق کی آگ غالب ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں دوام حاصل نہ ہو جائے تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

معلوم رہے کہ تمام ذکر کی بنیاد کلمہ شریف، اللہ اور لا الٰہ الا اللہ ہے، اور اس کی حقیقت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بندہ جمیع اشیاء سے اپنا تعلق قطع (مراد تعلق باطنی) کر لیتا ہے، خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی دوسری شے کی طرف توجہ نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ اپنے وجود سے بھی بھاگتا ہے۔ اور پھر جمیع ماسوا سے رو گردان ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہو کر اپنی زندگی گذارتا ہے، جب ایسی حالت ہو جائے تو سمجھ لو کہ ذکر کا کل فائدہ حاصل ہو گیا۔ یہ ذکر کی لگاتار مشق کا نتیجہ ہے۔ کہ بندہ دنیا اس کے ساتھ جمیع لہو و لعب اور شہوت نفسانی کو ترک کر دیتا ہے۔ اور اس ذکر کی بدولت نفس و شیطان کے شر سے بھی نجات حاصل کر لیتا ہے۔ کہہ دیجیے کہ اللہ بس اور ماسوائی عبث و ہوس۔ وانقطع علیہ النفس۔

مکرما! محبت ایک عجیب نعمت، بے بہا دولت کسی ازلی سعید کے حصہ میں آتی ہے۔ وہ شخص بہت ہی نیک بخت ہے جو بدل و جان اس کا طالب، کوشاں و جویاں ہے، جس کے سینہ بے کینہ میں ذرہ بھر محبت ہے، بزرگوں نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے پاس ہزار بادشاہی ہے اگرچہ اس کے پاس رات کو روٹی نہ بھی ہو، تم کہو گے کہ کس طرح حاصل کی جائے؟

عزیز من! حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھو، مجنوں سے

سوہنی مے سیکھو، تم نے کتاب "عشق حبیب" تصنیف کی ہے۔ واقف، ماہر اس کتاب کو پھر دیکھو، کسی عارف نے کیا اچھا کہا ہے۔ (بیت)

یک دلداری بس است، یک دوست ترا

دل در پئے این و آن، نہ نیکو است ترا

(تیرا دل بھی ایک ہے، تیرے لئے دوست بھی ایک ہی کافی ہے۔ لہٰذا دل میں قریب و لعید کو لیبانا تیرے لئے مناسب نہیں ہے)

دوسرے نے فریاد کر کے کہا۔ (بیت)

از دل بروں کنم، غم دنیا و آخرت

یا خانہ جائے رخت بود، یا خیال دوست

(دل سے دنیا و آخرت کے فکرات دور کر لوں، اس لئے کہ دل یا تو توشۂ دنیا و آخرت کا مقام ہو سکتا ہے، یا محبوب کے سکون کا محل)

تیسرے نے نالاں و گریاں کہا۔ (بیت)

حدیثِ عشق میگوئی و دل با دیگراں بندی

دو تیغ آخر تو میدانی، کجا در یک میان گنجد

(باتیں تو عشق کی بتا رہا ہے، لیکن دل تو اوروں سے متعلق ہے، آخر یہ بھی تو سوچ، کہ دو تلواریں ایک ہی میان میں کس طرح سما سکتی ہیں؟)

چہارم نے بکوشش و خروش تنبیہہ کی = (بیت)

در حضورِ دوست، ہر جانب نظر کردن خطا است

یک زمان حاضر نشین اے دل! کہ جانانِ حاضر است

(محبوب کے آتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھنا گناہ ہے۔ اے دل! ذرا ایک ساعت تو موجود رہ، کیونکہ محبوب حاضر ہے)

عزیز من! اس درد کی داستان بالکل طویل، نہایت خوبرو جمیل، قصہ مختصر۔ والسلام۔ وہ خالقِ کون ومکان، مالک لایزال، ہمیں تمہیں اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین!   (لاشی فقیر اللہ بخش غفاری)

مکتوبات شریف میں ذکر کے بارے میں جو ارشادات تحریر ہیں صرف وہی نقل کئے ہیں

مکتوب (۲)   مولوی فتح محمد صاحب کے نام

مکرما! عاقل اور دانا وہ شخص ہے جو پانچوں نمازوں کو جماعت مسنونہ کے ساتھ اوّل اوقات مستحبہ میں ادا کرے، اور اپنی عارضی زندگی کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے کیونکہ دین ودنیا کی فلاح وبہبودی اسی پر منحصر ہے۔

ذکر میں ایسا مشغول رہیں، یہاں تک کہ کوئی لحظہ اور لمحہ بھی، بغیر یاد الٰہی کے نہ گذرے اللہ والوں کے ساتھ محبت وحسنِ عقیدت، یہ وہ عظیم دولت ہے، کسی سعید شخص کو نصیب ہوتی ہے۔ کسی بزرگ نے کیا عجیب فرمایا ہے۔

صحبتِ روشن ضمیراں، کور را بینا کند

اشتمالِ چشم عینک را حروف آموز کرد

(روشن ضمیروں کی صحبت نابینوں کو بینا بنا دیتی ہے اور یہی عینک کی مثال آنکھوں کی ہر خرابی ختم کرکے پڑھنے کے قابل بنا دیتی ہے)

دو تسبیح درود شریف، دو تسبیح ذکر کلمہ شریف جس وقت بھی فراغت ہو سکے۔

اگر دو دو نہ ہو تو ایک ایک تسبیح اور بعد نماز عشاء دو صد مرتبہ استغفار اور دو صد مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ اور سلسلہ شریف۔ (لاشی فقیر اللہ بخش غفاری)

مکتوب شریف میں جو ذکر کے بارے میں ارشادات ہیں صرف وہی تحریر نقل کئے ہیں

مکتوب (۳) مولوی فتح محمد صاحب کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، یہ فقیر بفضلہٖ تعالےٰ بخیریت ہے اور حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ کے طریقہ پر آپ کی سلامتی، عافیت اور استقامت، اللہ سبحانہٗ کی درگاہ سے طلب گار ہوں۔

بھائی جان! عزیز من! فقیر کی یہی آرزو ہے کہ اپنی عارضی زندگی کے باقی سانس خداوند کریم کے ذکر اور اس کی رضا طلبی میں گذار دیں اور اپنے قیمتی وقت کو جس کا کوئی بدل نہیں ضائع نہ فرمائیں۔ اپنے جمیع اوقات کو شرع شریف کی پابندی کرتے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول رکھیں اور تاکید ہے کہ ہر وقت خداوند کریم کی طرف نہایت عاجزی اور انکساری سے متوجہ رہیں، تاکہ اس بارگاہ عالی میں قابلِ قبول ہونے کا شرف حاصل ہو۔

جناب مجتبیٰ شاہ صاحب مولوی نصیر الدین صاحب اور ان کے رفقا کو عرض بلکہ تاکید ہے کہ دن کو بڑے شہروں میں تبلیغ کا بہترین موقع ہے جو باہر کے آدمی ضروریاتِ دنیا کے سبب آتے ہیں، اس لئے ضرور دن کو بڑے شاہراؤں میں چوکوں، ہوٹلوں، آفسوں، ہسپتالوں بازاری چوکوں، درمیانِ شہر باجرأت تبلیغ کا کام کریں۔

(لاشی فقیر اللہ بخش غفاری)

(۴۸) دو واقعات

قبلہ وکعبہ حضور سیدی ومرشدی حضرت اللہ بخش المعروف محبوب سوہنا سائیں کی نوری نگاہ سے لاکھوں انسانوں کے مردہ قلوب زندہ ہوگئے اور مرنے کے بعد بھی ان کے غلاموں کے قلب اللہ اللہ کرتے کرتے نظر آئے، ایسے واقعات یوں تو سینکڑوں رونما ہوئے، مگر دو ہی واقعات پیش خدمت ہیں۔

(۱) گوٹھ سوم جتوئی تحصیل کنڈیارو میں حاجی محمد صالح کا ایک رشتہ دار جو کہ ماسٹر تھا، رہتا تھا، اس گوٹھ میں حضور سیدی ومرشدی محبوب سوہنا سائیں تشریف لے گئے اور مریدین بھی ساتھ تھے۔ جس مقام پر حضور قبلۂ عالم قیام پذیر تھے، وہاں حاجی محمد صالح آیا، اور حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کی، یا حضرت ایک مریض ہے اس کے لئے دعا کرانی ہے، گھر تشریف لے چلیں، حضور قبلہ عالم تشریف لے جاتے ہیں۔ حضور قبلۂ عالم کے خلیفہ مولوی بخش علی صاحب بھی ساتھ تھے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہم گھر کے قریب پہنچے تو گھر کے اندر سے ایک اونچی اونچی آواز آرہی تھی، جیسے کوئی جانور ذبح کیا جارہا ہو۔ اور وہ اپنی آخری لمحات میں گذر رہا ہو۔ جب حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے تو اس وقت ماسٹر پر سکرات کا وقت تھا، اور وہ سخت تکلیف میں تھا۔

حضور سیدی ومرشدی نے قرآن پاک کی تلاوت کی، اور دعا مانگی، اس کی حالت درست ہوگئی، مولوی بخش علی کہتے ہیں کہ میں نے حضور قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں عرض کی، یا حضرت! اس کا آخری وقت ہے، اس پر مہربانی فرمادیجئے، اس کے قلب پر انگشت مبارک لگا

دیکھئے۔ حضور سیدی و مرشدی نے اس کے قلب پر انگلی مبارک لگا دی، فوراً قلب حرکت میں آگیا۔ اور اللہ اللہ شروع ہو گئی، آدھی رات کے وقت اس کا انتقال ہو گیا، مرنے کے بعد بھی اس کے سارے اعضاء سے روح پرواز کر چکی ہے، مگر اس کا قلب حرکت میں ہے اور اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد مولوی بخش علی صاحب دوبارہ اس گاؤں میں جاتے ہیں۔ اس کی ہمشیرہ خواب بیان کرتی ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا، کہ ایک کھلا میدان ہے، اس میں میرا بھائی بڑے آرام سے رہ رہا ہے، اور نزدیک ہی ایک بزرگ تشریف فرما ہیں، جو مراقبہ کی حالت میں بیٹھے ہیں، اور وہ بزرگ میرے بھائی کے دل کی طرف توجہ فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی جان یہ کونسی جگہ ہے، اس نے کہا بہن! یہ قبر ہے، اس میں یہ تاکی جنت کی طرف سے کھولی گئی ہے، اور یہ جو بزرگ میری طرف توجہ دے رہے ہیں، یہ حضرت محبوب سوہنا سائیں ہیں، بہن! میری ایک بات یاد رکھنا، کہ کوئی عورت میرے غم میں چیخے چلائے نہ۔ قدرتی رونا جو آجائے، وہی درست ہے، اور جو چیخا چلایا جاتا ہے، اس سے مجھ سے باز پرس ہوتی ہے۔

(۵) خلیفہ عبدالغفور صاحب کا ایک واقعہ

ایک دفعہ خلیفہ عبدالغفور صاحب نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا تھا کہ میں ایک جسمانی مرض کے علاج کے لئے جام شورو ہسپتال میں داخل تھا۔ اسی مرض میں ہی مجھے جذبہ ہو گیا، جس میں غیب سے ندا دینے والا کہہ رہا ہے کہ یہ مر جائے گا، لیکن پھر دوسری آواز آئی کہ نہیں، اس کا مرشد آ رہا ہے، انہوں نے دعا کی ہے یہ بچ جائے گا، اتنے میں کیا

دیکھا کہ حضرت محبوب سوہنا سائیں تشریف لائے ہیں ۔ بعد میں پھر آواز آئی، کہ یہ نہیں بچے گا ۔ اور مر جائے گا ۔ پھر ندا آئی کہ سوہنا سائیں نے دعا مانگی ہے، اس لئے حضور سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ صحابۂ کرام اور پیرانِ کبار سلسلہ نقشبندیہ تشریف فرما ہیں، خلیفہ عبدالغفور صاحب کہتے ہیں کہ حضور سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری طرف چہرہ انور فرما کر ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے محبوب سوہنا سائیں سے ذکرِ قلبی پوچھا ہے، اس کی بخشش ہو گئی، اور جس کسی نے ان کے خلیفہ سے بھی ذکر پوچھا ہے، اس کی بھی بخشش ہو گئی، چونکہ میں بھی غلام تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں کسی کو ذکر بتاؤں، تو حضور پُر نور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد پاک فرمایا کہ جس نے تم سے بھی ذکر پوچھا، اس کی بھی بخشش ہو گئی ۔ بعد میں قبروں سے اٹھنا، قبر کا عذاب، قیامت کا منظر دیکھا ۔ یہ جذبہ تقریباً تین گھنٹے تک رہا ۔ اور اس حالت کو تقریباً پچاس ساٹھ آدمیوں نے دیکھا اور اس وقت یہ بھی واقعہ پیش آیا کہ قرآن پاک کی وہ سورتیں جو مجھے یاد بھی نہیں تھیں، وہ بھی احسن طریقہ سے پڑھ رہا ہوں، نیز میرے جسم میں جو تکلیف تھی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے جسم پر پھیرا سب تکلیف دور ہو گئی ۔

حضور سیدی و مرشدی کے خلفاء بھی لوگوں کو ذکر قلبی بتا رہے ہیں، چونکہ خلفاء میں بھی پیر ہی کا اثر ہوتا ہے، سینکڑوں واقعات آ رہے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی قلب اللہ اللہ کرتا نظر آ رہا ہے ۔ غسّال جب میت کو نہلانے لگتا ہے تو جب غسّال کا ہاتھ قلب پر لگتا ہے تو اونچی آواز سے قلب سے اللہ اللہ کی آواز آتی ہے کہ دوسروں کو بھی سنائی دیتی ہے ۔

ذکرِ قلبی ایک بہت اعلیٰ نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نصیب فرما دے

(۶۶) نسبتِ سکینہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی الہامی کتاب "ہمعات" میں فرماتے ہیں **اللہ** کا نام لیتے لیتے بندہ کو نسبتِ سکینہ حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ہم "نورِ طاعت" بھی کہتے ہیں۔ اور سکینہ یا "نورِ طاعت" کے تین شعبے ہیں۔

پہلا شعبہ "حلاوتِ مناجات" ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اپنے اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو "حلاوتِ مناجات" کا انعام ملتا ہے جس کے بعد اللہ کی یاد میں اس کو ایک خاص قسم کی لذت اور حلاوت محسوس ہوتی ہے اس کے دل کو چین و سکون ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس کو خاص ذائقہ اور مزہ آنے لگتا ہے جس کے باعث اس پر مستی و بے خودی طاری ہو جاتی ہے۔ اس کیفیت و ذائقہ کا یہ ایسا متوالہ ہو جاتا ہے کہ اگر تھوڑی دیر بھی ذکر نہیں کرتا تو اس کا دل بے قرار ہو جاتا ہے، اور اس کا چین و سکون فرار ہو جاتا ہے جس طرح کوئی عاشق اپنے معشوق کی جدائی سے حواس کھو بیٹھتا ہے، اور جب تک وصالِ محبوب نہیں ہو جاتا اس کا دل بے قرار، قرار نہیں پکڑتا۔

دوسرا شعبہ دوسرا شعبہ "شمولِ رحمت" ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والا جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتِ سکینہ حاصل کر لیتا ہے، تو دوسرے شعبہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر پہنچکر اس کی بہیمیت ملکیت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کمالاتِ انسانیہ میں یہ بہت بڑا

کمال ہے جس کو اللہ تعالیٰ کا یہ خوش نصیب بندہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس مقام پر فائز ہونے والے کے لئے راحت و نزہت سے بھرپور بحرِ بے کراں ٹھاٹھیں مارتا ہوا ناپید کنار، قدسی صفات کا حامل سمندر ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ خوش نصیب بندہ جس قدر اس سے پیاس بجھانے کی کوشش کرتا ہے، اسی قدر اس کی پیاس بھڑکتی جاتی ہے۔

تعالیٰ اللہ زہے دریائے پُر شور — کہ تر و بر تشنہ آرد تشنگی زور

گر از وے تشنۂ صد جرعہ نوشد — برائے جرعۂ دیگر خروشد

گذشت ایں گفتگو از چوں و از چند

ز آب آخر شود نے تشنہ خرسند

صفاتِ الٰہیہ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس پر جلوہ گر ہوتا ہے جتنا بھی پیاسا اس کے پانی سے سیراب ہوتا ہے، اُتنی ہی اس کی پیاس بھڑکتی اور زور کرتی ہے۔

پیاسا اگر اس سے سو بار بھی پانی پیتا ہے۔ پھر بھی کہتا ہے اور دو اور دو، یہ نہ پوچھو کہ پانی کتنا ہے اور پینے والے نے کتنا پیا ہے۔

بات تو یہ ہے کہ نہ پانی ختم ہونے میں آتا ہے اور نہ ہی پیاس والے کی پیاس بجھتی ہے۔ اس قسم کی کیفیت اور اس مقام تک پہنچانا حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کمال فضل و کرم سے ایک خاص قسم کی محنت و ریاضت پر موقوف فرمایا ہے۔

سکینہ کا تیسرا شعبہ "قبولیتِ انوار"

سالک اس مقام پر پہنچ کر اسماءِ الٰہی کے انوار کا رنگ قبول کر لیتا ہے۔ اس کی حقیقت کو اس طرح سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے

اسمار بسیط ہوں جیسے اللہ، رحمٰن، رحیم وغیرہ یا مرکب ہوں، جیسے سورہ قُل ہو اللہ احد، آیۃ الکرسی اور سورہ حشر (هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ آخر تک) وغیرہ کی صورتیں عالم مثال میں قائم ہیں، اور وہ صورتیں نورٌ در نورٌ ہمہ تن نورٌ ہیں، جب کوئی مومن صادق نیت پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ ان کو پڑھتا ہے۔ اور حضور دائمی کے ساتھ ہمہ اوقات اللہ کے ان اسمار کی جو صورتِ مثالیہ (نقشے) عالمِ مثال میں قائم ہو رہے ہیں، ان کی جانب سے بِرد کرنے والے کی طرف دروازہ کھلتا ہے اور وہاں سے ایک خاص قسم کی نُورانیت اور ٹھنڈک کا اثر ورد کرنے والے پر مترشح ہوتا ہے۔ یعنی پھوار کی طرح نورانیت کی بوندیں اس پر پڑتی رہتی ہیں۔

سالک اس مقام پر پہنچ کر ایسی عجیب لذت محسوس کرتا ہے کہ جتنا اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُتنا ہی اس کی حلاوت ولذت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جس قدر اس میں جمعیتِ خاطر اور یک سوئی حاصل ہوتی ہے، اُسی قدر ان انوار میں ترقی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ذکر کی مجالس میں بار بار دیکھا گیا کہ اللہ کا نام ذاکر کی زبان سے نکلا، ایک حقیقت پورے جوش وخروش سے اٹھتی ہے، اور ذاکر کے دل کا احاطہ کرلیتی ہے اور اس حقیقت کے لئے اللہ کی ذاتِ عالی کی طرف ایک دروازہ اور راہ کھل جاتی ہے۔

تمام اذکار کا جامع ذِکر اسم ذات اللّٰہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے باقی سب اسمار صفاتی ہیں اور یہ اسم سب اسمار کا جامع اور اسم اعظم ہے۔

(۲۰) اسمِ اعظم کے متعلق اکابرین کی رائے

• حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم لفظ **اللہ** ہے۔

• حضرت پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم **اللہ** ہے بشرطیکہ تو اس نام پاک کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو۔

فرماتے ہیں۔ عوام کے لئے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہیئے۔ کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو اور خواص کے لئے اس طرح ہو کہ اس نام پاک والے کی ذات وصفات کا بھی استحضار ہو اور اخص الخواص کے لئے اس طرح ہو کہ اس پاک ذات کے سوا دل میں اور کوئی چیز نہ ہو۔

• شیخ اسمٰعیل فرغانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ مجھے ایک عرصہ سے اسم اعظم سیکھنے کی تمنا تھی۔ مجاہدے بہت کرتا تھا، کئی کئی دن فاقے کرتا حتیٰ کہ فاقوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔

ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا، کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے، مجھے ان کو دیکھ کر خیال ہوا، کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا، کہ تو اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہے، اس نے کہا ہاں، بتا دیجئے، میں یہ گفتگو سن کر غور کرنے لگا۔ اس نے کہا وہ لفظ **اللہ** ہے بشرطیکہ صدقِ لجا سے ہو۔

(صدقِ لجا کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کی حالت اس وقت ایسی ہو، جیسا کہ

کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو، اور کوئی بھی اس کا بچانے والا نہ ہو، تو ایسے وقت جس خلوص سے نام لیا جائے گا، وہ حالتِ مراد ہے)

خواجہ غریب نواز حضرت محمد فضل علی رحمتہ اللہ علیہ مسکین پوری فرماتے ہیں کہ اسمِ ذات ہی اسمِ اعظم ہے ۔

(۵) لفظ اللہ کی جامعیّت

معلوم ہوا کہ اسمِ اعظم لفظ اللہ ہے، اس کی لفظی جامعیت اور ذاتیت کے بارے میں کچھ عرض کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کے لئے باعثِ تسکین خاطر ہو جب ہم لفظ اللہ کے تلفظ کی طرف خیال کرتے ہیں، تو یہ چار حروف ا، ل، ل اور ہ سے مرکب ہے ۔ اگر اس کا پہلا حرف الف دور کر دیا جائے تو تین حروف ل، ل اور ہ رہ جاتے ہیں۔ یعنی لِلّٰہ اور اس کے معنی نہیں بگڑتے، بلکہ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی الوہیت کے واسطے اور ذریعے کو ظاہر کرتا ہے، اور اگر اس کا دوسرا حرف لام بھی دور کر دیں تو لفظ لَہٗ رہ جاتا ہے، جو ضمیر اسمِ اللہ پر دال ہے، اور اگر دوسرا لام دور کر دیا جائے تو ھو رہ جاتا ہے ۔ تو جس میں ذات کی طرف اشارہ ہے ۔

غرض ہر حالت میں یہ اسم غیر متبدل اور قائم بالمعنی رہتا ہے ۔

(۶) ذکر کا اصلی مقام اور محل انسانی دل ہے

ذکر کا اصلی مقام اور محل انسانی دل ہے ۔ اور اس نوری غذا کا حقیقی بطن باطن انسان کا دل ہے، لہٰذا ذکر کو زبان کے ذریعے اپنے اصلی محل قلب اور دل تک

پہنچانے میں بہت کچھ خطرات اور رکاوٹوں کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ جب انسان زبانی طور پر ذکر کرتا ہے، تو شیطان اس کا اثر قلب میں نہیں ہونے دیتا اور دل پر دنیوی اور نفسانی خطرات کا ہجوم کر دیتا ہے۔ اور شیطانی وساوس کی دھوم مچا دیتا ہے، اور بے شمار بھولی ہوئی باتیں یاد کرا دیتا ہے اور دل میں ذکر کی تاثیر نہیں ہونے دیتا، کیونکہ دل ایک وقت میں ایک ہی چیز کو سوچ سکتا ہے۔

قولہ تعالےٰ :- مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ج

(الاحزاب رکوع ۱)

ترجمہ :- اللہ تعالےٰ نے انسان کے سینے میں دو دل نہیں رکھے۔

لہٰذا- اہل فن نے ذکر زبانی کو دل تک پہنچانے کے لئے چند شرائط و لوازمات اور مختلف قاعدے اور قانون مقرر کئے ہیں- اگر ظاہر ذکر کی ان شرائط میں سے کوئی شرط رہ جائے یا کسی کے ادا کرنے میں کوتاہی ہو جائے تو ذکر کا اثر نہیں رہتا اور معاملہ بگڑ جاتا ہے- اس واسطے بہت لوگ سر کھپا کھپا کر رہ جاتے ہیں اور انہیں ذکر سے کوئی حقیقی فائدہ نہیں پہنچتا- اور آخر کار ذکر اور اسمائے الٰہی اور کلام اللہ کی تاثیر سے بھی منکر اور بد اعتقاد ہو جاتے ہیں۔ لیکن ذاکر اگر بجائے ذکر زبانی کے دل کا ذکر کرتا ہے تو زبانی ذکر کے تمام بکھیڑوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور تمام شرائط اور پابندیوں سے جان چھوٹ جاتی ہے اور اس طرح ذاکر، ذکر کی اصل منزل کو پا لیتا ہے اور حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

اے طالب! اگر تُو نے اس بات کو سمجھ لیا تو جان لے کہ تُو نے اپنا دامن گوہر مقصود سے بھر لیا۔ کیونکہ دل کا ذکر تجھے آبِ حیات کی طرف دلالت کرتا ہے۔

جس کی طلب میں ہزاروں سکندروں نے عمریں گنوائیں اور جس کی ایک بوند کے لئے طالب سالہا سال ریاضتیں اور مجاہدے کرتے رہے اور ترستے رہے ۔

(۷۳) اللہ تعالےٰ کا منشاء

اللہ تعالےٰ کا منشاء یہ ہے کہ بے تعداد ذکر ہو، شب و روز کی قید نہیں، طہارت یا غیر طہارت کی بھی پابندی نہیں ۔ کپڑے پھٹے ہوں یا نئے ، ہر وقت اور ہر لحظہ اللہ کا ذکر ہو ۔ روزے سال میں ایک ماہ کے فرض ہیں ۔ زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ ادا کرنی پڑتی ہے ، حج کرنا ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے بشرطیکہ طاقت ہو لیکن ذکر اللہ پر کوئی پابندی نہیں ۔ اور نہ ہی اس کی کوئی حد مقرر کی گئی ہے ۔ اللہ تعالےٰ کی مرضی یہ ہے کہ بندہ ہر حالت میں اس کو یاد رکھے ۔ رسولِ مقبول سید دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کو یاد رکھتے تھے ۔

وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی ، ذکر کے لئے وضو کی بھی شرط نہیں ہے ۔ نماز کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے ، لیکن ذکر کے لئے کسی جہت کی ضرورت نہیں ، گویا ہر چیز ہر کام کی کوئی نہ کوئی پابندی ہے ، حد ہے ، مگر اللہ کے ذکر کے لئے کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے ۔ یہ تو ہر وقت کا وظیفہ ہے ۔

اے سالک ! ذکر خدا میں ہمیشہ مشغول رہ تاکہ اطمینانِ قلب نصیب ہو ، جو وقت اللہ تعالےٰ کے ذکر سے خالی ہوگا وہ قیامت کے دن موجب حسرت و ندامت ہوگا ۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں ، نماز وقت پہ ادا نہ ہو سکے تو قضا کر کے پڑھی جا سکتی

ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے معافی مانگی جا سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو فراموش کر دینے سے زیادہ اور کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو زندگی یادِ خدا سے خالی ہو، وہ حقیقت میں زندگی نہیں ہے، وہ یا موت ہے یا زندگی سے ایک طرح کا مذاق ہے۔ ؎

بندہ آمد از برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

ہر چیز کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے، جس سے اس کی گندگی اور زنگ دور کیا جاتا ہے، دلوں کی صفائی کے لئے اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کے ذکر سے دل کی میل کچیل صاف ہو جاتی ہے۔ دریا اور کنوئیں کا پانی اور صابن اسے دور نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر ہی ایک ایسی چیز ہے جو دل کو صاف کر سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر قلبی سکون اور راحت کا سامان مہیا کرتا ہے، اور ہر طرح دُنیوی وحشت اور اضطراب کو دُور کرتا ہے۔ ؎

چین و راحت کا اگر طالب ہے تُو یادِ اُو کن یادِ اُو کن یادِ اُو

دولت حکومت اور جاگیر داری کوئی چیز بھی انسان کو حقیقی سکون نہیں دے سکتی، صرف یادِ الٰہی سے تعلق باللہ ٹھیک رہتا ہے۔ جو دل کے اضطراب کو دور کرتا ہے۔ لذت اور سرور تعلق سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق خاطر ہو تو پھر غربت و افلاس میں بھی وہ کیفیت و سرور حاصل ہوتا ہے، جو جگمگاتے ہوئے محلات کی زیب و زینت کے سامان بھی مہیا نہیں کر سکتے۔

یاد رکھا جائے، حق تعالےٰ سے جس قدر تعلق ٹوٹتا ہے، خواہشات کا دامن اُسی قدر وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اور جائز و ناجائز کی پرواہ نہیں رہتی اور خدا سے تعلق نہ رہنا گناہ کا موجب ہوتا جاتا ہے اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔

نفسیات کا یہ عام قانون ہے کہ انسان جس چیز کے خیال اور دھن میں لگا رہتا ہے، رفتہ رفتہ اس کی خوبو اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کی دھن سے بہتر اور کوئی دھن ہو ہی نہیں سکتی، دن اور رات کا زیادہ حصہ اس میں گزار دو۔ اُٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو۔ فرحت اور سرور کے دروازے تم پر کھل جائیں گے۔ اطمینانِ قلب جو دنیا کی کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ میسر آجائے گا۔ جو لذت حق تعالیٰ کی یاد میں ہے، اس کے مقابلہ میں لذاتِ جہاں بالکل ہیچ ہیں۔ جب بندہ کو اپنے حقیقی مالک سے انس پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اس کو سارے درد و غم کا علاج مل جاتا ہے۔ اور اپنا اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کر کے وہ سارے جہاں سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ اُنس اور تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی یاد کے بغیر کبھی پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

جس کا دل ذاکر ہو اس کے بدن اور لباس پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ اور جس کے بدن میں غافل دل ہوتا ہے اس کے بدن اور لباس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھوڑا سا تعلق بھی بہت ہے، بڑی سے بڑی سلطنت سے بھی یہ دولت بڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام بڑا سہل ہے اور بندہ کو ہر حالت میں اس کے ذکر کرنے کی اجازت ہے۔ اس کی وسعتِ رحمت کا اندازہ لگائیے کہ ہر حالت میں اپنا نام لینے کی اجازت دیدی۔ اتنی بڑی ذات اور نام اتنا مختصر اور آسان کہ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی آسانی سے اس کا تلفظ ادا کر سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نام کے ساتھ آداب القاب کی شرط لگا دیتا تو سوچئے کہ ہم اس کی بارگاہ کے لائق کہاں سے القاب لاتے اور

قیامت تک اس کا نام ہی نہ لے سکتے۔ مگر اس کی بے انتہا رحمت کا اندازہ لگائیے کہ ہر ایک کو اجازت دے دی کہ ہر حالت میں اس کے ذکر میں لگے رہو۔

اگر اللہ تعالےٰ اپنا نام لینے کے لئے پاک ہونے کی شرط لگا دیتے، تو لاکھوں سمندروں سے بھی غسل کر لینے کے باوجود اس لائق نہ ہوتے کہ اس کا نام لیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کی رحمت کتنی ہے کہ اپنا نام لینے کے لئے طہارت کی قید بھی اٹھا دی، پاک ناپاک وضو بے وضو ہر حالت میں نام لینے کی اجازت دیدی۔

دنیا کی تدبیروں میں مشغول نہ ہو، اللہ تعالےٰ تیرے سارے کام درست کر دیگا اللہ تعالےٰ کے ذکر کی یہاں تک مشق کرو کہ مرنے کے وقت بے اختیار اللہ تعالےٰ کا ذکر تمہاری زبان سے جاری ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ کا نام لینے میں اتنا ضرور خیال رکھو کہ جس زبان سے اللہ کا نام لیتے ہو، جھوٹ، غیبت اور بے ہودہ باتوں سے اسے پاک رکھو۔ مگر اللہ تعالےٰ کا نام لینے میں کچھ نقطہ نظر نہ آئے تو گھبرا کر چھوڑ نہیں دینا چاہیئے یہ نام لینا بھی نفع ہے۔

زہے قسمت کہ اللہ تعالےٰ اپنا نام لینے کی توفیق تو دیتا ہے، کیا یہ نفع کم ہے، کہ بندہ کا کام ہے کوشش کرنا، منزلِ مقصود پر پہنچانا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ جو معرفت و حقیقت کے لئے کوشش کرے گا اور ذکر و فکر کرے گا تو اللہ تبارک و تعالےٰ اس کو اپنے تک پہنچا دے گا۔ جو دروازہ کھٹکھٹائے اس کے لئے دروازہ کھول دیا جائیگا اور جو کنڈی ہی نہیں ہلاتا اس کے لئے دروازہ نہیں کھلتا۔

الحاصل! ذکر قلبی بہت بڑی نعمت ہے جس کے حصہ میں یہ نعمت آئی ہے وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ صرف اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا جب تک

کہ کسی اللہ والے کی جوتیوں کی خاک کو سرمہ نہ بنایا جائے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

قال را بگذار مردِ حال شو ۔ پیشِ مردِ کامل پامال شو

ترجمہ:۔ بات کو چھوڑ حال والا مرد ہو ۔ کسی مردِ کامل کے سامنے پامال ہو جا[1]

ایک اور صاحب بول اُٹھا ؎

سرمہ کن در چشم خاکِ اولیاء ۔ تا ببینی ز ابتدا تا انتہا

ترجمہ:۔ آنکھ میں اولیاء کے قدموں کی خاک کا سرمہ ڈال۔ تاکہ تو ابتداء سے انتہا تک دیکھے۔

یہ بھی خوب کہا گیا ہے ؎

کیمیا پیدا کن از مشتِ گِلے ۔ بوسہ زن بر آستانِ کاملے

ترجمہ:۔ مٹھی بھر خاک سے کیمیا پیدا کر ۔ کسی کامل کے آستانے کو بوسہ دے

(۴) قلبی ذکر اور مرشدِ کامل کی ضرورت

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ گناہ کرنے سے دل میں ایک بیماری پیدا ہوتی ہے اس کو دل کی سیاہی کہتے ہیں۔ ذکر اسم ذات کے ہمیشہ شغل سے انسان کے دل سے یہ سیاہی دُور ہو جاتی ہے۔ دل منور اور صاف ہو کر معرفت الٰہی کا مقصد حاصل کرنے کے لائق بن جاتا ہے۔ مگر ایسے اچھے عمل "ذکر اللہ" کی ابتدائی تلقین اور اس سے مذکورہ فوائد حاصل کرنے اور درجہ بدرجہ ترقی کے راستہ میں پیدا ہونے والی مشکلات کے دُور کرنے کے لئے کسی ولیٔ

---

[1] پاؤں کے نیچے

کامل کی ہدایات اور رہبری کی ضرورت ہے ۔

حضور پُر نور شافع یوم النشور کی امت خیر الامم میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسی متبرک اللہ سراپا ہستیاں وقت بوقت جلوہ نما ہوتی رہی ہیں۔ جن کی "ذکر اللہ" کی تعلیم اور صحبت کے اثر سے کروڑہا انسانوں کے اجڑے اور ویران دل متاثر ہو کر معرفت الٰہی کے نور سے روشن ہوتے رہے ہیں ۔ اور رضائے حق کر کے کامیاب و کامران ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے ۔ ان سب عارف اور کاملوں نے یہ عرفانی کمالیت محض "ذکر اللہ" کے دائمی شغل سے ہی حاصل کی ہے ۔

اس کے بعد اس رہبر مجازی کی صحبت بابرکت کے ذریعے محبت الٰہی کا ثمرہ حاصل کیا جاتا ہے ۔ ایسے مرد خدا کی تلاش کرنا ہر طالب مولے کے لئے ضروری ہے ۔ دیگر مرد کامل کی نشانی ایک مرد کامل نے یوں بیان فرمائی ہے ے

پکڑ لے پیر کامل کو کہ بیعت بھی ضروری ہے	بجز مرشد کے اچھی بات کس جا تجھ کو پانی ہے
خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے	سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس مٹانی ہے
شریعت کا غلام ہو وے عجب اخلاق ہوں اس میں	دل اس کا مثل آئینہ ہو یہ اس کی نشانی ہے
اگر تو طالب مولیٰ ہے اور اصلاح کا جویا	تو جلدی کر پکڑ مرشد نصیحت یہ ایمانی ہے

قریشی دست بستہ عرض کرتا ہے سنو بھائی
قسم رب کی نہ جھوٹ اس میں نہ لائق بدگمانی ہے

ہر زمانے میں اولیائے کرام کا وجود مسعود موجود رہتا ہوا آیا ہے اور اس موجودہ زمانہ میں بھی ایسی متبرک ہستیاں ضرور جلوہ فرما ہیں جن کے فیوض و برکات سے کائنات کا ہر ذرہ بہرہ ور اور مستفیض ہو رہا ہے ۔

(۵) ایک کامل ہستی کی طرف رجوع ہو کر فیض حاصل کرنے کے لئے دعوت

(۱) سندھ ضلع نواب شاہ قصبہ کنڈیارو کے بالکل قریب ایک نورانی بستی جس کا نام اللہ آباد شریف ہے۔ یہاں پر حضور سیدی و مرشدی خواجہ خواجگان حضرت پیر محبوب سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے، جو اپنے مرشد پاک کے سچے عاشق تھے، پیر کامل کی حیاتی میں دل و جان سے ان کی خدمت میں مشغول رہے۔ مرشد کریم کے وصال کے بعد پیر کی خدمت اور محبت کا وہ رنگ چڑھا کہ جہان والوں نے دیکھ لیا۔ آپ کی نوری نگاہ نے چند بستیاں قائم فرمادیں جن کی مثال ملنا مشکل ہے۔ جو ساری کی ساری باشرع اور باخدا نظر آتی ہیں، جس بستی میں حضور سیدی و مرشدی کا مزار پر انوار ہے، یہ بستی تقریباً چالیس گھروں پر مشتمل ہے، گھر کا ہر فرد باشرع اور باخدا نظر آتا ہے۔ ہر فرد تہجد گذار ہے، ہر شخص باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ پورا پورا شریعت پاک پر عمل ہو رہا ہے۔ شادی اور غمی کے موقعہ پر طرح شریعت مطہرہ کا خیال رکھا جاتا ہے، ہر شخص مسواک شریف کے ساتھ وضو کرتا ہے اور نماز کے وقت سر پر پگڑی کا عمل بھی جاری ہے۔ ہر شخص داڑھی مبارک سے نظر آرہا ہے۔ نماز کے پابند صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی پانچ وقت کی نماز اور تہجد کی پابند ہیں۔ اس بستی میں کوئی فرد بھی حقہ، سگریٹ، نسوار یا کوئی اور نشہ آور چیز استعمال نہیں کر رہا، دن رات اللہ اللہ کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔

(۲) ضلع دادو تحصیل میہڑ اسٹیشن رادھن کے قریب ایک بستی جس کا نام فقیر پور شریف ہے یہ بستی تقریباً اسی گھروں پر مشتمل ہے، یہاں پر بھی شریعت پاک پر پورا پورا عمل ہو رہا ہے۔ جو اوصاف پہلی بستی کے لکھے گئے ہیں، یہاں پر بھی ہر فرد میں یہ صفت موجود ہے۔

(۳) ضلع حیدرآباد تعلقہ ٹنڈوالہ یار جار کی کے قریب ایک بستی جس کا نام طاہرآباد شریف ہے یہاں پر بھی مرد و عورت مذکورہ اوصاف کی حامل ہیں ۔

(۴) پنجاب ضلع فیصل آباد تحصیل جڑانوالہ اسٹیشن ظفروال کے متصل چک نمبر ۵۶۲ گ ب ہے ۔ چک کے ساتھ ہی ملحق نقیروں کی آبادی ہے یہاں کے افراد بھی پیر و مرشد کے دیوانے نظر آ رہے ہیں ، دن رات اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ۔

(۵) ضلع شیخوپورہ قصبہ بھیکی کے متصل رحمت پور شریف بستی ہے یہاں پر بھی دن رات اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ۔

یہ تو مجموعی بستیوں کا ذکر کیا گیا ہے ، انفرادی طور پر لاکھوں افراد اور سینکڑوں گھر باشرع اور باخدا ہو چکے ہیں ۔ اور اپنے قلب زندہ کئے ہوئے ہیں ؎

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ۔۔۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اب حضور سیدی و مرشدی محبوب سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کے لختِ جگر فرزند ارجمند صاحبزادہ حضرت محمد طاہر غفاری نقشبندی صاحب مدظلہٗ مسند نشین ہیں جو کہ ہو بہو اپنے والد مکرم اور پیر و مرشد کا نمونہ ہیں ۔ رفتار اور گفتار میں بھی اسی طرح نظر آ رہے ہیں ، اور دن رات مخلوقِ خدا کی تڑپ لئے ہوئے تبلیغی دورے فرما رہے ہیں اور ہزاروں گمراہوں کو راہ راستی پر لا رہے ہیں ۔

اس تعارف کے بعد عام مسلمانوں کو سوائے کسی طمع و لالچ کے ان کے ہی فائدہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے "دعوت" دی جاتی ہے کہ خدارا خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر مذکورہ اللہ والے عارف باللہ ولی کامل سے ذکر قلبی کا سبق سیکھیں اور اس نعمتِ عظمیٰ سے مالامال ہو ویں ۔

فائز اس مردِ کامل کی اجازت سے سندھ، پنجاب، سرحد، بلوچستان اور غیر ممالک میں خلفاء حضرات بھی قلبی دولت تقسیم کر رہے ہیں۔

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
کھلا ہے بابِ رحمت فیض پائے جس کا جی چاہے

بارگاہ ایزدی میں عرضداشت

اے بار الٰہ یہ حقیر فقیر پُر تقصیر نہایت ہی التجا سے دست بدعا ہے کہ فقیر نے جو ٹوٹے پھوٹے کلمات تحریر کئے ہیں، ان کو بجاہ نبی کریم رؤف الرحیم آقا و مولا سید دو عالم فخرِ موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور پیرانِ کبار قبول فرما۔ فقیر کے لئے سرمایۂ آخرت اور فقیر کے والدین کے لئے سببِ مغفرت اور درجاتِ عالیہ بنا۔ قارئین حضرات اور فقیر کو بھی ان سے پورا پورا فائدہ اور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہ اطیب الطیبین اطھر الطاھرین وعلےٰ الہٖ واصحابہ وازواجہ الطاھرات المطھرات امھات المؤمنین وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین ہ

الداعی الی الخیر۔ ناچیز احقر فقیر پُر تقصیر نور حسین بخشی طاہری نقشبندی عفی عنہٗ۔
چک ۱۵ گ ب گنگا پور، حال وارد چک نمبر ۱۰۰ ر ب۔ نزد کھلاہی والا تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

۲ رجمادی الاول ۱۴۰۵ھ ۵ جنوری ۱۹۸۵ء۔ بروز جمعۃ المبارک۔

شجرہ مبارکہ (پنجابی منظوم)

نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ، غفاریہ بخشیہ طاہریہ!

اول فضل تیرا ایں منگاں یارب سچا سائیں ۔ برکت نال نبیﷺ صاحب دے منزل عشق پہنچائیں

برکت نال صدیق اکبرؓ جو پہلا یار پیارا ۔ بخش محبت اپنی مینوں بھل جاواں جگ سارا

حضرتؐ دا اصحاب پیارا حضرت سلمانؓ نامی ۔ خاطر اس دی کریں ہدایت بخش گناہ تمامی

برکت حضرت قاسمؓ دے جو پوتا یار اولؓ دا ۔ ذات دُنے میں ہاں سوالی بخش نصیب فضل دا

برکت نال امام جعفر صادقؓ سید دے ۔ کریں عنایت تاں جو میرا غلبہ نفس تے ہووے

حضرت بایزید اولیےؒ ابوالحسن خرقانی ۔ طفیل انہاندے کریں عنایت چھٹن کم شیطانی

برکت نال ابویوسفؒ اتے حضرت غجدوانیؒ ۔ کریں زبان میری توں ذاکر تے دِل کریں نورانی

برکت نال محمد عارفؒ بھی محمودؒ پیارے ۔ مطلب میرے دوہیں جہانیں حل کریں توں سارے

برکت نال علی عزیزانؒ بھی صاحب محمد سائیںؒ ۔ جو میں منگاں دلوں میں مینوں کریں قبول دعائیں

برکت سید امیر محمدؒ بہاؤالدین بخاری ۔ ہر دم نام مبارک تیرا دل وچ ہووے جاری

برکت نال علاؤالدینؒ یعقوبؒ خدا دا پیارا ۔ فضل کریں جو باجھوں فضلاں میں ہاں بہت بیکارا

برکت نال عبیداللہؒ دے بھی محمد زاہدؒ ۔ عشق محبت تیری مینوں دم دم ہووے زائد

بھی خواجہ درویشؒ محمد صاحب امکنگی دی خاطر ۔ وچہ عبادت اپنی دے توں مینوں رکھیں شاطر

برکت نال محمد باقیؒ بھی مجددؒ صاحب ۔ بخش ایمان مکمل ربا رہاں گناہوں تائب

بھی خواجہ معصومؒ طفیلاں سیف الدین حضوری
کریں حاجات مطالب میرے جو جو ہون ضروری

برکت حضرت حافظ محمد محسنؒ دے تے نور محمدؒ عالی
عشق محبت اپنی کولوں رکھ نہ مینوں خالی

برکت شمس الدینؒ منور بھی غلام علیؒ دے
وصفاں بخش حمیدہ مینوں جو اخلاق ولی دے

خاطر ابو سعیدؒ مبارک شاہ سعیدؒ قریشی
بخش رضا لقا الٰہی ایہہ سوال ہمیشی

برکت حاجی دوست محمدؒ تے حضرت عثمانؒ نالے
تیرا فضل ہمیشہ ربا میرے غم سب ٹالے

برکت خواجہ حضرت صاحب لعل شاہؒ ہمدانی
غالب ہووے ذکر فکر تے عشق سدا صمدانی

برکت نال سراج الدین محمدؒ پیر ولایت
قطع محبت غیر خدا دی مینوں کریں عنایت

برکت پیر ضمیر منور فضل علیؒ وڈے شانا
مصدر فیض انیس الغربا کاشف راز خفانا

شربت عشق محبت والا بھر بھر جام میں پیواں
برکت حضرت محمد عبد الغفارؒ دے در در خوار نہ تھیواں

برکت حضرت خواجہ اللہ بخشؒ قطب الارشادی
کریں سلوک تمامی میرا برکت ایس رہنما دی

برکت حضرت خواجہ محمد طاہر سر تا پا پر حیاؤں
دور کریں توں عصیاں میرے ایس کبر سخا دے پاؤں

پڑھے جو ایہہ شجرہ پاکاں ویلے شام سحر دے
روا حاجات مطالب ہوون تے پیر توجہ کردے

ذکر دے یوجہ ذوق زیادہ تے شوق شدید تمامی
مست رہاں مخمور محبت لیل و نہار مدامی

میں عاجز خطا کار گناہیں تے بخش میراں تقصیراں
اپنا عشق عطا کر مینوں برکت حضرت پیراں

برکت نیکاں دی توں بخشیں اس عاجز دے تائیں
توں ہی لائق فضل کرم دے تیریاں ہوں رضائیں

آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف اردو منظوم

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ غفاریہ بخشیہ طاہریہ !

دادگرا اے داورا اپنی رضا کے واسطے
والیٔ کونین خاتم الانبیا کے واسطے

ابوبکر صدیق اکبرؓ حضرت سلمانؓ پاک
قاسمؒ و جعفرؒ مکرم مقتدا کے واسطے

شیخ اکبر بایزیدؒ و بوالحسنؒ کا واسطہ
ابوالقاسمؒ و بوعلیؒ کہف الوریٰ کے واسطے

حضرت ابو یوسفؒ عالی ماہ تابندہ منیر
پیر عبدالخالق شمس الضحیٰ کے واسطے

شہ محمد عارفؒ و محمود انجیر امیرؒ
پیر عزیزان علیؒ قمر اللقاء کے واسطے

خواجۂ بابا سماسیؒ شہ کلال باکمال
شہ بہاؤالدین پیر پارسا کے واسطے

پیر علاؤالدینؒ ہم یعقوب چرخی دستگیرؒ
پیر عبیداللہ عابد بے ریا کے واسطے

حضرت خواجہ محمد زاہدؒ و واصل بحق
خواجۂ درویش محمدؒ اولیا کے واسطے

خواجہ امکنگیؒ محمد باقی باللہؒ رازداں
شہ مجدد الف ثانی بادشاہ کے واسطے

خواجۂ معصوم سیف الدین قیوم زماں
شہ محمد محسنؒ مرد خدا کے واسطے

سید نور محمدؒ جان جاناںؒ پیر حق
حضرت شاہ غلام علیؒ علی کے واسطے

بوسعید احمدیؒ احمد سعیدؒ صاف دل
حاجی دوست محمد مرتضیٰ کے واسطے

حضرت عثمانؓ عارف اور محمد لعل شاہؒ
ثم سراج الدینؒ تارک ماسوا کے واسطے

غوث الاعظم پیر پیراں خواجہ قیوم زماں
حضرت فضل علیؒ شمس الہدیٰ کے واسطے

موت کا دن عید کا ہو بے توسط جاں کنی
قطب الاقطاب مربی باوفا کے واسطے

قطب ارشاد مجدد مائۃ اربعہ عشر
حضرت محمد عبد الغفارؒ حق نما کے واسطے

قطب دوراں غوث اعظم حضرت اللہ بخش تونسوی سوہنا سائیںؒ
عشق کر مجھ کو عطا اس نور الہدیٰ کے واسطے

عشق اپنے پیر میں فانی میں ہو جاؤں صفا
شاہ عالی جگ کے والی پیر ضیا کے واسطے

ذکر قلبی جوش جذبہ میں حیاتی ختم ہو
حضرت خواجہ محمد طاہر بحر سخا کے واسطے

جس طرف دیکھوں مجھے بس نظر آوے پیر پیر
کر عطا نعمت مجھے ان اتقیا کے واسطے

زندگانی سب مری ان کی رضا پر صرف ہو
ہوئے پورا مدعا صاحب صفا کے واسطے

غیر کی کروے محبت دور دل سے یا خدا
ہوں سوالی دائماً ان اتقیا کے واسطے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ
و زینۃ فرشہ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک و سلم
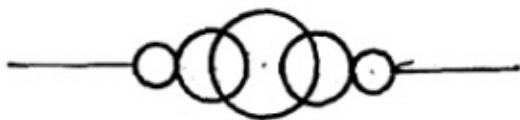
نصیحت نامہ

از .... حضرت مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہ ہوگا ایک دن مُردار جو کرموں نے کھانا ہے

اجل کے روز کو کر یاد، کر سامان چلنے کا
زمین کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرانا ہے

نہ بیلی ہو سکے بھائی، نہ بیٹا، باپ تے مائی
کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

جہاں کے شغل میں شاغل، خدا کی یاد سے غافل
کریں دعوٰی جو یہ دنیا میرا دائم ٹھکانا ہے

غلط فہمی ہے تیری نہیں آرام اک پل بھی
مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانا ہے

فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر
محلاں اچیاں والے تیرا گوریں ٹھکانا ہے

کہاں وہ ماہِ کنعانی، کہاں تختِ سلیمانی ؟
گئے سب چھوڑ یہ فانی، اگر نادان و دانا ہے

عزیزا یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا
نہ جاوے ساتھ تیرے کو اکیلے تو نے جانا ہے

نظر کر دیکھ خویشوں جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے

نظر کر ماڑیاں خالی، کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑا پسارا ہے، دغا بازی کا بانا ہے

غلام اک دم نہ ہو غافل، حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

شہ پارے
اور
انمول موتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان رسول کریم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔

بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ ۔ آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے ۔

عَلَمُ الْاِیمان الصَّلٰوۃِ ۔ نماز ایمان کی نشانی ہے ۔

● جو شخص اخلاص کے ساتھ لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا ۔ عرض کی گئی اس کا اخلاص کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے روک دے ۔

● خلقت خداوند تعالیٰ کا کنبہ ہے ۔ سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ احسان کرے ۔

● مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے سب مسلمان محفوظ رہیں ۔

● چار چیزیں رسول کی عادتوں میں سے ہیں ۔

(۱) حیا کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) نکاح کرنا (۴) مسواک کرنا ۔ کاموں میں تحمل کرنا ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ۔ ● جو شخص خدا کا واسطہ دیکر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو ۔ اور کچھ مانگے تو اسے دے دو اور

جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کرلو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو، اگر بدلہ دینے کی توفیق نہیں رکھتے تو اس کے حق میں نیک دعا کرو۔ یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔

● ڈرو اللہ تعالےٰ سے جہاں کہیں تم ہو اور بدی کے پیچھے نیکی کرو کہ اسے مٹا دے اور لوگوں سے خوش خلقی کے ساتھ پیش آؤ۔

● رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ فرمایا منہ اور شرمگاہ۔ پھر انہوں نے عرض کیا کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں جائیں گے، تو حضور پرُنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کا ڈر اور خوش خلقی۔ محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ کونسا اوروں سے اچھا ہے۔ فرمایا جس کی عمر لمبی اور عمل نیک ہوں پھر انہوں نے پوچھا کہ کون بُرا آدمی ہے تو آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو مگر عمل بُرے ہوں ● ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نجات کس کس میں ہے؟ تو حضور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی زبان کو بند رکھو، اپنے گھر میں قیام رکھو، اور اپنے گناہوں پر رودو ● نعمت وحشت ایک وحشی جانور کی مانند ہے اسے حمد و شکر کے ساتھ مقیّد رکھو ● حسد مسلمان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے ● جو شخص اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ جو شخص مر گیا اور حال یہ ہے کہ وہ تین چیزوں ،۱، تکبر ،۲، خیانت ،۳، اور قرض سے پاک تھا وہ جنت میں داخل ہوگا ● کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں وہ شخص آگ پر حرام ہے اور جس پر آگ

حرام ہے۔ وہ شخص وہ ہے جو لوگوں سے نزدیک ہوتا ہے اور نرم مزاج ہے۔
● جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرے اللہ تعالےٰ اس سے ہر چیز کو ڈراتا ہے ● مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ ● دین خیر خواہی کا نام ہے جو شخص چپ رہا اس نے نجات پائی ● جس نے اللہ تعالےٰ کی پہچان کی اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ ● جس شخص نے ایک نماز قضا کر دی اس کو ایک حقب دوزخ میں رہنا پڑے گا۔ (ایک حقب کی مقدار اسّی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے اور قیامت کا دن ایک ہزار برس کا ہوگا۔ اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی) ● جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس کا نام لم لم ہے اس میں سانپ ہیں جو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں، اور ان کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے، اس میں نماز چھوڑنے والوں کو عذاب دیا جائے گا۔ ● حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک مرتبہ پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو باتیں ہم کہتے ہیں کیا ان پر بھی گرفت ہوگی، فرمایا کیوں نہیں؟ بہت سے لوگ تو ضرورت بے ضرورت زبان چلانے ہی کی وجہ سے منہ کے بل دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ ● جو شخص غلہ کو چالیس روز اس نیت سے رکھے کہ گراں ہوگا تو فروخت کروں گا، تو وہ اللہ تعالےٰ سے بری ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس سے بری ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا عتاب اس پر ہوگا، نہیں جائے جنت میں وہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا ● خدا تعالےٰ کے نزدیک محبوب زیادہ ہے توبہ جوان کی۔ اگر جوان توبہ کرتا ہے تو چالیس روز مشرق سے مغرب تک سب قبرستانوں سے عذاب دور فرماتا ہے۔ اور سب کے سب اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور بڈھے کی توبہ بھی قبول کرتا ہے اور اس کو بخش دیتا ہے ● جوانی میں عمل کرو تاکہ بڑھاپے میں کام آئے ● میں خدا تعالےٰ کا حبیب ہوں اور جوان تائب بھی خدا تعالےٰ کا

دوست ہے ● جوان تائب اور میں اس طرح جنت میں ہوں گے، جیسے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی ۔

● ایک روز حضور اکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے ایک بڑھا تھا اور ایک جوان، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس جوان کو میرا اسلام فرما دیجئے۔ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڈھے کو کیوں سلام نہ کیا۔ کہا اس نے بڑھاپے میں توبہ کی۔ اور اس نے جوانی میں، اس کے بعد پھر جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ تمام فرشتے جوان صالح کے لئے بخشش مانگتے ہیں اور فرمایا ایک جوان کی توبہ اللہ تعالٰے کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ہزار بوڑھوں کی توبہ سے ● قیامت میں ہر بندے کے آگے رات دن کے ۲۴ صندوق رکھے جائیں گے اور ان کے کھولنے کا حکم ہوگا، جب کھولے جائیں گے تو کوئی نور سے پر ہوگا، کوئی آگ سے اور بعض خالی ہوں گے۔ فرمان ہوگا جس ساعت میں تو نے نیک کام کیا اس ساعت کا صندوق تو نور سے بھرا ہوا ہے اور جس ساعت میں تو نے بدکام کئے اس کا صندوق آگ سے پر کیا ہے، اور جس ساعت کو بیکار گذارا ہے اس کو ہم نے خالی رکھا ہے ● جو شخص کوئی چیز چرائے قیامت کے دن گردن میں آگ کا طوق پہنے ہوئے آئیگا۔ جو شخص کوئی حرام کی کھائے اس کے شکم میں آگ جلائی جائے گی۔ اور اس کی آواز ہوگی جس سے تمام مخلوق لرزے گی، خدا تعالٰے کے تمام بندوں میں احکام جاری ہو چکنے تک وہ قید میں رہے گا۔ اور اللہ تعالٰے غالب حکمت والا ہے ● درہم و دینار کا بندہ اوندھے نصیب کا ہے ● دنیا ایک ساعت ہے اس ساعت کو طاعت میں گذار دے ● دنیا کی محبت سارے گناہوں کی سر کردہ ہے۔

● جو تجھے خدا تعالےٰ سے غافل کردے وہ تیری دنیا ہے ● آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اس کی دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں، حرص کرنا مال پر اور حرص کرنا عمر پہ ● پانچ کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳) تونگری کو مفلسی سے پہلے (۴) خاطر جمعی کو تشویش سے پہلے (۵) موت کو زندگی سے پہلے ● سچ بات کہہ خواہ کیسی ہی کڑوی معلوم ہو ● جو کوئی جھوٹی گواہی دے گا اس کی شکل قبر میں سوئر کی صورت جیسی ہو جائے گی۔

ایمان اور محبت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

● تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نگاہ میں اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

پدر، مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔

اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اللہ تعالےٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے، اللہ تعالےٰ کے سوائے اور کسی سے امید نہ رکھ اور اپنے گناہوں کے سوا اور کسی چیز سے نہ ڈر، اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ تعالےٰ نہ ہو۔ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے۔ اور پھر گناہ کرتا ہے۔ اگر تو معبود حقیقی کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔ جانور اپنے مالک کو

پہچانتے ہیں مگر بہت سے انسان ایسے ہیں جو اپنے رب کو نہیں پہچانتے۔ قضا پر راضی رہنا دنیا میں جنت پالینا ہے۔ تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس سے رغبت رکھتا ہے۔ جس نے دنیا کو پہچانا وہ اس سے بے رغبت ہوا۔ ہر وہ کام دنیا ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔ خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔ آنکھ بینا ہو تو ہر روز محشر ہے۔ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی بات مانتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھنے والے کو تنہائی محبوب ہوتی ہے۔ عافیت کے نو حصّے لوگوں سے الگ رہنے میں ہیں۔

ارشادات حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ

ساری بھلائی دو باتوں میں ہے، اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعظیم اور مخلوقِ خدا پر شفقت جو شخص اپنا نفع و نقصان اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور طرف سے دیکھے۔ وہ اللہ تعالےٰ کا بندہ نہیں۔ جس حقیقت پر شریعت کی مہر نہ ہو بے دینی ہے۔ عملوں پر غرور کرنا انہیں ضائع کرنا ہے۔ معرفت کا درخت (غور) فکر کے پانی سے سینچا جاتا ہے، توبہ کا درخت ندامت (راضی برضا رہنا) کے پانی سے پرورش پاتا ہے۔ جاہلوں کے ساتھ میل جول سے بچو، نادان جوانوں سے بھاگو، اعمال کی بھی روح ہے وہ اخلاص ہے۔ یعنی صرف اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے کام کرنا، حلال کمائی سے اپنے دل کی صفائی کرو، اکل حلال نور ہے۔ کسب کی ترک اور لوگوں سے بھیک مانگنا بندے کے لئے عذاب الٰہی ہے، توبہ صحیح ہو تو ایمان صحیح ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی اطاعت سے ایمان بڑھتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے

دنیاوی بادشاہ صرف لوٹتے ہیں، عطا کچھ نہیں کرتے۔ اولیاءاللہ لوگوں سے کچھ نہیں لیتے اور ان پر بخشش عام کرتے ہیں۔ اپنے نفس (حیوانی طبیعت) پر سوار ہو جاؤ، ورنہ وہ تم پر سوار ہو جائے گا۔ جو چیز تمہیں اللہ تعالےٰ سے روکے اس سے بھاگو۔

غافل! جو تجھ سے پیار کرتا ہے (اللہ) اس سے پیار کر، جو تیرا طالب ہے اُسے طلب کر، ایمان، قول اور عمل ہے۔ صرف کلمہ طیبہ کا پڑھنا تم سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ تنگی آئے تو اپنے گناہوں سے توبہ کرو، علم کی زکوٰۃ یہی ہے کہ اس کا درس عام کر دیا جائے۔ خالق کا شکوہ مخلوق سے ترک کر، خوفِ خدا ہر بند دروازے کی چابی ہے۔ موت کی یاد، مصیبت پر صبر اور سب حالات میں اللہ پر توکل لازم پکڑ۔ جس نے دکھلاوے کے لئے عمل کئے، اس کے عمل ضائع گئے، اللہ کی رضا کے لئے مخلوق کی اذیت پر صبر کرو۔ طریق (سفر) سے پہلے رفیق (ساتھی) گھر سے پہلے ہمسایہ، مرض سے پہلے پرہیز، اور مصیبت سے پہلے صبر اور قضا سے پہلے رضا طلب کر، زبان دراز اور قلب جاہل سے کچھ نفع نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی بردباری کی وجہ سے دلیر نہ ہو کیونکہ اس کی گرفت نہایت سخت ہے۔

ایک شخص نے ایک غلام خریدا، پھر اس سے پوچھا "تو کیا کھانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا "جو آپ کھلائیں" پوچھا "تو کیا پہننا چاہتا ہے" اس نے کہا جو آپ پہنائیں، کہا تو کہاں رہنا چاہتا ہے، اس نے کہا، جہاں آپ رکھیں، مالک نے کہا کیا کرنا چاہتا ہے، اس نے کہا جو آپ حکم دیں۔ مالک رو پڑا اور بولا کاش! میں بھی اللہ تعالےٰ کے سامنے ایسے ہوتا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کا عارف ہو جاتا ہے اس کا اپنا کوئی ارادہ و اختیار نہیں رہتا، عمر کے بوڑھے عادت کے بچے، اپنی عادت کے بچپنے کے ساتھ دنیا کی حرص کے پیچھے

کب تک رہے گا۔ تو نے حرصِ دنیا ہی کو اپنی فکر بنا رکھا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تیری فکر وہی ہے جو تجھے فکر مند کرے، اگر تیری ڈوری آخرت کے ہاتھ میں ہے تو تو آخرت کا بندہ ہے۔ اگر نفس کے ہاتھ میں ہے تو تو نفس کا بندہ ہے۔ اگر حرص کے ہاتھ میں ہے تو تو حرص کا بندہ ہے۔ اگر مخلوق کے ہاتھ میں ہے تو مخلوق کا بندہ ہے۔ اگر اللہ کے ہاتھ میں ہے تو تو اللہ تعالےٰ کا بندہ ہے۔ لہٰذا خیال رکھ کہ تیری ڈور کس ہاتھ میں ہے۔ تم میں سے زیادہ لوگ دنیا کے طالب ہیں، تھوڑے آخرت کے طالب ہیں اور بہت تھوڑے دنیا و آخرت کے رب کے طالب ہیں، اے باطن کے مریض دوا حاصل کر یہ دوا اللہ والوں کے سوا کہیں نہ ملے گی۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے چار علموں کو حاصل کر لیا ہے۔ اس وقت سے میں دوسرے تمام علوم و افکار سے فارغ ہو گیا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا! وہ کون سے ہیں؟ فرمایا:-

(۱) میرا رزق مقرر شدہ ہے، اس میں کمی و بیشی نہیں ہو سکتی، اس وقت سے میں غمِ روزگار یعنی رزق زیادہ طلب کرنے کی فکر سے آزاد ہو گیا ہوں۔

(۲) اللہ تعالےٰ کا مجھ پر ایک حق ہے، جس کو میرا سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ میں اس حق کو ادا کرنے میں مشغول ہو گیا ہوں۔

(۳) جب سے مجھے یہ یقین حاصل ہو گیا ہے کہ میرے سر پر موت سوار ہے اور میں اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ میں نے اس سے سازگاری کر لی ہے۔

(۴) جب سے میں نے یہ جان لیا ہے کہ میرا ایک خدا ہے، جو میرے تمام افعال کی خبر رکھتا ہے، تو میں نے ایسی تمام باتوں سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ جن کے ارتکاب سے

قیامت کے روز اُس کے رُوبرو نام اور شرمسار ہونا پڑے۔

حضرت مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

علم کی تین اقسام ہیں۔ علم اقوال یہ شریعت ہے دوم علم افعال یہ طریقت ہے، سوم علم احوال یہ حقیقت ہے۔

فرمایا صالحین کی دس شرائط ہیں۔ روزہ رکھنا، رات کو قیام کرنا، موت کو یاد کرنا، جنازہ کے ساتھ جانا، قبرستان جانے کو لازم کرنا، یتیموں کی سرپرستی کرنا، بیماروں کی عیادت کرنا، صدقہ دینا، سخاوت کرنا۔ محبت اہل خیر، ذکر و اذکار میں مشغول رہنا۔

آپ نے فرمایا:۔ سالک کو چار چیزوں کے بغیر معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ جھوٹ نہ بولے۔ عیب ظاہری و پوشیدہ سے دُور رہے۔ مخلوق کو تکلیف نہ پہنچائے، امانت میں خیانت نہ کرے، خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے حاجت طلب نہ کرے، نماز غائبانہ غذاہب حنفی میں درست نہیں ہے۔ اعتکاف تزکیہ نفس کے لئے ہوتا ہے۔ سورج نکلنے تک سونا مکروہ ہے۔ اس سے تین چیزیں تنگیٔ عیش کوتاہیٔ عمر اور قلتِ معاش پیدا ہوتی ہے۔

تقویٰ کی تین اقسام ہیں:۔

تقویٰ عام کہ گناہ اور بدعت سے بچنا چاہیئے۔ تقویٰ خاص لایعنی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تقویٰ خاص الخاص کے ماسوا اللہ کے پرہیز کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ قیامت کے دن نسب نفع نہ دیں گے، اس دن عمل صالح کام آئیں گے۔ سیادت (سید) نفع نہ دے گی، جب تک عمل صالح نہ ہو۔ غلام کے ساتھ سختی نہیں کرنی

چاہیئے، اس کو وہی کھلائے جو خود کھائے، جس شخص میں بزرگی و کمال ہوتا ہے وہ تواضع اور انکسار اختیار کرتا ہے، جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ مسخرہ ہے۔ انسان کو جو کام خدا تعالیٰ کی دوستی کے لئے کرے، تین آدمیوں سے ڈرنا چاہیئے۔ جاہل پیر، جابر حاکم، دنیادار عالم۔ قبر کے پاس ایک لاکھ بار کلمہ پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں تو اس کے لئے مغفرت کا سبب بن جاتا ہے۔ عالم وہ ہے جو عامل ہے، ورنہ جاہل ہے۔ دعائیں قضائے مبرم کو بدل دیتی ہیں۔ محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے۔

عاقبت کی راہگذر میں دنیا ایک پل کی مانند ہے، کوئی صاحبِ عقل و شعور پل پر اپنا گھر نہیں بنایا کرتا۔

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان کے پردے میں چھپا رہتا ہے۔ یعنی جب تک خاموش رہتا ہے۔ اس کے عالم یا جاہل، احمق یا عقل مند، شریف یا رذیل کا کچھ پتہ نہیں چلتا، مگر جب بولتا ہے تو اس کی عقل، علم و فضل کا پتہ چل جاتا ہے۔ غیض و غضب سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس کی ابتدا جنون سے اور انتہا ندامت ہے، ان کی حالت بڑی تعجب خیز ہے۔ جو دوسروں کی اصلاح کے درپے ہیں۔ اور اپنے فاسد ترین نفس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کسی کی غلط تعریف مت کرو، کیونکہ خود اس کے افعال تمہاری تکذیب کر دیں گے، تمہارے نفوس کی کم سے کم قیمت جنت ہے، لہٰذا اسے اس قیمت پر مت فروخت کرنا۔ کسی دوسرے کے گرنے پر خوشی مت کر، کیا معلوم کل کو تیرے ساتھ کیا ہوگا؟ دشمن ایک بھی بہت ہے اور دوست زیادہ بھی تھوڑے ہیں۔

شکایت مت کرو۔ اپنی قسمت کی اور زمانہ کی • اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی • غیر کے سامنے اپنے دوست کی • رخصت کرنے کے بعد اپنے مہمان کی • کبھی بھول کر بھی اپنے شیخ، استاد اور ماں باپ کی۔

فنا ہونے والے گھر کے لئے تو فکر، مگر ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں۔

کل ایک ناپاک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہو جائے گا، پھر تکبر کیسا؟

دونوں میں سے ایک چھوڑ دو، غفلت یا ملازمت۔

ایمان زبان سے اقرار کرنا، دل سے تصدیق کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا ہے • عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے۔ فاسق کو کھانا کھلانا فسق میں مدد کرنا ہے، • تمسخر، قطع دوستی، دل شکنی اور حسد پیدا کرتا ہے • موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔ دوسروں کے مال کی طمع نہ کرنا بھی سخاوت میں داخل ہے، • نااہل سے حاجت طلب کرنا موت سے زیادہ سخت ہے۔

تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ سلام کرنا (۲) دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا (۳) مخاطب کو بہتر نام سے پکارنا۔

باپ کا عطیہ بیٹے کے لئے اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے لوگوں میں سے بدتر وہ ہے جس کی تعظیم شر کے خوف سے کی جائے۔ صدقہ فقیر کے سامنے عاجزی سے پیش کر کیونکہ خوشدلی سے صدقہ دینا قبولیت کی نشانی ہے • جو آدمی اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے • کسی کے خلق پر اعتماد مت کرتا وقتیکہ اسے دیکھ نہ لے، • کسی دیندار پر اعتماد نہ کرتا وقتیکہ طمع کے وقت اسے دیکھ نہ لیوے • طمع کرنا مفلسی، بے غرض ہونا امیری، بدلہ نہ چاہنا صبر ہے، کم بولنا حکمت ہے، کم کھانا صحت

کم سونا عبادت، کم ملنا عافیت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکرو عبادت میں اس طرح محو رہ کہ گویا مخلوق موجود ہی نہیں اور مخلوق کے ساتھ ایسا برتاؤ کر کہ گویا تیرا اپنا نفس موجود ہی نہیں۔ قرب الٰہی کے لئے ایک ابتداء ہے اور ایک انتہا۔ اس کی ابتداء ورع یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اور اس کی انتہا تسلیم و رضا اور توکل ہے۔

جو شخص عقبےٰ میں اپنی فلاح و بہبود چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ نفس اور اسبابِ دنیوی کی پرستش چھوڑ دے۔ اور اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ عقبےٰ کی خواہشات یعنی اپنے نیک اعمال کی جزاء کا تصور چھوڑ دے۔

تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر رکھی گئی ہے۔ ۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخی ہونا۔ ۲۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح راضی برضائے الٰہی رہنا۔ ۳۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر و تحمل اختیار کرنا۔ ۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح مناجات کرنا۔ ۵۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح صوف پہننا۔ ۶۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کیطرح وجد و ذکر اختیار کرنا۔ ۷۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرح سیر فی الارض کرنا۔ ۸۔ حضور سید دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح فقر و توکل اختیار کرنا۔

امراء سے غیرت و خودداری سے مل اور فقراء سے عجز و تواضع اور فروتنی اختیار کر، اپنے دل میں کسی مسلمان کی بدخواہی اور کینہ و عداوت نہ رکھ، اپنے کسی لفظ یا حرکت سے کسی مسلمان کی دل آزاری نہ کر، حلال روزی کما اور اپنے اہل و عیال کی خدمت کر یہ بھی عبادت ہے، اپنے مال و جائیداد کا صدقہ دے اور غرباء و مساکین کی امداد و اعانت کر اور اپنے اوقاتِ ذکر و عبادت میں اپنے مرحوم لواحقین اور دیگر مومنین کے لئے دعائے مغفرت کر اور ان کے لئے درود

تلاوتِ قرآن کریم کا التزام رکھ، ہمیشہ ہر حال میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا رہ، اس لئیے کہ یہ تمام نیکیوں اور سعادتوں کا جامع ہے۔

نماز پڑھیئے قبل اس کے کہ آپ کی نماز پڑھی جائے۔

تین چیزوں سے پرہیز کرو، چوری، چغلی، جھوٹ۔

ارشادات حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی عباسی نقشبندی مسکین پوری

گناہوں سے اس طرح بچا کرو، جس طرح سانپ اور بچھو سے بچتے ہو، بلکہ ان سے بھی زیادہ۔ کیونکہ گناہوں کا ضرر سانپ بچھو کے ضرر سے بھی زیادہ ہے، اس سے ابدالآباد تک کی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ اور سانپ سے صرف دنیوی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ سانپ کے معاملہ میں بچہ کی خبر کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے اور گناہوں کے بارے میں خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر کا بھی اعتبار نہیں کیا جاتا۔

حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک رحمۃ اللعالمین ہے جو شخص اس رحمت میں اپنا حصّہ چاہتا ہے وہ حضور اکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت رکھے۔ اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت کے سایہ میں آجائیے

دُنیا میں رہ کر پھر اس سے بے تعلق رہنا کمال ہے، مرغابی دریا میں تیرنے اور غوطے مارنے کے باوجود جب اڑتی ہے تو اس کے پَر خشک ہوتے ہیں ؎

بگیر رسمِ تعلق ولا ز مُرغابی

ز روئے آب چو برخاست خشک پَر برخاست

دن رات خواب و خورش اور دنیاوی ساز و سامان میں لگے رہنا طفیولیت ہے۔

مردانِ خدا کی طرح یادِ خدا میں وقت صرف کرنا چاہئیے۔ ؎

بہ چہل سال عمرِ عزیزت گذشت　　　مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

تصوّف کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں، کم بولنا، کم سونا، کم کھانا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔

ظاہری زیبائش سے کچھ فائدہ نہیں، گدھی زیورات کے پہننے سے خوبصورت نہیں ہو جاتی، انسان کی اصلی خوبصورتی دینداری ہی ہے۔

شہوانی لذتوں کے پورا کرنے میں ایک لحظہ کی خوشی ہے اور ہمیشہ کے لئے پچھتانا اور تکلیف اٹھانا ہے۔

نفس اور شیطان انسان کے بڑے دشمن ہیں، ان پر غالب آنا ہی کمال ہے۔

شیخ کے بغیر خدا کا راستہ نہیں ملتا، کلام اللہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے مگر استاد سے پڑھنا پڑتا ہے۔

عصائے پیر بجائے پیر، مولوی ملاں میں بڑائی کا مادہ بہت ہوتا ہے، اور یہی چیز ان کو خراب کر رہی ہے ؎

خودی تکبّر ترائے گھر مٹھے ملّاں سیّد مہتر
وڈّا وڈّا آپ کہاون وڈّا گیو نے وِسّر

اگر کوئی چاہے کہ میری روزی میں برکت ہو تو طعام کا ادب کرے اور مشکل کا حل چاہے تو مسجد کی خدمت کرے۔

مسلمانو تم ہاتھ پاؤں آنکھ کان ناک جملہ اعضا سے کام لیتے ہو، مگر افسوس کہ دل کو بیکار چھوڑ رکھا ہے اور اس کو اللہ تعالےٰ کی یاد سے زندہ اور ہوشیار نہیں کرتے۔

ایک عورت کو دوسری عورت کے سامنے بے پردہ ہونا گناہ ہے۔

جتنا ملے اس پر جناب الٰہی میں شکر کرنا اور نہ ملنے پر صبر کرنا اور زیادتی کے لئے حرص و طمع کو چھوڑنے کا نام قناعت ہے۔ ترک سعی اور مفلسی و غربت اختیار کرنا قناعت نہیں ہے۔

دیکھو کتا معمولی ہڈی اور چند ٹکڑوں پر مالک کا حق ایسا پہچانتا ہے کہ باوجود بار بار پیٹ کے مالک کا دروازہ نہیں چھوڑتا، لیکن آدمی خدا تعالیٰ کی اتنی طرح طرح کی نعمتیں کھانے اور باوجود ایسی سواریوں، ریل گاڑی، موٹر، گھوڑا وغیرہ پر سوار ہونے کے اپنے مالک کی نافرمانی کرتا ہے، روزی خدا تعالیٰ کی کھاؤ اور کام شیطان کے کرو۔ کس قدر ناشکری اور احسان فراموشی ہے، انسان دنیا کے واسطے کتنی کوشش کرتا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ مقسوم سے زیادہ کبھی نہیں ملے گا، مگر جد و جہد سے باز نہیں آتا اور آخرت کا سودا جس کا نفع یقینی اور نقصان غیر متوقع ہے اس کے کمانے کی کوشش نہیں کرتا۔

اے فقیرو، شریعت سے باہر قدم نہ رکھو، تقویٰ اختیار کرو، فضول مباحات سے بچو، فضیلت اور اولیت پر عمل کرو۔ خبردار لاولد کا ترکہ، یتیم کا مال، لڑکی پر رقم لینا دل کو مفلس کرتا ہے۔ خیرات کا مال نہ کھایا کرو، پہلے لوگ مولیٰ کے سچے طالب ہوتے تھے رضا الٰہی کے مقابلہ میں دنیائے دُنی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

ارشاد حضرت قبلۂ عالم محبوب سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ

جس طرح کشتی خشکی پر نہیں چل سکتی پانی پر چلتی ہے، گویا پانی کشتی کے نیچے ہوتا ہے

اگر پانی کشتی کے اندر آجائے تو کشتی ڈوب جائے گی۔ اسی طرح روپیہ پیسہ اور مال و اسباب انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے، مگر ان کو اپنے اندر نہ آنے دے، اپنے پاؤں کے نیچے رکھا جائے۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے دوستوں نے پوچھا کر آپ کے پاس سونا چاندی بہت جمع ہے حتیٰ کہ آپکے گھوڑوں کے کیلے اور زنجیریں سونے کی بنی ہوئی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا دوستو!

میرے سونے کے کیلوں اور زنجیروں کو گھوڑوں کے لئے استعمال کر رہا ہوں جہاں پر گھوڑے پیشاب کرتے ہیں، سونے کی میرے دل میں جگہ نہیں ہے۔

نسخہ درستی چال چلن!

سچ کے پھل، دیانتداری کے پھول، عاجزی کے انگور، اتفاق کا ریشم، سادگی کی پنکھڑیاں، پارسائی کا عرق، فرض کا ست، ان سب چیزوں کو یادِ الٰہی کی ہانڈی میں ڈال کر محبت کے چولہے پر رکھ کر عشق الٰہی کی آگ جلائیں، جب خوب پک جائے تو ٹھنڈا کر لیں، چھان کر شرافت کی بوتلوں میں بھر لیں۔ ایک تولہ روزانہ رحمدلی کی گلقند کے ساتھ ملا کر انصاف کے چمچے سے نوش فرمائیں۔

خوراک:۔ حب الوطنی کی کھچڑی، نیک نیتی کا دودھ اور خوش خلقی کے ساگودانے کے سوا اور کچھ نہ استعمال نہ کریں۔

پرہیز:۔ غصے کی مرچ، ہنکار کی شراب، حسد کی آگ، لالچ کی مٹھاس اور منشی اشیاء کے دیدار سے پرہیز کریں۔

ختم شد